

GOVERNMENT OF INDIA  
ARCHÆOLOGICAL SURVEY OF INDIA  
ARCHÆOLOGICAL  
LIBRARY

ACCESSION NO. 22661  
CALL N913.05/<sup>Sac</sup>F.D.A./M.K.

D.G.A. 79

*N.H.*

*J.W.*

*D 877 (a)*



# رہنمائی سانچی

یعنی

اردو ترجمہ "گائٹ تو سانچی"

مصنفہ

جلاب معلیٰ القاب سر جان مارشل صاحب بہادر  
(لالہ) - سی - آئی - ای - ڈاکٹر کٹر جنرل  
اف آر کیا لجمی ان انڈیا

مترجمہ

مولوی محمد حمید صاحب قریشی  
بی - اے

22661 (اسٹائل سپریٹڈ انٹ مکمل آثار قدیمة)

913.05

Sam M. K.

کلکتہ

ملیجر گرلز میٹ الدین پرنس

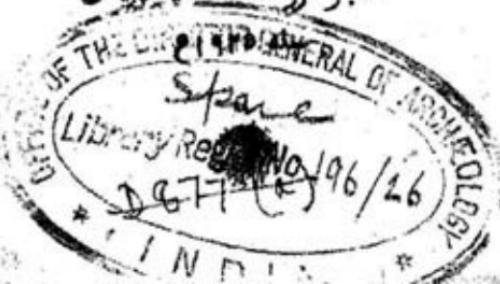


PLATE I.



THE GREAT STUPA FROM N.E.

بسم الله الرحمن الرحيم  
تهذية

---

بہ کتاب

علیا حضرت نواب

سلطان جہاں بیگم صاحبہ

جی - سی - ایس - آئی ، جی - سی - آئی -  
ای ، جی - بی - ای ، سی آئی ،

فرمانروائے ریاست بھوپال

کے نام نامی سے معذن کی جاتی ہی

عہد مตیق کے ان عدیم المثال آثار کی تعریف و تفتیش  
اور حفاظت و صیانت چر گذشتہ چند سال میں  
عمل میں آئی ہی ، وہ سب بیگم صاحبہ مددوہ کی

علمی دلچسپی اور اعلیٰ فیاضی

کی بذریعہ ہوئی ہی

---

A-2

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL  
LIBRARY, NEW DELHI.

Acc. No. 22661 .....

Date. 21 . 2 . 56 .....

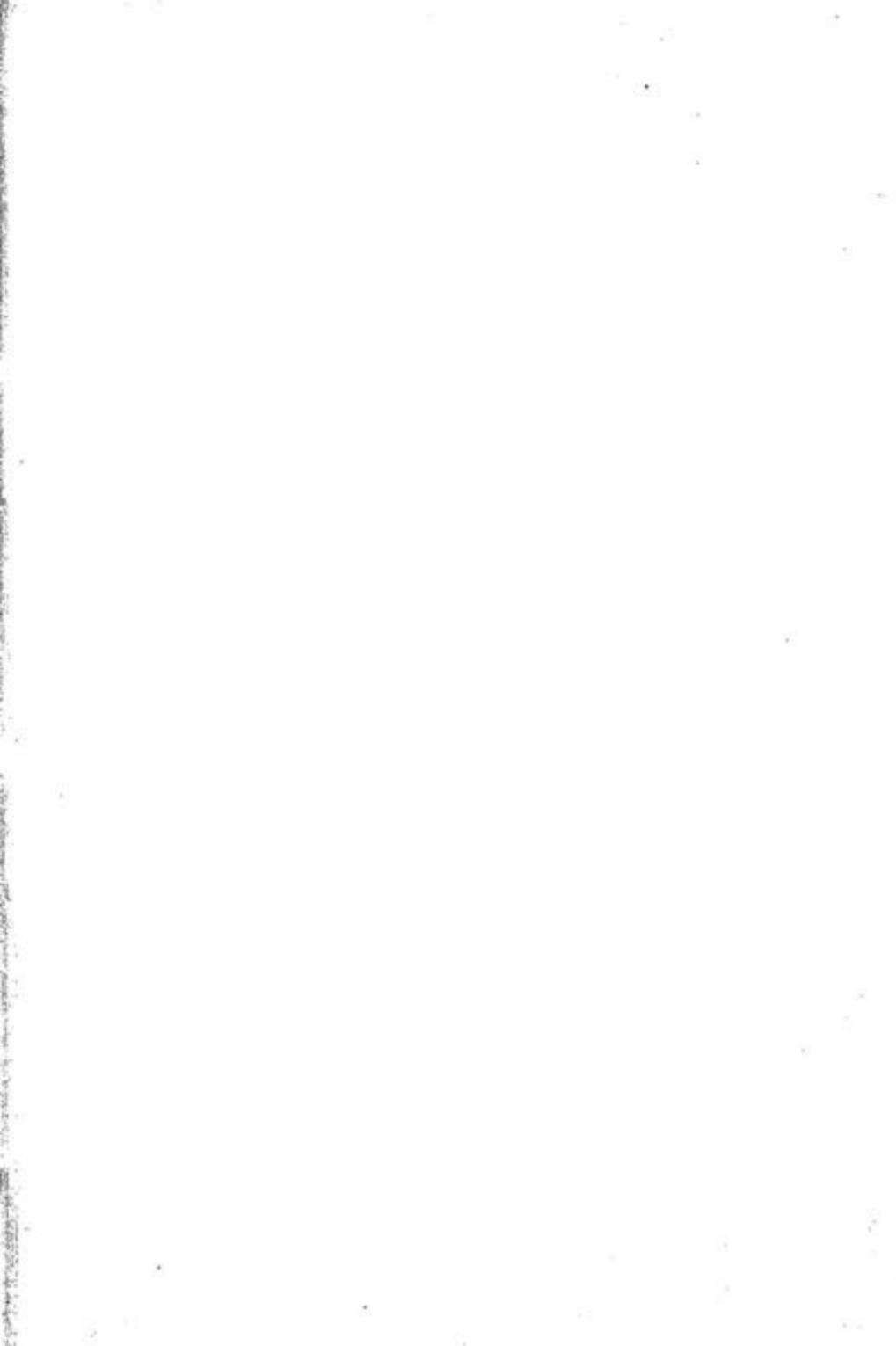
Call No. 913 . 05 / 144 / D . K

501

3  
A. A. C. 172-8

## دیباچہ

ہندوستان کو بودھ مذہب کے اپنادائی زمانے کے  
چس قدر قدیم آثار دراثت میں ملے ہیں اور سب میں  
سانچی کی عمارت کو شرف و فضیلت حاصل ہی۔  
لیکن عجیب اتفاق ہی کہ ان آثار کے متعلق پہلک  
کی معلومات کا دائرہ نہایت محدود ہی۔ قدیم ہندوی  
مصنفوں نے ان کا مطلقاً ذکر نہیں کیا۔ چینی سیاح،  
جن کے سفر نامے بودھ مذہب کے دیگر متبرک  
مقامات کے حالات سے مملک ہیں، ان عمارت کے بارے  
میں بالکل خاموش ہیں۔ اور زمانہ حال میں جو  
کتابیں انکے متعلق مدرن ہوئیں اونکے مضامین کی  
فرسودگی اور لغویں کا اندازہ یعنی ہو سکتا ہی کہ  
فرگسن نے اپنی کتاب "تری آیلڈ سریلٹ ریشپ"  
مطبوعہ سنہ ۱۸۴۸ میں سانچی کے منقش پہلوں  
کی تصاویر کو عہد عتیق کی "درخت اور سانپ کی  
پرستش" کی تالید میں پیش کیا ہی۔ اسی طرح  
میسی نے "سانچی آیند انس ریمینز" میں جو  
سنہ ۱۸۹۲ میں شائع ہوئی منجملہ دیگر عجیب



علاقہ ازین میں مصنفین ذیل کا بھی ممکن ہوں :—  
 اول میرے قابل تعظیم پیشر سر الیکٹرینکر گنگہم جنکی  
 کتاب ”دی پہلیسہ ٹویس“ سے مجھے ارن سب  
 چیزوں کے حالات معلوم ہوئے جو انہوں نے ستونہائے  
 نمبر ۲ و ۳ سے برآمد کی تھیں ۔ درم پروفیسر اے ۔  
 گرونوکل جنکی تصنیف ”بُدھسٹھ آرت ان اندیا“  
 سے اس مذہب کے علم الاصنام کے مطالعہ میں قابل قدر  
 امداد ملتی ہی ۔ اور سیم رنسٹ سمعتے صاحب جنکی  
 معرکہ الاراء تالیف ”آری ہستری آف اندیا“ سے  
 میلے اس رہنمای دوسرے باب کی تالیف میں  
 دل کھوکھ مدد لی ہی

کوئی رہنمای ہر شخص کی ضرورت کو پورا نہیں  
 کر سکتا ۔ از منجھے اس امر کا احساس ہی کہ یہ کتاب  
 بھی بعض اصحاب کو طوالی اور بعض کو بہت مختصر  
 معلوم ہو گی ۔ لیکن میں نے بخواری ”خیر الامرور  
 ارسٹھا“، میانہ روی کو پیش نظر رکھا ہی اور اس بات  
 کا فیصلہ کہ مجھے اپنے ارادے میں کہاں تک کامیابی  
 حاصل ہوئی ہی ناظرین خود فرماسکتے ہیں ۔ آن اصحاب  
 کے واسطے جران عمارتوں کے حالات بالتفصیل مطالعہ  
 کرنا چاہتے ہیں در اور کتابیں طیار ہو رہی ہیں ۔ اس

و غریب خیالات کے اظہارے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہی کہ راجہ اشک بادشاہ پیادا سی سے، جسکا ذکر "منادات" میں آیا ہی، بہت بعد میں گذرا ہی، اور بودہ مذہب اور عیسائی مذہب قریب قریب ہم عہد ہیں، اور کوتم بده کی تلقین زیادہ تر زرتشتی اصول پر مبنی ہی۔ ایسی صورت میں اگر سانچی کی سیر کرنے والے رہان کی عمارت اور اس مذہبی قصص کے متعلق جران عمارت پر منبع ہیں، غلط رائے قالم کر لے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہی۔

عمدہ اور قابل اعتماد مضامین میں، چندی تعداد بہت ہی قلیل ہی، موسیرو فوشن کی مختصر تقریر جو آنہوں نے موزی کرنے میں سانچی کے «شرقی درازہ» پر کی تھی، بلاشبہ سب میں اعلیٰ ہی۔ درازوں کی تصاویر اور ملکت کاری کے جو حالات میں قلمبلد کئے ہیں وہ زیادہ تر موسیرو فوشن کی شاندار تقریر اور اس بیش قیمت یادداشتہن پر مبنی ہیں جو فاضل مددجہ سانچی کی دیگر مذہبی تصاویر کی تشریع کے متعلق لکھ کر مجھے از را کرم عنایت کی تھیں۔

کیا گھا تھا ارس کے اٹنا مین حضور مدرسہ نے ہمیشہ  
 دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا اور صحیح ہمیشہ<sup>۱</sup>  
 عنایات خسردانہ سے سرفرازی بخوبی \* صحیح یقین ہی  
 کہ جو زمانہ مین نے سالچی مین بسر کیا ہی وہ میری  
 زندگی کا بہترین زمانہ تھا \*

گلمروگ - کشمیر }  
 جان مارشل }  
 یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ع }

میں سے ایک تو ان مورثوں اور قدیم اشیاء کی باتصویر فہرست ہو گئی ہو عجائب خانے میں رکھی جائیں گی، دوسری ایک مفصل اور ضخیم تالیف ہی جس میں ان خوبصورت نقش و لکار دالی عمارت ہر شرح و پسط کے ساتھ بھی کی جائیگی اور تصاویر بھی شامل کی جائیں گی۔ خوش قسمتی سے فرالس کے درمیانی فضلاء، مرسیو۔ اے۔ فوشہ اور مرسیو۔ ای۔ سنارت نے اس مجلد کی تالیف میں اپنی شرکت منظور کر لی ہے۔ چنانچہ یہ کتاب انگریزی اور فرانسیسی درنوں زبان میں شایع ہو گئی، سو ۱۰۰ سے زیادہ عکسی تصاویر اس میں شامل ہونگی اور سانچی کے علم الاصنام اور کتابوں کے متعلق درنوں فرانسیسی محقق مفصل مضامین لکھیں گے۔ \*

علیاً حضرت فرمائروالی ریاست بھوپال نے سالمجی کے آثار قدیمه کی تحقیق و تحفظ سے چر احسان مستشرقین اور قدردان مصنعت ہند پر کیا ہی اوس کا ذکر کہ کتاب کے تهدیدہ میں کیا جاہکا ہی۔ خود میری ذات پر علیاً حضرت کا بار احسان اور زیادہ ہی، کیونکہ ان آثار کی تحقیق و ترمیم کا کام چر میلوں سبود

## فهرست مصاصین

### صفحہ

- باب ۱ — جغرافیائی حالات . . . . . ۲۴ تا ۲۸  
سانچی کی پہاڑی - ۱۸ ، قدیم و جدید  
رسٹ - ۲۰ ، پہاڑی کی چوتی اور  
فصیل - ۲۱ ،
- باب ۲ — تاریخ اور صنعت . . . . . ۲۵ تا ۲۹  
عصر قدیم - ۲۶ ، آشوی موریا - ۲۹ ، عہد  
شناگ - ۳۱ ، عہد اندرہا - ۳۵ ، خاندان  
شهرات - ۴۰ ، مغربی شترپ - ۴۱ ، قرون  
وسطی کا ابتدائی دور - ۴۳ ، شہنشاہی  
خاندان کپتا - ۴۴ ، بدھ کپس اور بھانو  
کپس - ۴۵ ، مہد کپتا - ۴۵ ، مہد کپتا کی  
صنعت - ۴۹ ، اہل ہن - ۵۱ ، اواخر  
دور وسطی - ۵۵ ، میر بوج والک  
قلوج - ۵۵ ، مالوہ کا پرماں خاندان - ۵۶ ،  
انہواڑہ کا چارکی خاندان - ۵۷ ، اواخر  
قرن وسطی کی صنعت - ۵۷ ، سانچی  
برمالہ حال - ۵۹ ،



مسجسی - ۱۶۲ ، سلویہ کلاں کی  
مرمت - ۱۶۳ ، سلویہ کلاں کے گرد سٹنی  
فرش اور مشرقی محافظ دیوار - ۱۶۸

باب ۵ — وسطی رقبہ کے اور سلوپے . . . . ۱۷۰ تا ۱۸۳

سلوپہ نمبر ۳ - ۱۷۰ ، سلویہ نمبر ۳ کا ملتفی

پھاتکہ - ۱۷۳ ، سلویہ نمبر ۳ - ۱۷۵ ، سلویہ

نمبر ۶ - ۱۷۶ ، سلویہ ہائے نمبر ۵ و ۷

وفیرہ - ۱۷۷ ، سلوپہ نمبر ۱۲ - ۱۷۸ ، سلویہ

نمبر ۱۴ - ۱۸۰ ، سلوپہ سے نمبر ۲۸ و ۲۹ - ۱۸۲

باب ۶ — وسطی رقبہ کے سلوپ اور لانہین . . . . ۱۸۳ تا ۲۰۱

آشون کی لانہ - ۱۸۴ ، سلوپ نمبر ۲۵ - ۱۹۲ ،

سلوپ نمبر ۲۶ - ۱۹۳ ، سلوپ نمبر ۳۵ - ۱۹۶ ،

سلوپ نمبر ۳۶ - ۲۰۰

باب ۷ — وسطی رقبہ کے مندر . . . . ۲۰۲ تا ۲۲۱

مندر نمبر ۱۸ - ۲۰۲ ، اس مقام کی قدیم

عمارات - ۲۰۷ ، مندر نمبر ۱۷ - ۲۱۱ ،

مندر نمبر ۹ - ۲۱۳ - ۲۱۴ ، مندر نمبر ۳۱ - ۳۲ ،

نائی کا مسجد - ۲۱۷ ، وسطی اور شرقی

رقبہ کے درمیان پہنچ کی دیوار - ۲۱۸ ،

عمارات نمبر ۱۹ و ۲۱ و ۲۳ اور سوک

نمبر ۲۰ - ۲۱۹

باب ۸ — جزوی رقبہ . . . . ۲۲۲ تا ۲۳۶

مندر نمبر ۴۰ - ۲۲۲ ، عمارت نمبر ۸ - ۲۳۰ ،

خانقاہیں - ۲۳۲ ، خانقاہ نمبر ۳۶ - ۲۳۳

صفحہ

باب ۳ — سلویہ کلان ۷۰ تا ۸۱

سلویہ کلان کی عمارت - اسلامی کیفیت اور  
 قائم - ۷۱ ، مہد اشک کا خلائق  
 سلویہ - ۷۲ ، سنگی غلاف کا اضافہ - ۷۴ ،  
 ہرمیکی کنہرہ اور چھوٹری - ۷۶ ، فرشی  
 کنہرہ - ۷۷ ، مہد کپڑا کے کلبی - ۷۸ ، پرد کہنا یا  
 طواف کاہ - ۸۰ ، زینہ اور چھوٹری کے  
 کنہرے - ۸۰ ،

باب ۴ — سلویہ کلان کے منقش پہاٹ وغیرہ - ۸۲ تا ۱۲۹ ،

پہاڑوں کی تاریخی ترتیب اور کیفیت - ۸۲ ،  
 کلبی - ۸۸ ، اشکال و مناظر کی  
 تعبیر - ۸۸ ، ایسی تصویریں جو کلی  
 چکہ کندہ ہیں - ۸۹ ، بدھہ کی زندگی  
 کے چار اہم واقعات - ۹۰ ، یکھا - ۹۰ ،  
 حیران و طیور - ۹۵ ، پورل پتی کا  
 کام - ۹۷ ، جنزوی پہائی - ۱۰۰ ، سنگی  
 شہلیر - ۱۰۱ ، بالیں جالب کا سلویں - ۱۰۷ ،  
 شمالی پہائی - ۱۱۱ ، سنگی شہلیر - ۱۱۱ ،  
 دایان سلویں - ۱۱۹ ، دایان سلویں - ۱۲۹ ،  
 مشرقی پہائی - ۱۲۹ ، سنگی شہلیر - ۱۲۹ ،  
 دایان سلویں - ۱۳۳ ، دایان سلویں - ۱۳۸ ،  
 مغربی پہائی - ۱۴۵ ، سنگی شہلیر - ۱۴۵ ،  
 دایان سلویں - ۱۴۸ ، دایان سلویں - ۱۵۲ ،  
 صرقوں کی طرز ساخت اور منع - ۱۵۶ ،  
 پہاڑوں کے صاف بدھہ کے چار

## فہرست تصاویر

مقابل صفحہ پلیٹ نمبر  
 مقابل صفحہ Plate

ستوپہ کلاں - منظر شمال مشرقی سر رونق	۱	I	
" ارتفاع جنوبی	۲	II	
" شمالی پہاٹک	۳	III	
" مغربی پہاٹک - دائین ستوپ کا منطقہ روکار	۴	IV	
(a) جنوبی پہاٹک - پھٹ - " درمیانی شہتیر پر چھوٹنا چالک کی تصویر	۵	V	
(b) جنوبی پہاٹک - پھٹ - " زبرین شہتیر :- " جنگ تبرکات" کا نظارہ	"		
(a) جنوبی پہاٹک - بایان ستوپ - اندرانی رخ :- بودھی ستوا کے بالوں کی پرصلش	۶	VI	
(b) شمالی پہاٹک - دایاں ستوپ - الدرانی رخ :- بندر کا نذرانہ			
(c) مغربی پہاٹک - بایان ستوپ - روکار :- بدهہ کا پالی پر چلننا			

## فہرست مضمونیں

خانقاہ نمبر ۳۷ - ۲۳۵ ، خانقاہ نمبر  
۲۳۸ - ۳۸ ، مسارات نمبر ۳۶ - ۲۳۹ ،

باب ۹ — مشرقی دینہ . . . . .  
مندر اور خانقاہ نمبر ۳۵ - ۲۳۷ ، قدیم مندر  
اور خانقاہ - ۲۳۸ ، موجودہ مندر - ۲۳۹ ،  
مشرقی میدالرس کا نظارہ - ۲۵۳ ، خانقاہ  
نمبر ۳۴ - ۲۵۵ ، خانقاہ نمبر ۳۶  
و ۳۷ - ۲۵۶ ، مسارات نمبر ۳۹ - ۴۰  
و ۳۲ - ۲۵۸ ، عمارت نمبر ۳۳ - ۲۶۰ ،

باب ۱۰ — صوریہ نمبر ۲ اور دیگر آثار . . . .  
قدیم رستے کے زندگی کھنڈرات - ۲۹۳ ،  
بڑا منگی پیالہ - ۲۶۳ ، صوریہ نمبر  
۲۶۴ - ۲۶۵ ، صوریہ نمبر ۲ کے قریب دیگر  
آثار - ۲۷۵ ، سانچی کے نواح میں دلچسپی  
کی اور چیزیں - ۲۷۶ ،

ضمیمہ — بدهہ کی زندگی کے مختصر حالات خصوصاً  
جہاں لک آنکا تعلق سانچی کی تصاویر  
سے ہی - ۲۷۹ تا ۳۰۸ ،

بعض صنعتی و مدارتی الفاظ کی فہرست ( مترجم ) ۳۱۷ تا ۳۰۷

# رہنمائی سانچی

## باب اول

### جغرافیائی حالات

بھیلسہ سے دس بارہ میل کے فاصلے پر ستوبون (۱) کے چند مجموعہ ہیں جو ستوبہائے بھیلسہ کے نام سے مشہور ہیں (۲) - ان میں سے ایک مجموعہ سناری کی پہاڑی

(۱) ستوبہ کی ابتدا اور قدیم قبروں سے ہی جو خاں کے نیم کروپی توہرہ یا نیلوں کی شکل میں بنائی جاتی تھیں - پوہدہ مذہب کے پیرو عموماً ستوبوں میں مہاتما بدھ کے یا پوہدہ مذہب کے کسی بزرگ شخص کے سرفتہ "آثار" دفن کرتے ہیں اور اونکو ملبرک سمجھ کر اونکی زیارت اور اونکی گرد طراف گرتے ہیں یہ ستوبے بالکل تھوس ہوتے ہیں - بوما میں ستوبہ کو پکڑا، جزیرہ میلوں (لئکا) میں تاکہ اور نیال میں چیلتیا کہتے ہیں - سانچی کے نواح میں ستوبے کو بھٹا اور ستوبہ کلاں کو ساس بھو کا بھٹا کہتے ہیں (متترجم) -

(۲) ان میں سے زیادہ اہم مجموعہ کا حال سر الیگزیلندر گنٹھم لے اپنی کتاب "بھیلسہ توہس" میں لکھا ہے جس میں ریاست

مقابل صفحہ

(d) مغربی پہاٹک - دایاں سلوں - روزگار:— مہاکنی چاتک . . .	۱۲۳	VII
(e) مشرقی پہاٹک - روزگار - درمیانی شہید:— کپل وسٹ سے بددھ کی روانگی . .	۱۲۴	V
(b) مشرقی پہاٹک - روزگار - زیرین شہید:— آشون اور اسکی رانی کا بودھی درخت کی زیارت کو آنا . .	۱۲۵	VIII
(a) مغربی پہاٹک - روزگار - زیرین شہید:— چھوہ دلما چاتک . .	۱۲۶	VIII
(b) مغربی پہاٹک - پسٹ - درمیانی شہید:—" جنگ تبرکات " . .	۱۲۷	IX
سلوہ نمبر ۳ - منظر جانبی و جنوبی مغربی آشون کی لانہ کے شہر . .	۱۲۸	X
(b) صہسمہ چو سلوں نمبر ۳ کی چوتی پر قائم تھا . .	۱۲۹	XI
(a) ملندر نمبر ۱۸ (b) ملندر نمبر ۱۷ . .	۱۳۰	XII
خالقاہ ہائے نمبر ۳۵ و ۳۷ اور متوہہ نمبر ۳ کا منظر (جارب مشرق سے) . .	۱۳۱	XIII
متوہہ نمبر ۲ - فرشی کتبھر کی تصویریں	۱۳۲	XIV
سانچی اور اسکی فراخ کا پیمائشی نقہ . .	۱۳۳	XV
سانچی کی عمارت کا سطحی نقہ - پلیٹ ۱۳ کے بعد	۱۳۴	XVI

یہ ہی کہ مشرقی مالوہ ( قدیم آکر - آسکار ) کا مشہور اور آباد پایہ تخت شہر و دیشا قدیم زمانے میں موجودہ قصبہ بھیلسہ کے قریب بیس اور بیتوا ندیوں کے مقام اتصال پر راقع تھا ۔ اس شہر کے اندر اور اس کے گرد رواج میں بڑھ مذہب کے پیروزین کی ایک مرتفع العال جماعت پیدا ہوئی جس کو قریبی پہاڑ لوکی چوتیوں پر خانقاہیں اور یادگاری عمارتیں تعمیر کرنے کیلئے با موقع اور دلکش مقامات نظر آئی ۔ یہ مقامات شہر کے سور و غل سے محفوظ مگر آبادی سے اسقدر لزدیک تھے کہ لوگوں کو الکی سیر یا زیارت کا شوق دامنگیر ہوتا تھا بڑھ مذہب کی دیگر متبرک عمارت کے لئے عموماً اپسے مقامات منتخب کئے گئے تھے جنہیں بددھ کے قیام کا تقدس حاصل ہوچکا تھا، مثلاً بڑھ کیا، سار ناتھ، کسیا وغیرہ، اور دراصل وہ عمارت بھی بددھ کی زندگی کے کسی خاص راقعہ کی یادگار میں بنائی گئی تھیں - مثلاً بڑھ کیا میں گوتم کی حوصل معرفت کی یادگار ہی، سار ناتھ میں اسکے پہلے وعظ کی، اور کسیا میں اسکی نرزاں یعنی رفات کی - مگر سانچھی کو بندھ کی زندگی کے کسی راقعہ سے تعلق رکھنے کا فخر حاصل

پر راقع ہی، دوسرا ستدھارا مین، تیسرا پیلیا بوجپور  
مین اور چوتھا آندھیر مین ہی۔ ہانچوان مجموعہ، چو  
نچھسپی اور رسعت کے لحاظ سے ان سب پر فالق ہی،  
موضع سانچی (۱) پر گنہ دیوان گنج ریاست بہولال مین  
بھیلسہ سے سارے پانچ میل جنوب مغرب کی طرف  
واقع ہی۔

بھیلسہ کے نواح مین بودہ مذہب کی ان متعدد  
عمارات کا وجہ مخصوص اتفاقی بات نہیں ہی۔ حقیقت

[بقیدِ حاشیہ صفحہ گذشٹ]

کے اس حصے کا نقشہ اور چند ستრیون کے متعلق کلکنگھم صاحب  
کی تحقیق و تفتیش کا مفصل حال درج ہی۔  
(۱) عرض بلد  $28^{\circ}-29^{\circ}$  شمال، طول بلد  $77^{\circ}-48^{\circ}$  مشرق  
مین واقع ہی۔ سانچی کا چھوٹا سا سٹیشن، جی۔ آگئی۔ پی۔  
ریلوے لائن پر پہاڑی کے دامن سے قریباً تین سو گز کے فاصلے پر  
واقع ہی۔ فرست اور سینکنڈ کلاس کے مسافروں کے لئے تریفک منیجر  
صاحب (بمبئی) کی منظوری سے اسکے اور اکسپریس کاریان یہاں  
نہیں آئی جاسکتی ہیں۔ پہاڑی کے دامن مین ریاست نے ایک  
خوشناقاں بنکله بنوا دیا ہی۔ مگر جو مسافر یہاں قیام کرنا چاہیں  
اپنا بستر ہمراہ لائیں اور خالسامان کو پہلے سے اپنی آمد کی اطلاع  
دیں۔

مالک جو اسکے قریب ہیں، اس پہاڑی کی ساختا  
بھی ریتیلہ پتھر کی ہی جسکی بڑی بڑی چٹالیں  
تھے بہ تھے نیچے کی جانب ڈھلوان ہر تی چلی گئی ہیں  
(بودھ مذہب کے معماروں کیلئے یہ چٹالیں پتھر کی  
عمدہ کہانیں ثابت ہرلئیں اور مصالحہ عمارت کے قریب  
ہی سہولیت سے دستیاب ہرسکا) -

پہاڑی کی ناہموار سطح اور مختلف اللوں پتھر رنگ  
اور ہیئت کا نہایت خوشما منظر پیش نظر کرتے ہیں،  
اور بیشماء خود ر درخت اور جنگلی نباتات جو چٹالیں  
کے ہر گوہہ رشکاب سے سر نکالے ہوئے ہیں اس نظارے  
کی رعنائی کو اور بھی دریا لکرتی ہیں۔ پہاڑی کے  
پہلوں پر چاروں طرف خود ر جہاڑیں کی افراط ہی،  
خصر صاحبی حصہ میں، جہاں بلند سایہ دار چٹالیں  
آفتاب کی شعاعوں کو پہنچنے نہیں دیتیں، نباتات کی  
اور بھی زیادہ بہتات ہی۔ اس حصہ میں گہرے سبز  
پتیں رالمی گہرائی کے سدا بہار درخت کثرت سے ہیں اور  
شروع موسم بہار میں ڈھالک ( جو سکانام الگریزی زبان میں  
flame of the forest یعنی "شعلہ بیباں" "نہایت  
مزروں رکھا گیا ہی ) کے شمار درخت اپنے آتشیں پھولوں

نہ تھا اور بودھ مذہب کی کتابوں میں سانچی کا نام تک نظر نہیں آتا - چینی سیاح فاہیاں اور ہوآن چوانگ، جو چوتھی اور ساتویں صدی عیسیوی میں ہندوستان آئے، بودھ مذہب کے قدیم مشہور مقامات کے متعلق بہت سا تاریخی مصالحہ بہم پہنچاتے ہیں لیکن سانچی کے بارے میں وہ بالکل خاموش ہیں - مگر باوجود اس تاریخی گمانی کے یہ عجیب اتفاق ہی کہ سانچی کے آثار ہندوستان میں بودھ مذہب والوں کے فن تعمیر کی سب سے زیادہ شاندار اور مکمل مثال ہیں ۔

جس پہاڑی پر سانچی کے آثار واقع ہیں اُس میں نہ تو کوئی قابل ذکر خصوصیت ہی، نہ اُسکی ہیلس کذاں ایسی ہی جو اُسکر قریب کی پہاڑوں سے (جو جانب جنوب ر مغرب حلقہ باندھ کہتی ہیں) ممتاز کر سکے - بلندی میں یہ پہاڑی ۳۰۰ فیٹ سے بھی کچھ کم ہی اور شکل میں بیل مچھلی کی پشت سے مشابہ ہی - وسط میں ایک زین نما نشیب ہی جس میں سانچی کا گارڈ آباد ہی - اسی گارڈ کے نام سے پہاڑی کا یہ نام پڑا ہی - کوہ بندھیا چل کی ارن شاخوں کی

جس زمانے میں شہر رہیشا آباد تھا، سالجی  
 کا رستہ شمال مشرقی جانب سے تھا اور پورینیا تال  
 ( دیکھو پلیٹ ۱۴ - Plate XIV ) کے شمالی  
 کنارے کی طرف سے بہاری پر چڑھکر چکنی کہائی  
 میں سے ہوتا ہوا میدان مرتفع کے شمالی جانب  
 مرتا اور مرجونہ دروازے سے قریباً پہنچاں گز مشرق  
 کی طرف کذرتا تھا۔ اسکی ایک شاخ سطح مرتفع کے  
 مشرقی فرع کے وسط تک بہلچتی تھی۔ اس شاخ کا  
 ایک ذرا سا حصہ حصار کی دیوار کے باہر اور قدیم  
 شاہراہ کے در حصے چکنی کہائی میں اور فصیل کی  
 شمالی دیوار کے قریب اب تک موجود ہیں۔ ان کے  
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قدیم رستے میں پتوہر کی  
 بڑی بڑی سلوں کا فرش تھا جو قریباً بارہ بارہ فیٹ  
 لمبی تھیں اور پہاڑ پر آری چمالی گئی تھیں۔

وہ میدان مرتفع جو بہاری کی چڑی پر واقع ہی اور  
 جہاں یہ رستے ختم ہوتے ہیں، شمالاً جنوباً چارسر ( ۴۰۰ )  
 گز سے کچھ زیادہ طویل اور شرقاً غرباً دو سو بیس ( ۲۲۰ ) گز  
 ہریض ہی۔ ابتدا میں یہ میدان مشرق کی جانب  
 پلدریج بلند ہوتا ہوا مندر نمبر ۳۵ ( دیکھو نقشہ

کے خوشلما طُرُون سے "فِي الشَّجَرِ الْخَضْرِ نَارٌ" کا جلوہ  
دکھاتے اور خاکستربی رنگ کی عمارت سے، چرپہازی کی  
چوٹی پر واقع ہیں، مختلف اللُّوں ہو کر برقلموفی کا  
ایک عجیب دافریب اور لگاہ کو خیرہ کرنیوالا مظہر  
پیش کرتے ہیں -

قدیم و جدید رستہ بڑی سڑک ہوپہازی کو گئی ہی، ریلوے سٹیشن  
سے شروع ہر کر ایک ھنپیل ڈھال سے گذرتی ہوئی گاؤں  
کی طرف چاتی اور ایک چھوٹی سے تالاب کے قریب،  
جس کا بلند بہت پرانا ہی، دالین چانپ مرتبی ہی -  
تالاب کے پاس سے گذرتی ہوئی یہ سڑک قریباً اسی (۸۰)  
گز حانپ چلوب چاکر اوس مرتفع رقمہ کے شمال مغربی  
گوشے میں داخل ہوتی ہی جس پر قدیم آثار و  
عمارات واقع ہیں - تالاب سے قللہ کو تک سڑک پر پتوہر  
کی سلوں کا فرش ہی اور سیڑھیاں بڑی ہوئی ہیں -  
یہ تمام سڑک جدید ہی اور جہاں تک ہمیں معلوم ہی  
سنہ ۱۸۸۳ع میں میجر کول (Cole) نے اس کو بنواریا تھے  
اور بعد ازاں سنہ ۱۹۱۵ع میں راقم الحعرف نے رسیع پیمانے  
پر اس کی مرمت کر دی۔

تفصیلی حالات لکھنے میں ہم پلے ستونہ کلان اور آن عمارت کا بیان کریں گے جو ستونہ مذکور کے گرد راجع ہیں۔ اول ستون کا ذکر ہوا، پھر ستونوں کا اور اخیر میں ملدار نکی کیفیت بیان ہو گی۔ ارسکے بعد ہم ناظرین کو در ملداروں (نمبر ۱۰۰ و نمبر ۸) اور تین خانقاہوں (نمبر ۳۶ - نمبر ۳۷ و نمبر ۳۸) کی سیر کرالیلئے جو ستونہ کلان کے جنوب میں راجع ہیں، اور اخیر میں مشرق کی جانب بلند طبقے پر اور عمارت کا معاینہ کریں گے جو پر نقشے میں نمبر ۴۳ سے نمبر ۵۰ تک کے نشان ثبت ہیں (۱)۔ مگر ان عمارتوں کے

(۱) پلیٹ ۱۵ (Plate XV) پر عمارت کا نقشہ دیکھیں سے معلوم ہوا کہ نمبر دینے میں کسی خاص قاعدے یا ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہی کہ ستونوں پر نمبر ۳۶ میں مصنفوں نے عموماً جنرل کلنکٹھم کے نقشے کا اتباع کیا ہیں جو سلسلہ ۱۸۵۰ع میں شائع ہرا تھا۔ اس نقش سے اختلاف کرنے میں چونکہ تکلیف اور مغالطہ کا اندیھہ تھا اس لئے سوالہ ایک استثناء کے میں جنرل کلنکٹھم کے نمبروں کو قلم رکھا ہے۔ اور جو آثار میں نے خود دریافت کئے ہیں اوس کو پیشتر کی عمارتوں سے مبیز کرنے میں اس ترتیب سے لمبڑا ہیں کہ پہلا سلسہ نشانات حتی الامکان قائم رہا ہے۔ جس استثناء کا اول

پلیٹ ۱۵ - Plate XV - کی کرسی کے قریب اپنے نقطہ ارتفاع پر ہلکتا تھا جہاں سے نہیں کے میدانوں کی طرف قریباً تین سو فیٹ کی بالکل کھڑی ڈھلان ہے۔ لگئے چل کر ہم بیان کریں گے کہ اس میدان مرتفع کے مختلف طبقے کس طرح معرض وجود میں آئے اور پشتے کی دیوار، جو ان کو ایک درسرے سے جدا کر دیتی ہے، کس وقت تعمیر ہوئی۔

حصار کی سنگی دیوار ہر میدان مرتفع کو گھیرے ہوئے ہی غالباً گیارہویں یا بارہویں صدی عیسیٰ میں تعمیر ہوئی تھی مگر سنہ ۱۸۸۳ع میں اور اسکے بعد سنہ ۱۹۱۴ع میں اسکی کثافت سے مرمت ہوئی۔ فصیل کے پیشتر حصہ کی بنیاد چنان ہر قالم ہی مگر شرقی دیوار کا ایک حصہ عہد رسطی کے کھنڈرات کے اونٹ سے گذرتا ہے۔ موجودہ دررازہ جو فصیل کے شمال مغربی گوشے میں واقع ہے، میجر کرل کا بنوا�ا ہوا ہے۔ قدیم دررازہ غالباً اس سے ذرا فاصلے پر مشرق کی جانب تھا جہاں سے قدیم رستہ فصیل کی تعمیر سے قبل گذرتا تھا۔

پہنچی کی چڑی نہ ہر عمارت واقع ہیں آئے

## باب ۲

### تاریخ اور صنعت

سائچی کی تاریخ آشک کے عہد حکومت یعنی  
تیسرا صدی قبل مسیح سے شروع ہو کر چودہ سو (۱۴۰۰)  
سال کے درمیں پرپھلی ہوئی ہی اور ہندوستان میں بودھ  
مذہب کے عروج و زوال کی تاریخ سے قریب قریب ہم  
عہد ہی - مشرقی مالوہ کے ان چورہ سو (۱۴۰۰) برس  
کے سیاسی راجمات کے متعلق ہماری معلومات نہایت  
محدود ہیں اور انہیں بھی بہت سی باتیں مشتبہ  
ہیں - تاہم ان کی مدد سے ہم حکمران خاندانوں کی  
بڑی بڑی تبدیلیوں اور ان مذہبی تصریکوں کا حال  
معلوم کر سکتے ہیں جن سے یہ حصہ ملک اثر پذیر ہوا  
اور جن کا عکس ارن تغیرات میں نمایاں ہی جو التزاماً  
اُس زمانے کی عمارت کے طرز آرائش و تعمیر میں  
پیدا ہوئے -

اس غرض سے کہ یہ تاریخی راجمات اور ان کے اثر  
جو سائچی کے طرز تعمیر اور فن سنتگردشی پر پڑے ۔

مفصل حالات قلمبند کرنیسے پیشتر سائچی کی زمانہ ماضی و حال کی تاریخ اور ان آثار کی صنعتی خوبیوں کے متعلق کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی ۔

[ پتیہ جاہشیدہ صعیدہ گذشتہ ]

ذکر آیا ہی وہ قدیم زمانے کا ایک مندر ہی جس پر نقشہ میں نمبر ۸ دیا گیا ہی - جنرل کنٹکٹم کے نقشے میں ستارہ نمبر ۳ کے شمال میں ایک اور ستارہ نمبر ۸ نظر آتا ہی - لیکن موقعہ پر اس قسم کی کسی عمارت کا وجود نہیں اور نہ مسٹر طامسون اور جنرل میسی کے نقشوں میں اس کا پتہ چلتا ہی - جنرل میسی نے ( جو سنہ ۱۸۹۱ء میں کنٹکٹم صاحب کے ساتھ سائچی میں مقیم تھے اور ان کے نقشے کے نمبروں کا پورا تبع کرتے ہیں ) عمارت نمبر ۸ کو ستارہ کلان کے شمال کی بجائی چنوب میں اوس جگہ دکھایا ہے جہاں اب ایک قدیم مندر کی سلگی بنیاد برآمد ہوئی ہی - کنٹکٹم صاحب نے اپنے نقشے میں اس جگہ کوئی عمارت نہیں دکھائی ہی - اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جنرل کنٹکٹم نے ، ( جن کا نقشہ دیگر اعتبارات سے بھی صحیح نہیں ہی ) عمارت نمبر ۸ کو غلطی سے مرکزی مجموعہ کے چنوب میں دکھانے کی بجائی شمال میں دکھا دیا ہی ۔

کیا گیا ہی اور قیاس یہ ہی کہ غالباً یہی مقام  
فی زماننا سانچی کے نام سے مشہور ہی - تاریخ مذکور  
میں لکھا ہی کہ اشک زمانہ دلیعہدی میں ایک دفعہ  
اجین کا رائسر الی ہو کر جا رہا تھا - رستے میں اُس نے  
شہر و دیشا میں قیام کیا اور رہاں کے ایک مہاجن کی  
یونی دیوبی نامی سے شادی کی - اس رانی سے  
اشک کے تین بچے ہوئے؛ اجینی اور مہندر نام درلتے  
اور سنگھا مترا نامی ایک لڑکی - اسی تاریخ میں  
بیان کیا گیا ہی کہ اشک کے تخت نشین ہوتے کے  
بعد، غالباً اُس کے ایماء سے داعیان بودھ مذہب کی  
ایک جماعت شہزادہ مہندر کی سیادت میں سیلوں  
بیجی کی - سیلوں کا سفر شروع کرنے سے پہلے مہندر  
شہر و دیشا کے قریب موضع چٹیا گری میں اپنی والدہ  
سے ملنے آیا اور ایک شاندار خانقاہ میں فررکش ہوا جو  
والی نے خود تعمیر کروائی تھی۔

اب اگر مہندر کا یہ قصہ، جو سنگھالی تاریخ میں  
مذکور ہی صحیح مان لیا جائے تو چٹیا گری اور  
سانچی کو ایک ہی مقام سمجھنا قریب عقل معلوم  
ہوتا ہی، کیونکہ سانچی ہی میں اشک کے اپنے

بآسانی ذہن نشین ہو جالیدن ہم نے سانچی کی تاریخ کو تین زمانوں پر تقسیم کیا ہی۔

درر اول — عہد اشوک سے شروع ہو کر سنہ ۴۰۰ عیسروی تک جاتا ہی یعنی قریباً اوس زمانے تک جبکہ چند رگھوٹی ثانی نے سلطنت شترپ کا خاتمه کیا۔

درر ثانی — خالدان کپتا کی ابتدا سے شہنشاہ هرش کی رفات تک ہی جو سنہ ۶۵۷ میں واقع ہوئی = اور

درر ثالث — اراخر قرآن رسطی سے شروع ہو کر بارہویں صدی عیسروی کے اخیر میں ختم ہوتا ہی۔

### درر اول یا عصر قدیم

سانچی کا قدیم نام کاک ناد (لفظی معنی = "کوئے کی آواز") ہی۔ مگر یہ نام صرف کتبون ہی میں پایا جاتا ہی اور کسی قدیم مصنف نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

لیکن جزیرہ سیلان کی بودھ مذہب کی تاریخ مہارنس میں ایک مقام چیلتیا گری کے نام سے بیان

اشرک لے غالباً اوائل عمر ہی میں بودھ مذہب (شور موریا اختیار کر لیا تھا اور اپنے عہد حکومت ( سنہ ۲۷۳ تا سنہ ۲۳۲ قبل مسیح ) کے آخری تیس سال میں اُسنے اپنے قریب قریب غیر محدود اختیارات کر اپنی رسیع سلطنت کے طول و عرض میں ' جس میں سوالہ احاطہ مدراس کے سارا ہندوستان شامل تھا ' بودھ مذہب کی اشاعت میں صرف کیا اور مصر اور البانیہ جیسے درر دراز ممالک میں بھی اپنے مہنگی تبلیغ مذہب کی غرض سے ہے (۱) - حقیقت میں اس عظیم الشان شہنشاہ کی شہرت کا دار و مدار اُس مخلصانہ اور چوشیلی سرپرستی پر ہی ہو بودھ مذہب کی حمایت میں اوس لے ظاهر کی اڑاں لئے ہمیں تعجب نہ کرو چاہئے کہ اشرک لے عہد کی اکثر عمارتیں اور یادگاریں ' جن کے آثار اب تک محفوظ ہیں ' بودھ مذہب ہی سے تعلق رکھتی ہیں (۲) - ان آثار میں ہندوستان کی

(۱) اعتراض کیا گیا ہی کہ جس مذہب کی (اشاعت اشرک کے نایندریں نے کی وہ بودھ مذہب تھا یا نہیں - اکثر فضلاء کی رائے ہی کہ بلاشبہ بودھ مذہب ہی کی تبلیغ کی گئی تھی -

(۲) یہ یادگاریں حسب ذیل ہیں : - (۱) منادر و شاہی چو اشرک کی قلمرو کے تمام حصیں میں ' ہندوستان کی شمال مغربی

منادات والی لانہ اور از ر یادگاروں تعمیر کروالی تھیں  
اور اس نواح میں صرف سانچی ہی ایک ایسی جگہ  
ہی جہاں عہد موریا کی عمارت کے آثار پالے جاتے ہیں۔  
مگر بد قسمتی سے اس قصہ کے متعلق ایک از ر روایت  
بھی ہی جس سے پایا جاتا ہی کہ مہندر اشوك کا  
بیٹا نہیں بلکہ بھائی تھا اور دیشا سے اوس کا کوئی  
تعلق نہ تھا۔ ان مختلف روایات کی بلا پر مہارنس  
کے قصہ سے سانچی کے قدیم آثار کی اصل رابتدا کے  
متعلق کوئی نتیجہ نکالنا ظاہرا خطرے سے خالی نہیں  
ہی۔

بہر حال مہندر کا یہ قصہ خواہ صحیح ہو یا غلط لیکن  
( جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے ) اس بات کی کانی  
شهادت موجود ہی کہ سانچی میں پیران بودہ مذہب  
اول اول اشوك کے زمانے میں آباد ہوئے۔ از ر اس شہنشاہ  
کی تعمیر کی ہوئی یادگاروں سے بھی صاف ظاہر ہوتا  
ہی کہ سانچی کی شنگھا ( - مذہبی منڈلی ) سے  
اشوك کر خاص دلچسپی رہی از ر اسکی بہروہ کی اس  
کو خاص رعایت منظور تھی۔

”مواجهہ“ (۱) کے ظاہری اصول نے آنے کے تخیل کر پا بہ زنجیر کر رکھا تھا، اور ”ذہنی“ یا ”حافظہ کی تصویر“ کی جگہ ابھی مشاہدے نے نہیں لی تھی۔

انہرک کی وفات (سلہ ۲۳۲ قبل مسیح) کے بعد عہد شلکا سلطنت موریا کا شیرازہ بہت جلد بکھر کیا۔ مرکزی طاقت میں ضعف آگیا اور دور دور کے صوبے خود مختار ہو گئے۔ آخر کار سنہ ۱۸۵ قبل مسیح کے قریب مگدھ کی سلطنت خاندان شنگا میں منتقل ہو گئی۔

اس خاندان کے متعلق ہماری معلومات کا دائروہ نہایت ہی محدود ہی۔ پُشیا متر، جو اس خاندان کا پانی ہی، سلسلہ موریا کے آخری تاجدار بڑی ہدرتہ کو قتل کر کے تخت پر مٹا دیا تھا اور کالیداس کے نائل ”مالہ کا اگنی متر“ سے ظاہر ہوتا ہی کہ

(۱) ”Frontality“ - اس لفظ کا اطلاق اون قدیم مچسپرس کی صنعت پر ہوتا ہی جن میں رسمی طریق ساخت کی اس سختی سے پابندی کی گئی ہی کہ حرکت کا نام و نشان تک فہریں پایا جانا۔ اور اگرسر، ناک، سینہ اور دبڑی کی ہڈی سے ہوتا ہوا ایک سیدھا خط ناف تک لے جائیں تو ہر ایک مجسم کے دو پرے پورے مساوی حصے ہو جائیں۔ (مترجم) -

سلکتراسی کے عروج و کمال کے بہترین نمونے ملتے ہیں ۔  
 لیکن وہ خاص آثار جن کا حاشیہ پالیں میں ذکر کیا گیا  
 ہے، نیز سانچی کا ستون جسپر شاہی فرمان ملتبستہ  
 ہے، در اصل هندی طرز کے نہیں بلکہ مخلوط ایرانی  
 یونانی وضع کے ہیں اور یہ باور کر لیجئے لئے کافی رجوا  
 موجود ہیں کہ وہ سب کے سب غیر ملکی اور غالباً  
 بالخاتری صناعوں کے بنائے ہوئے ہیں \* اشوك کے زمانے میں  
 ہندوستان کی سلکتراسی نہایت ابتدائی حالت میں  
 تھی - سلکتراس ایک وقت میں تصویر کی صرف ایک  
 حالت ہی دکھانے پر قادر ہوتے تھے، "مقابلہ" یا

[سلسلہ فوٹ نوٹ مسجد گذشتہ]

سرحد سے لے کر میسر تک، سلوووں یا چنانوں پر کندہ ہیں ۔  
 (۱) سارناٹ، سانچی، اور ادرا مقامات میں خشتی سلوپے - (۲) پنڈ  
 عظیم آباد میں ستون دار ہال کے کھندر - یہ ہال غالباً شاہی محل  
 کا ایک حصہ تھا اور بظاہر ایران کے اخوبی مساجد کی وضع پر  
 بنایا گیا تھا - (۳) کوہ برابر (صوبہ بہار) میں غار نما مندر چو  
 اشوك یا اوسکے جانشینوں نے آجیوک فرقے سیاستیوں کے لئے پہاڑ میں  
 کھدوائی تھے - (۴) سارناٹ میں ایک ڈال پتوہ کا چھوٹا سا کتھہ  
 (۵) بودھ کیا کے مندر کے اندر وہی حصہ کا نام تھا اور (۶) سارناٹ  
 اور سانچی میں پتوہ کی چھوڑیوں کے چند نکوے ۔

ان عمارت میں ارر عہد شناکے دیگر آثار میں سنگ تراشی کا جو کام پایا جاتا ہی دن کبی آیڈسہ ترقی کے لئے بہت امید افزا معلوم ہوتا ہی اگرچہ اپنی موجودہ حیثیت میں دل اُسی ابتدائی ارر غیر مکمل حالت میں ہی جو چھٹی صدی قبل مسیح کے

[ سلسلہ فوت نرت صفحہ گذشتہ ]

قریب موجود ہی - یہ پتھر کا ایک ستون ہی جس کا تاج چشمیدی وضع کا ہی - تاج کے اوپر کسی زمانے میں گردار کا مجسمہ بنا ہوا تھا جو اب ضائع ہو چکا ہی - اس ستون پر ایک کلبہ بھی کندہ ہی جسمیں تحریر ہی کہ یہ ستون ہیلیوروس (Heliodorus) نامی ایک یونانی نے 'جو دین (Dion) کا بینا تھا، واسدیو (یعنی رشنو) کے نام پر نصب کروایا تھا - یہ یونانی شاه اینٹی الکیدس (Antialcidas) فرمائروائی تیکسلہ کی طرف سے راجہ کاشی پتر بھاگبھدر کے پاس شہر دیشا میں بطور سفیر آیا تھا اور راجہ بھاگبھدر کے چردهوں سال جلوس میں دیشا بھنجا تھا - ممکن ہی کہ یہ راجہ وہی بھدر یا بھدرک ہو جس کو پرانوں میں پشیا ملٹر کا جانشین لکھا گیا ہی -

یہ کلبہ چلد وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہی اول تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہیلیوروس ہر یونانی نژاد تھا، هندی مذہب اختیار کرچکا تھا - دوسرے اس سے اس میں جوں کی بھی شہادت ملتی ہی جو اسوقت یعنی دوسری صدی قبل مسیح میں ہندستان کے اس حصے کے حکمرانوں اور پلجاناب کی یونانی حکومتوں کے درمیان قائم ہو رہا تھا -

پشیا مِتر کے عہد حکومت میں اُس کا بیٹا آگنی مِتر  
قلمر کے مغربی حصے میں، جس کا پایہ تخت دیشا  
تھا، باپ کی طرف سے بطور والسرائے حکومت کیا کرتا۔  
زمانہ مابعد کے مصلفین نے لکھا ہی کہ پُھیا مِتر نے  
بودھ مذہب کی تحریک کی۔ لیکن اوسکے جانشینوں  
لے اس مذہب کے ساتھ ضرر رعایت برتی ہو گی کیونکہ  
بُھر ہوت کے ستوپے کے دروازے پر جو کتبہ ہی اُس  
میں لکھا ہی کہ ستوپہ مذکور ”ملوک شُنکا کے زمانے  
میں“ تعمیر ہوا تھا۔ علاوه برین سانچی کی حسب  
ذیل مہتم بالشان عمارتیں بھی غالباً اسی خاندان کے  
عہد حکومت کی یادگاریں ہیں:—

(۱) ستوپہ کلان کا فرشی کنہرہ اور پتوہ کی غلامی  
چنانی۔ (یہ ستوپہ اصل میں بہت چھوٹا اور  
ایڈٹ کا بنا ہوا تھا)۔

(۲) ستوپہ ہائی نمبر ۲ و ۳ کی اصل عمارت اور  
کنہرے (باستثنائی دروازا ستوپہ نمبر ۳)۔ اور

(۳) ستون نمبر ۲۵ (۱)

(۱) عہد شُنکا کی ایک اور دلچسپ یادگار سانچی سے پانچ میل  
کے فاصلے پر قدیم شہر دیشا کی حدود میں موضوع بیس نگر کے

گو غیر ملکی تعلیم نے اس کو ایک عد تک فیض پہنچایا  
ہو اور اسمیں بیداری بھی پیدا کی ہر تاہم ہندی  
صنعت کو غیر ملکی صنعت کی نقل نہیں کہ سکتے۔  
اس کے مستقلانہ قومی حیثیت رکھنے کا ثبوت اس  
راقبہ سے ملتا ہی کہ اس نے سرزمین ہند میں  
درجہ بدرجہ نشور نما پائی اور باقاعدہ ترقی کی ہی ’  
اور اسمیں آرالشی حسن کی وہ عجیب و غریب  
خصوصیت بھی مرجود ہی جو ہندی صنعت میں  
شروع سے آخر تک نمایاں رہی ہی۔

خاندان شنگا کی حکومت ایک صدی سے کچھ مہ اندر  
زیادہ یعنی سنه ۷۰ قبل مسیح تک رہی۔ لیکن  
یہ امر ابھی فیصلہ طلب ہی کہ آئکے بعد عنان حکومت  
خاندان کاتوا کے قبضہ تصرف میں آئی یا اہل اندر  
کے ہاتھ میں۔ جنوبی اور مغربی ہندوستان میں  
اہل اندر لے زمانہ دراز سے اپنا تسلط جما رکھا تھا  
اور یہ (صحیح طور سے) معلوم ہی کہ آغاز سنہ عیسیوی  
سے کم از کم بیس تیس سال پیش تو آئون لے  
مشرقی مالوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا \*  
اس خاندان کے عہد حکومت میں ہندوستان کا

آغاز میں یونانی سنتگرافی کی تھی - "مرواجہت" ایز "ذہنی تصویر" کا ناگوار اثر برابر نمایاں ہی، منبسط کاری میں گھرائی بہت ہی کم ہی، تصویرزں کے انداز بہد سے اور بے لوج ہیں اور وہ ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گردیا سادہ زمین پر سلہٹ (Silhouettes) بعلی خانے سے کھیلنج دئے گئے ہیں جن کے باہم مربوط کرنیکی کوشش بھی بہت کم کی گئی ہی۔ لیکن (جب ہم اس زمانے کی صنعت کراچیک درسرے نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو) تصویرزں کے نمایاں حصر میں اور اندر رنی چیزیات کے دکھانے میں اس در میں بہت کچھ ترقی نظر آتی ہی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ صناعر نے مناظر قدرت کا بلا واسطہ مشاہدہ شروع کر دیا تھا - سانچی، بورہوت، اور بودھ کیا میں عہد شنا کی صنعت سنتگرافی کے جو لمونے پالے جاتے ہیں آنے میں کسی کسی سے اس کا بھی پتہ چلتا ہی کہ بھورنی، اور خصوصاً یونانی، خیالات اس وقت پنجاب کی یونانی نوآبادیوں کے ذریعہ سے ہندوستان پر کیا اثر ڈال رہے تھے۔ لیکن ان نموزوں کی صنعت اپنی اصل وضع کے لحاظ سے سراسر ملکی ہی، اور

حاصل ہوئے ہیں اور جن سے پایا جاتا ہی کہ درسروی  
صدی قبل مسیح میں شرقی مالوہ، اہل آندھرائے  
ماتحست نہیں بلکہ شنگا خاندان کے زیر نگین تھا۔  
علاوه ازین مذکورہ بالا رائے کی تردید ہندستان کی قدیم  
سنگتارشی کی تاریخ سے بھی ہوتی ہی چو گذشتہ  
چند سال کے عرصے میں نہایت مستحکم اصول پر مرتقب  
ہو چکی ہی۔ پس اس امر کو گویا یقینی سمجھ  
لینا چاہیئے کہ جس راجہ کا کتبہ، میں ذکر ہی وہ  
زمانہ مابعد کے ان شاندرنیون میں سے ہی جن کے  
نام پر انون کی فہرستوں میں درج ہیں۔ اور یہ خیال  
شايد کچھ ایسا غلط نہ ہوگا کہ اس راجہ کا عہد حکمرانی  
پہلی صدی قبل مسیح کے وسط یا نصف ثانی میں  
ہوا ہی۔

اس زمانے کے فن تعمیر کی بہترین بادگار سائچی  
کے منقش پہاٹک ہیں۔ ستونہ نمبر ۲ کے فرشی  
کھبرے اور ستونہ کلان کے جنوبی پہاٹک کی تعمیر  
میں (جو ارر سب پہاٹکوں سے قدیم ہی) ، بظاہر  
تیس چالیس سال سے زیادہ کا تفاوت نہیں ہی۔  
لیکن اس قلیل عرصے میں مذہبت کاری کی صنعت میں  
چو ترقی ہوئی ہی وہ نہایت حیرت انگیز ہی : مذاؤ

ابتدائی فن سلگتراشی معراج کمال کو پہنچایا اور سافچی کی بہادرین عمارت یعنی ستونہ نمبر ۳ کا تنہا دروازہ اور ستونہ کلان کے چاروں دروازے اسی زمانے میں تعمیر ہوئے ۔ یہ پانچوں پھاٹک ایک دروسرے سے دس دس بیس بیس سال کے تفارت سے بلاع لگئے ہوئے ۔

ستونہ کلان کے جنوبی پھاٹک پر جو سب سے قدیم ہی ایک کتبہ کندہ ہی ۔ اسمیں تحریر ہی کہ پھاٹک مذکور کا ایک شہتیر آنند نامی معمار نے بطور ہدیہ نذر کیا تھا جو آندرہا خاندان کے راجہ سری شاکرناہی کے معماروں کی جماعت کا سردار تھا ۔ افسوس ہی کہ شاکرناہی کا لقب اس خاندان کے بہت سے راجاڑوں نے اختیار کیا تھا اور اسلئے قطعی طور پر یہ کہنا بہت مشکل ہی کہ کتابی میں جس شاکرناہی کا ذکر ہی ۔ وہ کونسا راجہ تھا ۔ اب تک محققین اسکر عموماً وہی شاکرناہی سمجھتے رہے ہیں جو دوسری صدی قبل مسیح کے اواسط میں بوسرا حکومت تھا اور جس کا نام نانا گھات اور ہاتھی گمپیہا کے کتبون میں مذکور ہی ۔ لیکن یہ رائے آن معلومات کے متناقض ہی جو ہمیں مشرقی مالوہ کی تاریخ کے متعلق جال میں

یہیں ثبوت یہ ہی کہ پھائکوں کی صنعت کاری میں بہت سے آرایشی ناموںے غیر ملکی موجود ہیں : -  
مثلاً ایرانی طرز کے ہرس نما تاج ستون، آٹری ڈس کا ہول پتی کا کام، اور مغربی ایشیا کے خیالی پردار درندے - اس کے علاوہ بعض پیکرزوں میں مخلوط یونانی شامی صنعت کا اثر بھی نمایاں ہی : مثلاً مشرقی پھائک کی تصویروں میں کوهستانی سوارزوں کی خاص ڈس، بعض اشکال کا حسن تناسب اور آنکا متوازن طریق ساخت، اور رہنمی اور سایے کی ترتیب سے صریح میں رکھیں تصویر کا سا انداز پیدا کرنا، یہ سب باتیں یونانی شامی صنعت کے اثر پر دال ہیں ۔

لیکن اگرچہ مغربی صنعت نے اپنادی ای ہندی صنعت کے ارتقاو میں بہت بڑا حصہ لیا، ہمیں اس مغربی اثر کا اندازہ کرنے میں مبالغہ سے کام نہیں لینا چاہئی ۔  
ہندوستان کے قدیم صناعوں نے غیر ممالک کی صنعتوں سے مستفیض ہوئے میں پوری پڑی آمادگی دکھائی ہی چو صحیح المذاق اہل فن کا خاصہ ہی، تاہم اونہ کام کو ایرانی یا یونانی کہنا حقیقت سے اتنا ہی بعید ہرگا، جتنا کہ سیلک پال کے گرجہ کی موجودہ عمارت

پہاڑوں کے آرالشی کام میں وہ خامی اور بھدا میں  
کمتر ہی ہو ستریہ نمبر ۲ کے کٹھرسے میں خصوصیت  
کے ساتھ نمایاں ہی، اور گوآن کے نقوش و تصاویر میں  
ترتیب اور صناعی کے مختلف نمونے ہیں تاہم عام طور  
پر ارن کا صنعتی معیار بہت اعلیٰ ہی اور وہ صریحًا  
اور تجربہ کار صناعوں کے کمال کا نمونہ ہیں جو ابتدائی  
زمانے کی "ذہنی تصویر" کی بندشوں سے آزاد  
ہو کر اشکال کو غیر مصنوعی اور بے تکلف انداز میں  
دکھانے پر قادر ہیں، اور یہ مہارت حاصل کرچکے ہیں کہ  
مرقعوں میں مختلف صورتیں فطرتی اور پُر اثر پیدا یے  
میں کس طرح ترتیب دی جاتی ہیں، تصویر بر قمیں  
عمق کیسے دکھاتے اور فاصلے کا اظہار کس طرح کرتے  
ہیں، پیکریں میں جذبات کی روح کیونکر پہنکی  
جاتی ہی اور مختصریہ کہ اپنے مطلب اور مقصد  
کا اظہار نہایت صحت کے ساتھ اور دلکش پیدا یے  
میں کیونکر کرسکتے ہیں -

یونانی اور مغربی ایشیا کی صنعت لے جتنا اثر  
عہد شناگا میں قدیم ہندی صنعت پر قلا تھا، اس سے  
کہیں زیادہ اور کہرا اثر عہد الدهرا میں قلا - اس کا

عیسوی کے اختتام کے قریب چند عشوات کیلئے خاندان شہرات نے منقطع کر دیا تھا مگر سنہ ۱۲۵ عیسروی کے قریب گرتعمی پتو سری شاتکرنی کی کوششون سے دربارہ عنان حکومت خاندان اندھرا کے قبضے میں آگئی اور چوتھا لی صدی تک آنکی سلطنت قائم رہی۔ آخر کار سنہ ۱۵۰ عیسروی کے قریب شترپ اعظم رُدرا دامن نے خاندان اندھرا کا ہمیشہ کے لئے خاتمه کر دیا اور سانچی اور ودیشا چار مصی عیسروی کے اختتام تک ( جبکہ مالو اور سوراشر دو نوں صوبے سلطنت گپتا میں شامل کر لئے گئے ) مغربی شترپون کے زیر نگین رہے (۱) ۔

مغربی ہند کے شترپ ، جن میں خاندان شہرات اور مابعد کے شترپ شامل ہیں ، ہندی الاصل نہ ہی اور جیسا کہ ان کے لقب (۲) سے ظاہر ہوتا ہی اسی بڑی

(۱) مفصلہ ذیل شترپ راجاڑ کے سئے سانچی میں دستیاب ہوئے ہیں : — رجھ سین ، ردراسین ثانی ، رشا سنبھا ، بھرتی دامن ، رشا سین ، رُدرا سنبھا ثانی ، رُدرا سین ثالث ۔

(۲) شترپ ( یونانی σατράπης - شترپیز ) سے ہندستان اور ایران میں نائب شہنشاہ مراد لیجاتی تھی ۔ مہاشترپ ( یا مہرزاں اعظم ) کا لقب عموماً رہ نائب اختیار کیا کرنا جو اس وقت

کو اطالوی کہنا۔ اہل هند کی صنعت کا فن سراسر قومی فن تھا، اُسکی بندیاد قوم کے جذبات اور اعتقادات پر قائم تھی، وہ قوم کے روحانی عقاید کی تفسیر ہونے کے علاوہ مذاہر قدرت کے ساتھ اہل هند کی گھری اور فطری دلپستگی کا اظہار کمال فضاح میں کے ساتھ گرتا تھا، وہ تصفع اور خیال پرستی درجن سے آزاد تھا، اور اُس کا مقصد یہ تھا کہ مذہب کی عظمی و شان کا فضاح میں ساتھ اظہار کیا جائے۔ اس مطلب کے لئے جو پیرایہ اختیار کیا گیا، وہ عہد وسطی کی ہندی صنعت کا پیرایہ نہ تھا جس میں تمام کوشش روحانی خیالات کو مجسم کرنے پر صرف کی گئی ہی بلکہ بخلاف اُسکے اس دور قدیم میں بودہ یا جین مذہب کی کہانی سنگتراش کے "آہنی قلم" نے نہایت سادہ اور مطلب خیز پیرایے میں بیان کی ہی، اور یہ اسی سادگی اور خلوص کا جلوہ ہی کہ ہم ان لوگوں کے کام سے اُنکے دلی جذبات کا صحیح صحیح اندازہ کرسکتے ہیں اور اتنا زمانہ گذر جانے کے بعد اب بھی اوسکا اثر محسوس کرتے ہیں۔

اہل آندرہ کے سلسلاً حکومت کو غالباً اول صدی

سانچی مین بھی ویسا ہی فروغ حاصل تھا، جیسا اونکے شہنشاہوں یعنی کشانی فرمائراروں کے ماتحت سلطنت کے اور حصوں میں - ہاں یہ سچ ہی کہ جس صنعت نے اس درر میں بودھ مذہب کی ترجمانی کی وہ نسبتاً بہت پست حال میں تھی (۱)۔

### عہد گپتا یا قرون وسطی کا ابتدائی دور

درگپت کے عہد حکومت میں سلطنت گپتا نے شہنشاہی خاندان کی پیدا

(۱) متھرا کا فن سلگراشی جو عہد کشان و عہد شرب میں رائج ہوا اصل میں ہندوستان کی قدیم صنعت اور شمال مغرب کے نیم یونانی طرز کا مجموعہ تھا اور آن قریبی تعلقات کی وجہ سے جو متھرا کے پیلے نیکسلہ کے سینہی پارتمہانی بادشاہوں کے ساتھ، اور بعد ازاں سلاطین کشان کے ساتھ رہے، نیکسلہ کی نیم یونانی صنعت نے متھرا کی صنعت پر بہت اثر دالا - مگر افسوس ہی کہ اس یونانی صنعت کی جو در متھرا میں آئی وہ کافی طاقتور نہ تھی اور گوارل اول اوس نے ملکی صنعت کی قدیم ریاضت کو کمزور کر کے آسکی آیندہ ترقی کو روک دیا لیکن جدید حالات گرد و پیش میں وہ اپنی انفرادی حیثیت بھی قائم نہ رکھ سکی - درسرے الفاظ میں یون کہنا چاہئے کہ سانچی میں تو مغربی فن کے اثر نے ہندی

سلطنت کے باج گذار کی حیثیت رکھتے تھے ۔ یہ بڑی سلطنت پہلے تو شمالی ہند کے سیدھی پارتهیائی سلاطین کی تھی اور بعد میں کشاں بادشاہوں کی رہی ۔ لیکن مشرقی مالوہ کی تاریخ میں یہ شترپ ہدیں سلطنت کشاں کے قیام و استحکام سے قبل نظر نہیں آتے ۔

سانچی کے آثار قدیمہ میں اہل کشاں کی "شہنشاہی" حکومت ( اور شترپوں کے باہمی تعلقات ) کا پتہ صرف ان معدودے چند مجسموں سے ملتا ہی جو کشانی طرز کے مطابق ہیں ہرئے ہیں اور متمرا سے یہاں لائے گئے تھے ۔ ( ان میں سے ایک مجسم پر "شاه راسٹک" کے عہد حکومت کا ایک کتبہ بھی سنہ ۲۸ کا کنڈہ ہی ) ۔ لیکن مقامی صناعوں کی بذالی ہولی بہت سی عمارتوں مرحوم ہیں چر عہد شترپ سے تعلق رکھتی اور ہمارے اس خیال کی تصدیق کرتی ہیں کہ شترپوں کے عہد حکومت میں بودھ مذہب کو

[ سلسلہ فرت نوت صفحہ گذشتہ ]

بُو سِر ایالت ہوتا اور اس کا دلی ہد شترپ کہلاتا تھا ۔ معلوم ہوتا ہی کہ مغربی ہندوستان کے شترپ عموماً شاہ کے لقب سے مشہور تھے ۔

سنه ۱۳۴۱ عیسوی میں چند رکھتے ثانی کی رفات  
کے بعد کمار کپٹ تخت نشین ہوا اور اوس کے بعد  
سنه ۱۴۰۰ ع میں سکنڈ کپٹ نے عنان حکومت  
سنگھاری - سکنڈ کپٹ کے عہد سلطنت کے اختتام  
(سنه ۱۴۸۰ ع) کے قریب سفید ہنزوں کا تدبی دل لشکر  
مملکت کپتا پر حملہ اور ہوا، اور مغربی جانب قمرور  
کے بیشتر حصے پر قابض ہو گیا - لیکن مشرقی مالوہ  
سکنڈ کپٹ کے جانشین بدھہ کپٹ کے عہد تک  
سلطنت کپتا ہی میں شامل رہا، کہیں سنه ۱۴۰۰  
عیسوی کے قریب چاکر ایک مقامی سردار بہانو کپٹ  
کے قبضے میں آیا اور اس سے بھی دس سال بعد ہنزوں  
کے بادشاہ تورمان کا باج گزار بنا(۱) -

[ سلسلہ فوت نوٹ صفحہ گذشتہ ]

غارون میں موجود ہیں - انہیں سے ایک کتبہ کی ناریخ سنه ۱۴۰۱ ع  
کے مطابق ہی اور اس میں کسی باجگدار راجہ کا کوئی ہدیہ یا  
نذر پیش کرنے کا ذکر ہی - درسرے کتبہ میں لکھا ہی کہ اس غار  
کو چند رکھتے وزیر لے کھدوایا تھا جو بادشاہ کے ہمراہ آسوقت  
یہاں آیا تھا جبکہ وہ (بادشاہ) تمام دنیا کو فتح کرنے کی دھن  
میں لکا ہوا تھا۔

(۱) بدھہ کپٹ نے جو سکے چاری کٹے وہ کپتا بادشاہوں کے  
نقری مسکوکات کی نقل ہیں بہانو کپٹ کا کوئی سکھ اسوقت

اراستہ ہی میں شتریوں کی مملکت سے ہم سرحد ہو گئی - لیکن مالوہ نا حقیقی الواقع جو چڑھی صدی کے اخیر میں ہوا چندر گپت ثانی کی سعی بازو کا نتیجہ تھا - اس شہنشاہ کے طبل فتح کی صدا اب تک اوس کچھ میں سلائی دیتی ہی جو ستونہ کلان کے کمہرے پر کملہ ہی اور سنہ ۹۳ کیتالی ( مطابق سنہ ۱۳۰۴ - ۱۴۱۲ عیسوی ) میں ثبت ہوا تھا - اس کتنی میں لکھا ہی کہ چندر گپت کے ایک سردار آمر ٹار درا نامی نے جو غالباً ایک عالی مرتبہ عہدہ دار تھا بڑی خانقاہ ( کاکاناد بور ) کے منڈر کی آریہ سنگت ( یعنی معتقدین کی جماعت ) کو بودھ فقیروں یا بھکشوؤں کے کھلانے کھلانے اور روشی کرنیکے لئے بہت سا زر نقد اور ایک مرضع ' جسکا نام ایشور و اسک تھا ' عطا کیا ( ۱ ) -

[ سلسلہ فوٹ نوٹ صفحہ گذشتہ ]

صنعت میں ایک نئی روح پہونکدی، لیکن متھرا میں اس نے بجا ترقی کے ملائی صنعت میں جمود پیدا کر دیا اور متھرا کی صنعت گویا اس نو دارہ سے معافہ کرنے میں اپنی هستی کہو بیٹھوی -

( ۱ ) اس بات کی شہادت کہ گپتا بادشاہوں کی سلطنت میں ودیشا شامل تھا چندر گپت ثانی کے عہد حکومت کے درکبوؤں سے ملائی ہی جو سانچی سے چار میل کے فصل پر کڑا اردے کری کے

کی ساسانی سلطنت کے ساتھ ہندوستان کا ربط ضبط بہت بڑا ہوا تھا اور ملک چین اور سلطنت روم کے ساتھ بھی تعلقات تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ رہشی اقوام کے مصیبتوں خیز حملے اس القلب کا باعث ہوئے ہوں کیونکہ شمالی ہندوستان نے زمانہ دراز تک سیلہی، پارتھیاں اور کشانی بادشاہوں کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف بودا شنس کی تھیں۔ بہر حال اسباب خواہ کچھ بھی ہرن، اسمیں شک نہیں کہ اس نگی دماغی ترقی کے نتایج نہایت نمایاں تھے اور انکا اثر درود تک پہنچا۔ سیاست میں "شہنشاہیت" کا خیال، جو عہد موریا کے بعد مردہ ہوچکا تھا، پھر زندہ ہوا اور بہت جلد ایک ایسی مستحکم اور عظیم الشان سلطنت قائم ہو گئی جس کی حدود میں دریائے نریدا تک تمام شمالی ہند شامل تھا۔ مذہب دنیا میں اس نگی بیداری کا اظہار بڑھنے کے مذہب کے دربارہ عروج حاصل، کرنے اور ساتھ ہی سنسکرت کے احیانیت مقدس زبان ہولیکے، ملک میں عنم طور پر راج یانے اور ترقی کرنے کی صورت میں نظر آتا ہی۔ اسی زمانے میں ہندوستان کے "شیکسپلٹر" کالیداس

مہد گپتا  
 گپتا خاندان کی حکومت ۵۱۷ء سو سال سے کچھ ہی زیادہ رہی ہو گئی لیکن اکثر امور کے لحاظ سے یہ قلیل مدت ہندوستان کی تاریخ کا نہایت روشن اور شاندار زمانہ ہی - اس درجہ میں اہل ہند کے خیالات اور ذکارت میں خاص بیداری پیدا ہوئی اور دماغی مشاغل کا ایسا چرچا رہا کہ اُسکی نظریہ ہندوستان اب تک پیش نہیں کر سکا - لیکن جس طرح ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ یونان کے "دررِ زرین" یا آتلی کی "نشأة الثانوية" میں اسی قسم کی جو ترقیات ہوئیں ارنیکے اسباب کیا تھیں، اسی طرح اس زمانے میں بھی اہل ہند کے خیالات میں منحیت القرم جو فرزی نشور نما ہوئی ارسکی صعیح صعیح اسباب کا بتلازا آسان نہیں ہی - ممکن ہی کہ بیرونی تمدن ر تہذیب نے یہ اثر پیدا کیا ہو کیونکہ اُسوقت ایران

## [ سلسلہ فوت نوٹ مفہوم کذمۃ ]

تک دستیاب نہیں ہوا اور اُس کا ذکر صرف ایک کتبی میں پایا جاتا ہی جو سنہ ۵۱۰ - ۵۱۱ ع کا ثبت شدہ ہی - اس کتبی میں لکھا ہی کہ ایک سردار کویراج نامی ایک مشہور لژائی میں بھانو گپت کے پہلو میں لوتا ہوا مارا گیا - ممکن ہی کہ یہ رہی لژائی ہر جس میں بدهہ گپت نے ثورمان سے شکست کھالی

تعمیر و سلگتراشی آئے سو سال قبل کی یونانی صنعت  
یا ہزار سال بعد کے اطالوی کمال کریں دلائی ہی -

ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ قدیم ہندی صنعت  
کی اصلی خصوصیت یہ تھی کہ تصاویر کو سادگی  
کے ساتھ فطرتی حالت کے مطابق پیش کیا جاتا تھا -  
عہد کپتا میں جب علم و فنون کو ترقی ہوئی تو  
اس خصوصیت پر عقل سلیم نے نیا غازہ چڑھایا اور  
صنعت زیادہ آن بان والی اور سافٹہ پرداختہ نظر  
انے لگی ، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حسن سادہ  
کی دلغیری ہو قدیم صنعت میں تھی وہ ترجیتی  
رہی لیکن اسکی بجائے ہو خصوصیات پیدا ہوئیں  
آنہوں نے ذہن رسا اور ذوق سلیم دو فن کو ضرور متاثر  
کیا : مثلاً (عمارت یا تصویر کے) مختلف اجزاء کا  
توازن و تناسب ، اور عمارتی ضروریات کے لحاظ سے ارنکی  
مزونیت ، آرائشی کام میں اعتدال کی لحافت ،  
اور جزویات کا خوبی کے ساتھ دکھانا ، یہ سب باتیں  
ذوق سلیم کا پتا دیتی ہیں - علاوہ ازین عبد کپتا کی  
صنعت ایک اور بات میں بھی قریں صاغریہ کی صنعت  
سے اہم اختلاف رکھتی ہی اور وہ یہ کہ ابتدائی  
صنعت میں تو " صورت گری " کو فقط مذہبی

کے غیر فانی درامے (۱) اور نیز دیگر مشہور نائلک لکھ گئے، پرانوں کی آخری تدریب اور منو کے قوانین کی موجودہ ترتیب بھی اسی زمانے میں عمل میں آئی، اور علوم ریاضی و ہیئت ملنگائی کمان کو پہنچے۔ نظر بدمیں راتعات عہد کپتا ہندی دل و دماغ کے لئے ایک جدید بیداری اور صحیح معذرن میں "نشاۃالثانیہ" کا زمانہ تھا۔ اور اس جدید ترقی کا پرتو ہمیں اوسوقت کی صنعت تعمیر و بیکر سازی میں بھی ویسا ہی نمایاں نظر آتا ہی جیسا علم و فن کے دیگر شعبوں میں - حقیقت یہ ہی کہ عہد کپتا کی صنعت تعمیر و ستگشاشی کو ہندوستانی فنون لطیفہ کی تاریخ میں جو ایسی ممتاز حیثیت حاصل ہی اُسکی وجہ یہی ہی کہ اس میں ذہن انسانی کی اعلیٰ صفات (یعنی حسن کا صحیح امتیاز اور تخیل کی معقولیت) پالی جاتی ہیں اور الہیں صفات کی وجہ سے اس عہد کی

(۱) ریشا (یعنی بھیسہ) کے نواح سے کالیداس ضرور راقف ہوا اور میکن ہی کہ اوسکے دراموں کے بعض حصے سانچی کے آثار کو دیکھنے کے بعد لکھ گئے ہوں۔

بچھلے نصف حصے میں سلطنت کپتا زوال پذیر ہو گر مشرقی ہند کی ایک معمراً سی ریاست رہ گئی تھی ۔

قریباً درنسلوں کے زمانے تک شمالی ہند قوم ہن کے اہل ہن اہلین پانچ میں کرفتار رہا ۔ آخر کار سنہ ۵۲۸ عیسیٰ میں بالادیس اور یشودھرمن نے تبرمان کے ظالم و سفاک جانشین مہرگل کو (جس نے اپنی سفاکیوں کی بدولت تاریخ میں "اطیلاٰ ہند" (1) کا لقب حاصل کیا ہی) شکست پر شکست دیکر اہل ہن کی سلطنت کو زیر و زیر کر دیا ۔

ہندوں کی تباہی کے بعد ذرا سکون کا زمانہ آیا اور رہشیروں کے مظالم سے نجات پا کر ملت کی حالت سنبھلنے لگی ۔ اس دور میں، جو ساتوں صدی عسیوی کے آغاز تک رہا، شمالی ہند میں کرگی ایسی "بڑی سلطنت" نہ تھی جو تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو اپنے ماتحت جمع کر سکتی، اور خود یہ

(1) اطیلا (Attila) - آسٹریا، ہنگری وغیرہ وسطی ممالک یورپ کا بادشاہ (سنہ ۴۵۳ ع تا سنہ ۴۶۳ ع) ۔ یہ بادشاہ بھی ہس قوم سے تھا اور اس نے سلطنت روما کو بہت سی شکستیں دیں (مترجم) ۔

تاریخ اور افسازوں کے بیان کرنیکا ایک مفید ذریعہ خیال کیا گیا تھا، لیکن عہد کپتا میں صنعت اور تخیل میں قریبی رشتہ قائم ہو گیا اور سُنگڑاش اور مصروف صرفت اور رنگ کی عبارت میں اپنے روحانی خیالات اور نظری جذبات کو رضامہ کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ پڑھہ کے جو مجسم اس زمانے میں بنائے گئے ارن میں صفات متعارفہ کے علاوہ حالت استغراق (دھیان) کے سکون اور اطمینان کو اس خوبی سے دکھایا گیا ہی کہ رہ دنیا کی صنعت میں ہندوستان کے بہترین کارناموں میں شمار ہوتے ہیں۔

ہندوستان کی یہ "نشاۃالثانیہ" سلطنت کپتا کے زوال کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوئی اور نہ اس کا اندر سلطنت مذکور کی چغرافی حدود تک محدود رہا بلکہ ہندوستان کے بعید المسافر صوبوں کے علاوہ در دراز پیراٹی ممالک تک بھی ہا پہنچا اور جو قوت اس نے چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں حاصل کی تھی وہ ساتویں صدی کے اخیر تک قائم رہی۔ ہندی "نشاۃالثانیہ" کا یہ تین سو سال کا عرصہ (یعنی قریباً سندھ ۳۵۰ م سے سندھ ۶۵۰ م تک کا زمانہ) تاریخ میں عہد کپتا کے نام سے مشہور ہی، اگرچہ اس دڑ کے

تخت نشینی سے ۷۰۰ سال کے اندر ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر کے ( جو رسمت میں سلطنت گپتا کے برابر تھی ) ۳۵ سال تک اس گل العزمی اور شرن ر شوکت کے ساتھ حکومت کی کہ سلطنت گپتا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پہر گیا ۔

چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کی صنعت کے نمونے جو سانچی میں ہیں وہ زیادہ تر متفرق مررتین ہیں جنکے مفصل حالات عجائب خانہ زیر تعمیر کی تکمیل کے بعد ایک علیحدہ فہرست میں قلمبندی کی گئی چالیں گے (۱) ۔ ان میں بھی حالت استغراق کے قدوسی سکون کی وجہی شان پالی چاتی ہی جو چوتھی اور پانچویں صدی کے مجسموں کی خصوصیت تھی لیکن متعارفہ حسن راحت جسکے قائم رکھنے کے لئے پہلے زمانے کے ماہرین فن اهتمام بلیغ کیا کرتے ہی ان نمونوں میں نادرالوجود ہی ۔ اور اگرچہ مررتین خوبصورت اور خوش ادا ہیں لیکن جدت کا فقدان اور تصنیع صاف عیان ہی ۔

(۱) اب عجائب خانہ مکمل ہرچکا ہی اور جو مررتین وغیرہ آس میں رکھی ہیں ان کی مفصل فہرست بھی مترجم هذا لے شایع کر دی ہی ۔ ( مترجم )

رباستین موصاہب ماضیہ کی وجہ سے اسقدر کمزور ہو گئی  
تعین دہ انہیں سے کسی کوششناہی اقتدار حاصل  
کرنے کی ہوں پیدا نہ ہوئی (۱) ۔

اس سیاسی انحطاط نے گپتائی تہذیب کے اعلوں  
مقامد کو کسی قدر کمزور تو ضرر کیا لیکن آب تک  
اہل ملک کے دل و دماغ بڑاں کا انہ بھٹ قوبی اور  
کھرا تھا اور علوم و فنون و ادبیات میں برابر آنکا اظہار  
ہو رہا تھا ۔ کمی تھی تو صرف ایک قوبی اور فیاض  
سلطنت کی جو اپنے زیر سایہ آن کو پورا پورے  
طور سے سر سبز اور بار آر رہنے میں مدد دیتی ۔ شمالی  
ہندوستان میں اس کمی کو راجہ هرش والی تھا ایس  
(سونہ ۶۰۶ م تا سونہ ۶۴۷ م ) نے پورا کیا (۲) اور اپنی

(۱) میکن ہی کہ سنہ ۵۵۰ م کے قریب سانچی کالچوریوں  
کی سلطنت میں شامل ہو ۔ اس خادان کے ایک راجہ  
کرش راج ناصی کے سعی بھیلسہ میں دستیاب ہوئے ہیں (دیکھو  
آرکیا لجیکل سروے کی سالانہ ریورٹ بائبٹ سنہ ۱۹۱۳ - ۱۹۱۴  
حصہ دوم صفحہ ۲۱۵)

(۲) اس وقت مشرقی مالوہ زمانہ مابعد کے شاہان کہتا ہے  
زیر نگین تھا جن میں دیو گپت اور مادہو گپت بہت مشہور  
ہیں ۔ دیو گپت کو هرش کے بیٹے بھائی راجیا وردہن نے قتل  
کیا اور مادہو گپت ، راجہ هرش کا باہمگزار بن کیا ۔

محسوس نہیں ہوئی جو قومی دشمن کا مقابلہ کرتی ' کثیر التعداد چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے بھی کبھی اپس میں انتحاد پیدا کر لے کی کوشش نہ کی ' اور باستثنہ ایک بادشاہ کے کولی ایسا حکمران نہ رہا جو قرب و جوار کے راجاڑوں کو اپنا مطیع و ملقاد کرتا - حقیقت میں پہ زمانہ چمود کا زمانہ تھا اور ملک کی تمام قوت خانہ چلگیوں میں صرف درہی تھی - اس وقت کے مذہبی اعتقادات اور صنعت میں بھی اس سیاسی کمزوری کا ہکس صاف صاف نظر آتا ہی -

جہاں تک ہمیں معلوم ہی ( اس پانچ صدیوں میں مہربوچ والی قلعہ ) صرف مہربوچ والی قلعہ ہی ایسا راجہ تھا جو زمانے کے رنگ سے الگ ہر کراپتے ہم عمر دیاں ریاستیں پر فوق لے گیا - سنہ ۸۴۰ ع اور سنہ ۸۹۰ ع کے درمیان اس بادشاہ نے ایک وسیع سلطنت قائم کی جس کی حدود ایک طرف دریا سے ستعلج اور درسری طرف صوبہ بہار سے ملی ہوئی تھیں - راجہ مہندر پال اور راجہ بہوج ثانی نے ( جو مہربوچ کے بعد تخت پر بیٹھے ) اس نئی سلطنت کے شیرازے کو بھر لئے نہ دیا اور نوین صدی عیسوی کے آخر میں مشرقی مالوہ بھی ' جو اُسرقت پرمار خاندان کے زیر نگین تھا ' اس

غارہالی اجتنبا میں جو رنگیں تصویبیں بنی ہرلی  
ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانے  
کا فن 'نقاشی' بمقابلہ 'سلگتراسی' کے بہت بلند  
پایہ تھا اور آرالشی کامون میں غالباً زیادہ تر رنگیں تصاریر  
ہی کا استعمال ہوتا تھا۔ افسوس ہی کہ سائچی کی  
خانقاہوں اور مندروں سے ان رنگیں تصویروں کے نشان  
بالکل "محر" ہو چکے ہیں جو کسی زمانے میں آرالش  
کیلیئے الکی در و دیوار پر بلائی گئی تھیں اور صرف  
وہی اشخاص 'جو اجتنبا' کی ہاندار تصاریر کو دیکھ  
چکے ہیں، اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایام سلف میں  
سائچی کی عمارت موجودہ حالت سے کس قدر  
مختلف ہونگی۔

### اواخر دورِ وسطی

سلہ ۱۰۲۸ ع سے 'چب کہ اهل ہن نے شکست پا لی  
سلہ ۱۰۳۴ ع تک جو سلطان محمد بن غزنوی کے پیغاب پر  
حملہ کر لیکا زمانہ ہی 'شمالي' ہند پیروزی حملہ آوروں  
سے بالکل محفوظ رہا اور اس اتنا میں جو ترقی یا  
انحطاط ملک میں ہوا اس کے ذمہ دار خود اہل ملک  
ہیں۔ ان پانچ صدیوں میں مرکزی سلطنت کی ضرورت

عیسیٰ مین انہلواڑہ کے چالوکی راجاڑن کے قبضے  
مین آگیا (۱) -

اس زمانے سے بعد کی تاریخ اس مرقعہ پر لکھئے کی  
انہلواڑہ کا چالوکی خالدان  
ضرررت نہیں کیونکہ سانچی کی کڑی شاندار عمارت  
جو بودہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے، بارہویں صدی  
سے بعد کی بندی ہوئی نہیں ہے۔ غالب گمان یہ ہے  
کہ بودہ مذہب جو پہلے ہی بہت کچھ ہندر مذہب  
مین جذب ہر چکا تھا، اس صدی کے قریب رستہ ہند سے  
بالکل معدوم ہرگیا۔

سانچی مین اس آخری زمانے کے فن عمارت  
و سنگتراشی کی بہت سی مثالیں پالی جاتی ہیں،  
چنانچہ جو عمارت مشرقی رقبہ مرتفع پر واقع ہیں،  
اڑ ہن پر نقشے مین ۴۳ سے ۵۰ تک نمبر دئے ہوئے  
ہیں وہ سب کی سب اسی زمانے کی یادگار ہیں۔  
انکے علاوہ بے شمار سورتیں اڑ ملبس کاری کے نمرے،

(۱) مین ہی کہ مالوہ کچھ عرصے کے لئے پھر پرماؤں کے  
قبضے مین آگیا ہو۔ اتنا قطعی طور پر معلوم ہی کہ یہ صوبہ  
راجہ دیوبال (سنہ ۱۴۱۷ تا سنہ ۱۴۲۰ع) والہ دھار کے قبضے  
میں رہا۔

سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن دسویں صدی  
کے ابتدائی عشرات میں قنوج کے پرمارون کی قوت  
بس رعut زائل ہونے لگی

مالوہ کا پرمارخانداز اور قیاس یہ ہی کہ جب راجہ مُنج (سنه ۹۷۵ ع تا  
۹۹۵ ع) نے عنان حکومت ہاتھ میں لی تو مشرقی مالوہ  
خود مختار ہو چکا تھا اور اس زمانے میں وسط  
ہند کی سب سے مقتدر ریاست دھی شمار ہوتی تھی۔  
راجہ مُنج اور آس کا مشہور بہتیجا راجہ بُرج، جس  
نے مالوہ میں سنه ۱۰۱۸ ع سے سنه ۱۰۴۰ ع تک حکومت  
کی، علوم و فنون کے فراخ حوصلہ سریوس سے اور خود  
بعی اعلیٰ پائیے کے مصلف تیغ - راجہ بُرج کی ایک  
مشہور یادگار شہر بُریال کے جنوب مشرق میں بُرچپور  
کبی جھیل تھی جو شاید اس راجہ کے نام کو زمانے تک  
زندہ رکھتی مگر پندرہویں صدی عسیوی میں ایک  
اسلامی بادشاہ کے حکم سے آسکو خشک کروا دیا گیا۔  
راجہ بُرج کی آنہ بلد ہوتے ہی (فریباً سنه ۱۰۶۰ ع)  
پرمارون کی حکومت کمزور پڑ گئی اور اگرچہ دھار میں  
و کچھ دنون تک حتمراں رہ لیکن مالوہ بارہویں صدی

زور سے قابو میں رکھا تھا، لیکن اس زمانے میں وہ قابو میں نہ رہا اور آرالش کا استعمال جا ویجا ہونے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اجڑا کا باہمی اتصال اور موزلیس مفقود ہو گئی، کلدہ کاربی کا زور اور اُرچ جاتا رہا، اور مذہبی مجسمے محض بیہجان اور سب ایک ہی نمرے کی نقل نظر آنے لگ، گویا وہ پتوہ کے ہتھیں تھے جن میں نہ اعضاء کا تناسب تھا نہ روحائیس کی چہلٹ۔ \*

### سانچی برصانہ حال

تیرہوین صدی عیسوی کے بعد سانچی ریوان و غیر آباد ہرگئی - شہر و دیشا اس سے بہت پلے عہد کپتا ہی میں تباہ ہو چکا تھا اور اوسکی جگہ پہیلسہ (اصالی نام - پہیلسوامن) آباد ہو کیا تھا - اس نئے شہر کا ذکر اسلامی بادشاہوں کی تاریخ میں بار بار آتا ہی چنانچہ اونکی فتوحات کے دررائے میں یہ شہر تین بار لئا اور چوتھی مرتبہ عہد عالمگیری میں اسکے مندر بھی مسماਰ کئے گئے (۱) - لیکن سانچی کے آثار بارجود یہ

(۱) فاضل مصنف نے اس بیان کی تائید میں کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا - میں نے مائر عالمگیری (مسئلہ خدا ساقی)

جو اپنی اصلی جگہ سے علیحدہ ہو چکے ہیں، اور چھوٹے چھوٹے نذر دلے ہوئے ستپے بھی اسی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان نمونوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اہل بودھ کی صنعت اور اونکا مذہب درجنہ بسرعمنہ زوال پذیر ہر رہ تھے، چنانچہ مندر نمبر ۲۵ کے معایلہ سے 'جو اس زمانے کی نہایت شاندار عمارت ہی'، یہ بات صاف نظر آتی ہی کہ گیارہوں صدی عیسوی سے قبل ہی ہندر مذہب اور خصوصاً تلتاری عقالد نے بودھ مذہب پر کس قدر کھرا اثر دالتا ہے۔ علاوه ازین اس مندر کے طرز تعمیر سے اوس فرق کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو اس زمانے کی عمارت اور عہد کپتا کے طرز تعمیر میں نمایاں ہی۔

اواخر قرون وسطی کے فن تعمیر میں شان و شوک میں اور نمائش ر آرائش کی طرف بہت میلان پایا جاتا ہی لیکن جتنا طمطراق بڑھا اسی قدر اصلی حسن میں کمی آکی۔ پیکر یا عمارت میں آرالشی عنصر کا موزوں اور مناسب طریقے سے استعمال کرنا عہد کپتا کی صنعت کا خاص کمال تھا جو قرون وسطی کے اواخر میں بالکل معدوم ہو گیا۔ آرائش کی جانب طبعی میلان کو عہد کپتا کے صناءوں نے اپنی مقل سلیم کے

اور سنہ ۱۸۱۹ع کے بعد سانچی کے فن تعمیر و سنگتراشی کے متعلق بہت سے مضمون لکھ گئے اور کلی مستقل کتابیں طبع ہوئیں جن میں نقشے اور فوٹو بھی شامل ہیں۔ لیکن افسوس ہی کہ ان تحریرزرن میں مرفقین کے عجیب و غریب خیالات کے علاوہ بہت سی غلط بیانیاں بھی موجود ہیں۔ مستقل کتابیں کے سلسلے میں لکنکھم صاحب کی پہیلسہ ٹوپس (۱) میسی کی سانچی اینڈ آنس ریمینز (۲)، اور فرگسون کی ٹری اینڈ سرپلٹ درشب (۳) بہت مشہور ہیں۔

لیکن ان آثار کے دریافت ہونیکے بعد جب ان کے حالات شایع ہوئے تو سارے ملک میں ایک عام شوق ان کے متعلق پیدا ہو گیا، اور افسوس ہی کہ یہ شوق ان عمارت کے حق میں نہایت تباہ کن ثابت ہوا۔ سانچی آثار قدیمه کے ناتجر بہ کار شالقین اور خزانہ ذہونت نے والے برالہرسون کا تختہ مشق بن گئی چڑھن لے دے ہوئے

Cunningham - *The Bhilsa Topes* (۱)

Maisey - *Sanchi and its Remains* (۲)

Fergusson - *Tree and Serpent Worship* (۳)

بھیلہ سے صرف پانچ میل ایک بلند پہاڑی کی چوڑی پر راقع تھے، تباہی سے محفوظ رہے اور سنہ ۱۸۱۸ع میں جس چنسل ٹیلر (Taylor) یہاں آئے تو عمارت بظاہر اچھی حالت میں تھیں:— ستونہ کلان کے دین دررازے بجلسہ قائم تھے اور جنوبی پہاڑ کے شکستہ حصے جہاں کرسے تھے وہیں پڑے تھے، بترا گنبد صحیم رسالم تھا اور بالائی کنہرے کا ایک حصہ اپنی اصلی جگہ پر قائم تھا، ستونہ کے نمبر ۲ و ۳ اچھی حالت میں تھے، اور ستونہ نمبر ۲ کے قریب علاوہ اور عمارتوں کے آئندہ ستونوں کے آثار باقی تھے جن کی عام حالت کے متعلق اب کوئی تحریر موجود نہیں ہے (۱)۔

ان شاندار عمارتوں کی خوبصورتی اور نرالی طرز نے اہل ذریق کی توجہ، فوراً اپنی طرف منعطف کر لی

[سلسلہ فوت نوٹ مفعہ گذشتہ]

منتخب اللباب مصنفہ خوافی خاں اور پروفیسر جادو نانہ سرکار کی تاریخ "اولنگزیب" میں بہت تلاش کیا مگر بھیلہ کی تباہی یا اس کے ملدوں کے مسامار ہونے کا حال کہیں نہیں ملا۔ (مترجم)

(۱) سنہ ۱۸۱۸ع سے بعد کی تاریخ برجس صاحب کے مضمون "سائنسی کاذاکہیو" کا بوا ستونہ " ( مطبوعہ چنسل رائل ایشیائی سوسائٹی لندن بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ع - صفحات ۲۹ و ۳۰ ) میں دی ہوئی ہے ۔

ہولین (۱) لیکن انکی کھدائی سے جو نقصان عمارت کو بہبیچا اس کی تلافی دیوبون کے ملنے سے ہرگز نہیں ہوئی خصوصاً اس لئے کہ بعد میں وہ ذیلیان بھی گم ہو گلیں۔

باوجود اس قدر سرق کے، اس طریقہ زمانے میں ان بے مثال عمارت کی مرمت اور درستی کا خیال، کسی کے دل میں نہ کذرا۔ کہ وہ آیندہ نسلوں کھلائی محفوظ رہ جاتیں،

سنہ ۱۸۶۹ع میں نیپولین ثالث شہنشاہ فرانس نے فرمانروائی ریاست بھوپال سے سانچی کے ایک منقش پھاٹک کی خواہش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست بھوپال اور سرکار ہند کے باہمی مشورے سے مشرقی پھاٹک کے چند مثلى (cast) طیار ہوئے اور بورپ کے مشہور عجائب خانوں میں بھیجے گئے۔

آخر کار سنہ ۱۸۸۱ع میں جب گرد رنجوں کے دیبات کی دستبرد، اور روز افزون چنگلی چھاڑیوں نے عمارت کی حالت کو اور بھی تباہ کر دیا تو سرکار ہند کو انکی حفاظت و صیانت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اُسی سال

(۱) دیکھو صفحات ۲۶۵، ۲۶۶ و ۲۷۰

آثار عتیقه کی تلاش میں یا دولت کی طمع سے  
umarat کرناقابل تلافی نقصان پہنچایا ۔

سنہ ۱۸۴۲ع میں کپتان جانس نے، حرب پورپال  
میں نائب پولیٹکل الجنت تھے، برسے ستپے کو  
ایک جانب ادیر سے نیچے تک کھود کر اوس میں  
بہت بڑا شکاف کر دیا جس سے ستپے کی عمارت  
کو بعد میں شدید لقصان پہنچا اور مغربی پہاڑ  
اور فرشی کٹھرے کے قریبی حصے بالکل گرفتے ۔

ستپہ ہالے نمبر ۲ و ۳ کی بردامی بھی شاید انہی  
ناماقبٹ الدیش صاحب کی کھدائی کی وجہ سے  
ہوئی، کیونکہ پلے یہ درخون ستپے نہایت عدمہ حالی  
میں تھے ۔

سنہ ۱۸۵۱ع میں چب میجر جنرل سر الیگزینڈر  
کنگھم، اور کپتان ایف - سی - میسی نے بھی چلد  
عمارات کے اندر کھدائی کروالی، تو غیر مناسب  
عجلت اور لاپڑاہی سے کام لیا۔ لہذا سانچی کی  
تباهی کی ذمہداری ایک حد تک اولپر بھی عالد  
ہوتی ہے۔ اور اگرچہ ستپہ ہالے نمبر ۲ و ۳ کے اندر سے  
انہوں قابل قدر "تبرکات" کی ذیباں دستیاب

ضرورت تھی، مجھے کرتے پڑے ہیں اور سنہ ۱۹۱۲ع میں،  
جبکہ میدن نے سانچی کے کام کو ہاتھ میں لیا، پارچے  
سال کے عرصے میں جو اب تک منقضی ہو چکا ہے،  
یہاں کی کھدائی صفائی اور مرمسہ فہایت احتیاط،  
ضابطہ اور سرگرمی سے انعام پا رہی ہے۔

میرے کام شروع کرنیسے قبل پہاڑی پر صرف ستپہ  
کلان اور چلہ اور عمارت کے نشان نظر آتے تھے جنکو  
نقشه (پلیٹ ۱۵) میں آری لکیرز سے دکھایا گیا  
ہی (۱) - باقی تمام عمارتیں ملیہ کے اونچے اونچے  
انبارزین یا چلگل کی گنجان جمازیون میں ایسی چھپی  
ہوئی تھیں کہ آن کے وجود کا گمان بھی نہ ہوتا تھا۔  
اس لئے سب سے پہلے میدان سے اس جلائل کو صاف کیا  
گیا - بعد ازاں ستپہ کلان کے چنوبہ اور مشرق میں،  
جہاں صاف نظر آتا تھا کہ چٹان کی اصلی سطح کے اور  
ملیہ کا بہت بڑا انبار پڑا ہی، کھدائی کروائی گئی کہ  
وہ عمارتیں اور قدیم چیزوں جو ملیہ کے نیچے دبی ہوئی

(۱) جو عمارت نئی کھدائی کے اثناء میں برآمد ہوئی ہیں  
آن کو سپاہ دکھایا گیا ہے۔

میجر کول نے جو آسروت آثار قدیمہ ہند کے ناظم تھے، پہاڑی کے بالائی حصے کو جنگل اور خرد رُر نباتات سے صاف کیا اور اس بترے شگاف کو بہرا جو سانچہ سال قبل کپتان جانسون نے ستودہ کلان کے وسط میں کر دیا تھا۔ اس مرمت اور صفائی کے بعد میجر کول نے در سال کے عرصے میں سرکار ہلد کے خرچ سے، جلدی اور مغربی پہاڑوں کو چوگرچکے تیج دربارہ قائم کیا اور ستودہ نمبر ۳ کے سامنے جو چہرٹا پہاڑک ہی اسکو بھی دربارہ لصب کیا۔

لیکن باقی عمارت کی مرمت کے متعلق 'جو رفتہ رفتہ منہدم ہوتی جا رہی تھیں'، میجر موصوف نے کوئی کوشش نہ کی، نہ انکریہ خیال پیدا ہوا کہ وہ خانقاہیں، مندر اور مکانات، جو ستودہ کلان کے گرد منیے کے تھیروں کے نیچے دبے ہوئے تھے، کھو د کر برآمد کئے جائیں، اور نہ انکی توجہ آن مددھا مجسموں اور کتابوں کی حفاظت کی جانب مبذول ہوئی جو عمارت کے آس پاس جا بجا یترے ہوئے تھے۔

یہ سب کام، جن کی تعیین کے لئے پیشتر کی تمام تدابیر کی نسبت بہت زیادہ رقت اور سامنے کی

تیسرا کام میرے تعلق یہ تھا کہ جہانگر عملہ ممکن  
ہو عمارت کی نہایت مکمل اور پختہ مرمت ہو جائی -  
اس باب میں مجھے بہت سے مشکل کام کرنے پڑے  
لیکن اون میں سب سے اہم کام جنکی تکمیل میں  
سب سے زیادہ مشکلات پیش آئیں، حسب ذیل  
ہیں:-

(۱) ستویہ کلان کے جنوب مغربی حصے کو توڑ کر  
دوبارہ بذریا کیا - اس لئے کہ اس حصے کے  
گرنے کا هر رقت خطرہ تھا اور اس کے گرنے  
سے جنوبی اور مغربی شہانداروں اور انکے پیچے کے  
کٹھرے کے گرنے کا بھی اندیشه تھا -

(۲) صدر نمبر ۱۸ کی مرمت کی گئی - اس  
عمارت کے بھازی بھاری ستون عمدی خط سے  
ھٹ کر خطرناک طور پر مختلف اطراف  
میں جھک گئے تھے - ان ستونوں کو سیدھا  
کرنے مضمبوط بنیادوں پر قائم کر دیا گیا - اور

(۳) صدر نمبر ۴۵ کی پورے طرز سے مرمت کی  
گئی - یہ صدر شکستگی کی آخری منزل

خون برآمد ہو جائیں - اس کھدائی میں عمارت برآمد ہونے کے لحاظ سے امید سے زیادہ کامیابی ہوئی - جو مکانات جنوبی رقبے میں برآمد ہوئی ہیں آنے والے سے اکثر کسی بذریعہ دین چنان پر قائم ہیں، لیکن مشرقی حصہ کی عمارتیں سب سے آخری زمانے کی بذریعہ ہیں اور اس لئے آنکی بذریعہ دین بھی چنان کی سطح سے بہت اور ہیں اور آنکے نیچے اور بہت سے قدیم مکانات کے آثار دبے ہوئے ہیں۔

مشرقی حصہ میں میلہ صرف بالائی عمارت کو آشکار کرنے برقرار رکھتے ہی اور آثار زبردیں کو آیندہ حقیقیں کی کہاں کے لئے چھوڑ دیا ہی - چند مقامات پر جو میں نے کھدائی کروائی دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ زیرین عمارت زیادہ تر خانقاہیں ہیں اور آنکی وضع قطع آن خانقاہوں سے مشابہ ہی جو جنوبی رقبے سے برآمد ہوئی ہیں - اس لئے اگر یہ آثار زیرین کھدا کر برآمد بھی کردا لائے جائیں تو سانچی کی عمارت کے متعلق ہماری معلومات میں کوئی مفید اضافہ نہ کریں گے -

اخیر میں صرف آنے بے شمار قدیم چیزوں (یعنی مسجسون، کتبون، شکستہ عمارتی پتھروں وغیرہ) کی حفاظت و صیانت کا سوال رہ گیا جو عمارت کے قریب چاہیجا کس مدرسی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ الکے واسطے ایک مختصر، مگر ضرورت کے لحاظ میں معقول، عجائب خانہ تعیین ہو رہا ہی جس میں سنگتراشی کے نمونے، کتب، مسجسے، اور شکستہ عمارتی اجزاء قاعدے میں سجا کر انکی ایک مشرح فہرست مرتب کی جائیگی۔ عجائب خانے کے ایک کمرے میں نقشہ، فوتھ اور کتابیں وغیرہ بھی رکھی جائیدادی جو کی مدد سے سیاحوں کو انے بے ذیل آثار کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں سہولت ہو گی (۱)۔

(۱) عجائب خانے کی تعبیراب مکمل ہو چکی ہی اور جو کتب، اور موزایین وغیرہ اس میں رکھی گئی ہیں آنکی مفصل یا تصویر فہرست مترجم هذا لے انگریزی زبان میں شائع کی ہی۔  
(مترجم)

پر پہنچ چکا تھا اور دیکھنے والوں کے لئے ہر  
وقت خطرے کا باعث تھا ۔

ان کاموں کے علاوہ چند اور کام بھی بالخصوص قابل  
ذکر ہیں مثلاً ۔

(۱) آس طویل پشتے کی دیوار کو از سرنو تعویض  
کیا گیا ہو رسمی اور شرقی رقبوں کے درمیان  
رافع ہی ۔

(۲) ستون نمبر ۳ کے گلبد، بالائی چھتری اور  
کٹھروں کو دربارہ بنایا گیا ۔

(۳) منادر نمبر ۱۷، ۳۰، ۳۲ کی مرمت ہوئی  
اور اندر نئی چھتیں ڈالی گئیں ۔

(۴) ستون کلان کے اطراف سے پانی کے اخراج کا  
مناسب انظام کیا گیا اور قدیم شکستہ فرش  
کی تجدید کی گئی ۔

(۵) تمام بدنما نقشیب و فراز درز کلے گئے اور میدان  
کی صفائی اور درستی کے بعد آرائش کے  
خیال سے گھاس نے تختے، خرشنا م درخت  
اور پہلدار بیلیوں لگادی گئیں ۔

کی نوعیت سے نیز آن تدبیر سے جو گذشتہ چند مال میں ان عمارت کی تحقیق و تحفظ کے متعلق اختیار کی گئیں کافی آکاہی حاصل ہر چیز ہی - اب ہم ان عمارت کے تفصیلی حالات بیان کرتے ہیں -

ستوپہ کلان ( نقشہ پلیٹ نمبر ۱ - Plate I. ) کی موجودہ صورت کو یون سمجھئے کہ نصف کروہ کی شکل کا ایک گنبد ( اندا - آنڈ ) ہی جسکی چوڑی پر ایک دوسری کے ادراہ تین چھتریاں قائم ہیں ، نیچے کے حصے میں ستوپے کے چاروں طرف ایک بلند چبوترہ ( میدھی - میڈھی ) ہی جو تدیم زمانے میں طوف کا ( پر دکھنا - پردھنی ) کام دیتا تھا ، چبوترے پر چڑھلے کے لئے جزوی جانب ایک بلند دوہرا زینہ

## [ سلسہ فوت نوٹ صفحہ گذشتہ ]

جو دھاتوبمعنی " آثار " اور گربہ بمعنی " ظرف " سے مل کر بنا ہی - نیچاں میں ستوپے کو چیلتیا کہتے ہیں جو ابتداء میں ، لفظ ستوپہ کی طرح ، منی کے تودے یا نیله ( چلتا ) ہی کے معنی دیتا تھا - لیکن بعد میں ہر قسم کی متبرک عمارت کے لئے استعمال ہوئے لگا -

سانچی کے نواح میں ستوپے کو بھئنا ( بمعنی نیله یا ڈھیر ) اور سائونہ کلان کو " ساس بھوکا بھئنا " کہتے ہیں -

## باب ۳

### ستوپہ کلان (۱)

کذشته باب کے مطالعہ سے ناظرین کو سائیجی کے آثار قدیمہ کی تاریخ اور انکی صنعت اور طرز تعمیر

(۱) ستوپہ کی ابتدا بلا شدہ اُن قدیم قبور سے ہی جو منی کے لیم کروی ٹیلوں کی شکل میں بنائی جاتی تھیں - لیکن پہدہ مذہب کے پیرو ستوپوں کو خود پڑھہ یا بودھ مذہب کے نسی پر زگ شخص کے "آثار" یا تبرکات (یعنی سوتھ لاش کی راکھ، دانست، ہتھی وغیرہ) کی حفاظت کے لئے بنایا کرتے اور بعض صورتوں میں مقدس مقامات کی نشان دھی کے لئے بھی تعمیر کیا کرتے - کسی ستوپ کی بیرونی حالت سے وہ معلوم کرنا ناممکن ہی کہ ارسکے اندر "آثار" محفوظ ہیں یا نہیں بودھ مذہب میں ستوپ کا بنوانا ایسا کارخیر سمجھا جاتا ہی کہ اُسکے انجام دیدہ سے بنوانہ والا منزل نجات کے قریب پہنچ جاتا ہی۔

لفظ توب (بھائی ستوپہ) اصل میں هندوستان کے الگریزون کا بکارا ہوا ہے اور پراکرت زبان کے لفظ تھوب سے مشائق معصوم ہوتا ہے - بہما میں ستوپے کو عموماً پکوڈا اور سیلوں میں چاکر کہتے ہیں - چاکر سدھالی زبان کا مرکب لفظ ہے

ساتھے ہی تعمیر کر رایا تھا، جسامت میں موجودہ ستوپے سے قریباً آدھا اور اینٹ کا بنا ہوا تھا - قریباً ایک صدی بعد اُسکے اوپر پتھر کی چنائی کا غلاف چڑھایا کیا جس سے اُس کا دور بڑھ کر موجودہ جسامت کو پہنچ کیا۔

غلافی چنائی کے ساتھ ہی ستوپے کے اطراف میں کنہرہ بھی قائم کیا گیا لیکن منقش پہاٹک اول صدی قبل مسیح کے نصف ثانی سے پہلے تعمیر نہیں ہوئے (۱)۔

قدیم خشتی ستوپے کی ہیئت و ساخت کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہی کہ جو اینٹیں اُس میں لگی ہوئی تھیں وہ سولہ انچ لمبی، دس انچ چڑھی اور تین انچ موڑی تھیں، یعنی ناپ میں اُن اینٹوں کے ممائل تھیں جو عہد مروریا کی اور عمارت میں پائی جاتی ہیں - علاجہ بڑیں یہ بھی قرین قیاس ہی کہ ستوپہ مذکور قریباً نیم کرّی شدی کا تھا، اُسکے چاروں طرف ایک بلند چبوترہ تھا اور چوتھی پر کنہرہ اور چھوٹی تھی - پہاڑی کی سطح مرتفع سے ملیٹ کی صفائی کے اثناء میں پتھر کی چھوٹی کے چلد تکرے

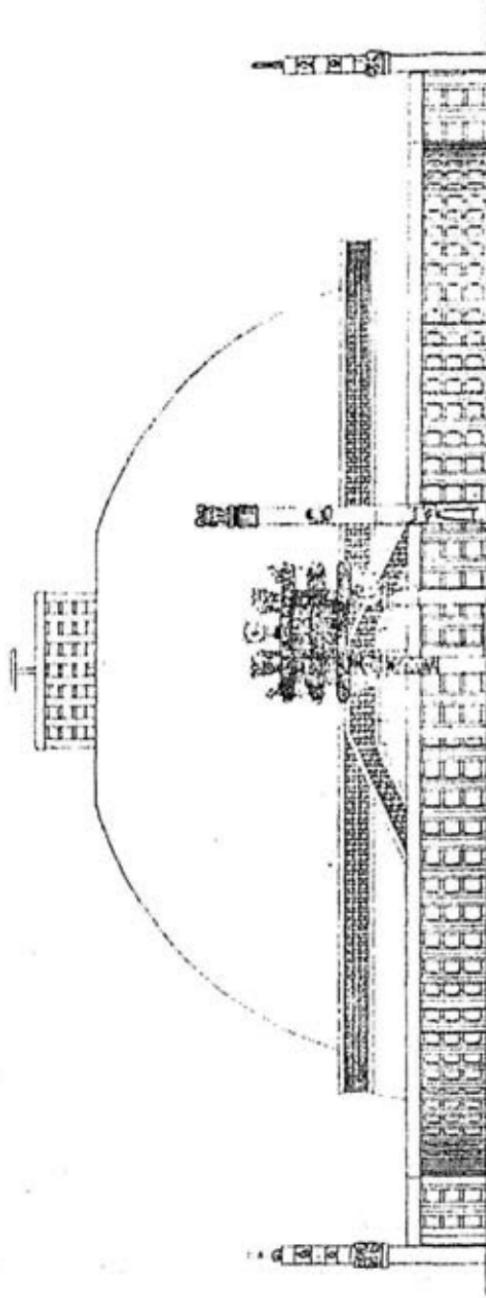
(۱) ستوپہ کلان کی مفصل تاریخ لے لئے دیہو مصنف کا مضمون مندرجہ آرکیالوجیکل سروے رپورٹ بابست سال ۱۹۱۳ء صفحات ۲ تا ۹۔

( سرپاں - سوپاں ) ہی ، ستونے کے گرد سطح زمین کے  
ہر ایک اور طوفان گاہ ہی جسکے گرد ایک بھاری  
کٹھرہ ( بیدکا - بیدکا ) لگا ہوا ہی ، اس کٹھرے کی  
وضع بالکل سادہ ہی اور اسپر کسی قسم کا آرالشی  
کام نہیں ہی ، نیچے والے پرد کھنڈ میں داخل ہرنے کے  
لئے چاروں طرف چار دروازے ہیں جو گربا کٹھرے کو  
چار مساري حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ، ہر دروازے  
کے سامنے ایک بڑا پھائٹ ( تورنا - تورنا ) ہی  
جس کے اندر وہی اور بیرونی دونوں رُخون پر نہادت  
دل کھمل کر ملبست کاری کی گئی ہی ۔

اب تک عام طور پر یہ خیال تھا کہ ستونے کلائی  
کی موجودہ عمارت راجہ اشوك کے زمانے کی بنی  
ہری اور اس لاد کی ہم عصر ہی جو جذری پھائٹ  
کے قریب استادہ ہی - اسکے علاوہ یہ بھی خیال کیا  
جاتا تھا کہ فرشی کٹھرہ قریب قریب ستونے کے ساتھ ہی  
بنا تھا اور منقش پھائٹ درسری صدی قبل مسیح  
کے درجن میں بنائے گئے تھے ۔

عہد اشوك کا خشتی ۔ یہ قیاسات اب غلط ثابت ہرچکے ہیں اور حقیقت  
ستونے  
یہ ہی کہ اصلی ستونے ، جو راجہ اشوك نے لاد کے

PLATE II.



ELEVATION OF GREAT STUPA FROM SOUTH (RESTORED).

برآمد ہوئے ہیں جو غالباً قدیم ستون پر کی چھتری ہی  
کے حصے ہیں۔ ان ٹکڑوں کے زیرین رخ پر نہایت نفیس  
ابوران دھاریاں بلی ہوئی ہیں جو عام چھتریوں کی تیلیوں  
سے مشابہ ہیں اور عہد موریا کی سلگتراشی کی  
اس لطیف روپی ذیروں اصابت اور حسن ساخت کو  
یاد دلاتی ہیں جس سے بہتر کام آج تک کسی اور  
ملک کی سلگتراشی میں نہیں ہوا۔

سلگی روکار کا  
اضافہ - سنه ۱۵۰  
تاسنہ ۱۰۰ قبل  
مسیح

سلگی روکار کے اضافہ کے بعد ستون پر کا قطر  
ایک سو بیس فیٹ سے کچھ زیادہ اور بلندی چون فیٹ  
کے قریب ہو گئی (۱) روکار کی چنانی جس طریقے  
سے عمل میں آئی وہ بہت سیدھا سادہ تھا یعنی  
خشتشی ستون پر کے گرد کچھ جگہ خالی چھوڑ کر ایک  
گول دیوار چن دی گئی اور دران تعییر میں  
چون چون دیوار ارنجی ہوتی گئی، ستون پر اور دیوار کے  
درمیانی خلا میں بھاری بھاری نازراشیدہ پتھروں کی  
بھراہی کرتے گئے۔ ہم آجے چل کر بیان کریں گے کہ بعض  
یہی تدبیر مندر نمبر ۴ کی توسعی میں بھی اختیار

(۱) ستون کی توسعی کے لئے اوسکے گرد چنانی کا ایک با زیادہ  
غلاف چڑھانے کو پالی زبان میں (چھا<sup>ڈ</sup> چھا<sup>ڈ</sup>) کہتے ہیں۔

کی گئی جسکے رکار کی چنانی قریب قریب اسی زمانے میں عمل میں آئی ۔

بعض مصنفین نے ستوپہ کلان کے متعلق لکھا ہی کہ ”ایک بلند چوتھے کے ارپن نیم آڑی گنبد بنا ہوا ہی ہی“ ۔ اس بیان سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہی کہ شاید چوتھے پلے تعمیر ہوا اور بعد میں پلے گنبد ارپن گنبد بنایا گیا، حالانکہ حقیقت میں پلے گنبد تعمیر ہوا جسکے پہلو سطح زمین سے ملمہ ہوئے ہیں اور اطراف کا چوتھہ بعد میں بنا اور درجنون کی چنانی کو باہم دصل نہیں کیا گیا۔ گنبد اور چوتھے کی اس پتھر کی چنانی پر کچھ کی خرب مرتبی اپائی کر کے بعد میں آپر عمده باریک چولے کی استر کاری کردی گئی ۔ ممکن ہی کہ استر کاری کے ارپن چولے کے کام کی کارشاخی کھونتیاں بنا ارآن میں پہلوں کے ہار اور کچھرے آریزان کئے گئے ہر ان اور خرد صورتی کے لئے چاپجا سنہرے اور دوسرے رنگوں سے رنگ آمیزی بھی کی، گئی ہو۔ کچھ کی لپائی کا اکثر حصہ گنبد کے تین جانب ابتدک موجود ہی لیکن جب کپتان جانس نے سنہ ۱۸۲۲ع میں ستپے میں شکاف دیا تو چوتھی جانب یعنی جنوب مغربی حصہ کا پلستر ضائع ہو گیا ۔



قائم کی جاتی تھی مگر ستوپہ کلان کا ہرمیکا پتھر کا ایک بہت رُنگی صندوق تھا جس میں "آثار" مقتدر کے محفوظ تھے۔ اس صندوق کے تھلکے کا قطار پانچ فیک سات انچ اور ارتفاع ایک فٹ آئے انہیں ہی۔

بالائی کٹھرے اور چھترے کے بعد ستوپے کے گرد وہ رُنگی کٹھرے (ویدیکا - ویدیکا) لگایا گیا جسکو امتیاز کے لئے ہم زیرین یا فرشی کٹھرہ کہیں گے۔ منقش پہاڑوں اور دیگر کٹھروں کی مانند اس کٹھرے کے مختلف اجزاء، یعنی ستون (۱)، پتھریاں (۲) اور ملندیوں (۳)، بھی مختلف اشخاص نے بطور نذر پیش کئے تھے جن کے نام قدیم براہمی رسم خط میں ابتدک کٹھرے پر کندا ہیں۔

اس لحاظ سے کہ کٹھرے کی ساخت میں بہت سے اشخاص کی شرکت تھی، اسکے آغاز اور اختتام کے درمیان ضرور چند عشرات کا زمانہ گذرا ہوا فرگسن

(۱) توبہ - ۸ۮ

(۲) سوچی - ۸۴  
چھیخا - ۸۵

(۳) آشليشا - ۸۶

ہرمیدی کنہرہ اور  
بالاکی چھتری

روکار کی چنانی کے بعد جب ستونہ طیار ہر کیا  
تو اسکے اوپر حسب دستور سنگی کنہرہ اور چھتر قائم  
کئے گئے۔ اس کنہرے اور چھتر کے بہت سے تترے  
کھدائی میں دستیاب ہوئے ہیں اور رہ عذریب اپلی  
اصلی جگہ پر قائم کردیے چالیلگہ (۱) - عام وضع قطع  
کے لحاظ سے یہ کنہرہ اور چھتر، ستونہ نمبر ۳ کے کنہرے  
اور چھتر کے مماثل ہیں جو حال ہی میں دربارہ  
نصب ہوئے ہیں، لیکن پیمائش میں موصول الذکر سے  
بہت بڑے ہیں - چھتری کی ڈنڈی عموماً ایک  
مختصر سے چبوترے (ہرمیدا - هرمسکا - ۲) پر

(۱) اس کنہرے کے ۱۷ ستون، ۴۸ پلٹویاں، اور ۱۱  
منڈیر کے پتھر مختلف جگہوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ کنہرے کا  
سطحی نقشہ مریع تھا، ہر یہاں میں آنہ ستون تین اور ستونوں کا  
نیچے کا ۲۶ فیٹ کا حصہ ستارے کی چنانی میں کٹا ہوا تھا۔ فرشی  
کنہرے کی طرح اس کنہرے کی ساختم میں بھی چوبی طرز  
تعییر کا انر نمایاں ہی۔ [اب اس کنہرے کے پرانے اجرا کے  
ساتھ جدید اضافہ کرنے کنہرے کو اسکی اصلی جگہ پر دربارہ  
نصب کر دیا گیا ہی اور اسکے بیچ میں پتھر کی تین چھتریاں  
ایک درسریکی اوپر قائم کر دی گئی ہیں۔ جس سے ستونہ نہایت  
شاندار اور مکمل معلوم ہوتا ہی۔ مترجم]

(۲) ہرمیدا لفظ ہرمیدا (بعنی اثاري) کا اسم مصغر ہی  
اور اصطلاح میں اوس چبوترے کے لئے مستعمل ہوا ہی جو ستارے  
کے اوپر چھتری کی ڈنڈی (چھتری یعنی - چھتری) قائم کرنے کے  
لئے بنایا جاتا ہی۔

قدیم برآہمی رسم خط میں اس کنہرے پر جا بجا کندا ہیں، دو دلچسپ کتبہ عہد گپتا کے بھی موجود ہیں۔ ان میں جو زیادہ قدیم ہی وہ مشرقی پہائیکے چنوب کو ستون کی دوسری قطار میں بالائی پتّری کے بیرونی رخ پر کندا ہی اور سنہ ۹۳ گپتائی (مطابق سنہ ۴۱۲ عیسیٰ) کا تحریر شدہ ہی۔ اس کا ذکر ہم پہلے بھی صفحہ ۴۵ پر چند رکب ثانی کی فتح مالوا کے ضمن میں کروچکے ہیں۔ دوسرا کتبہ مذکورہ بالا کتبہ کے قریب ہی ستون کی چوتھی قطار میں بالائی پتّری کے بیرونی رخ پر کھدا ہوا ہی۔ یہ سنہ ۱۳۱ گپتائی (مطابق ۴۸۰ - ۴۹۱ عیسیٰ) کا ہی اور اس میں لکھا ہی کہ ”ہرس دامنی نام ایک آپاسکا (�پاسیکا)“ یعنی دنیادار معتقد نے خانقاہ کا کناد بوٹ کی آریاشنها (پاکیزہ مذہبی جماعت) کو ”جواهر خانہ“ میں اور اس مقام پر جہاں چار بُدهوں کی موتیں رکھی ہیں، (یعنی ستوپے کے پرد کھلا یا طواف گاہ زیرین میں) ”رشنی کرنے اور روزانہ بردہ مذہب کے ایک تارک الدنیا فقیر (بھکشو ہمیشہ) کو کھانا کھلانے کے لئے دیجھے رقمیں عطا کیں“۔

(Fergusson) صاحب نے اس زمانے کا اندازہ "ایک صدی یا اس سے بھی کچھ زیادہ" کیا ہی، لیکن یہ اندازہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ دنیشا میں، جو اُس وقت بہت بڑا شہر تھا، بونڈ مذہب کے پیغمبرین کی بکثرت آمد رفت ہوگی اور رہان سے جاتری ان متبرک عمارت کی زیارت کو آتے ہوں گے۔ لہذا یہ قیاس قریبی عقل معلوم ہوتا ہے کہ کٹھراہ مذکور فرگسون صاحب کی تخمینی مدت نصف ہی عرصے میں طیا ہو کیا ہو۔

یہ کٹھراہ سراسر پتھر کا بننا ہوا ہی لیکن اسکا نقشہ صبیحاً چوبی المہرے سے نقل کیا گیا ہی، اور یہ بات قابل غور ہی کہ منکیر کے پتھرین کے چور بھائے سیدھے تراشنے کے ترپھے کائے گئے ہیں جو لکڑی کی تراش کی خصوصیت ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ جس زمانے میں یہ المہرہ قائم کیا گیا، اسوقت ہندوستان کی عمارتیں زیادہ تر لکڑی ہی کی ہوا کرتی، تھیں، اور یہی وجہ ہی کہ اسوقت کی تمام سنگی عمارتیں میں چوبی طرز تعمیر کا اثر پایا جاتا ہی۔

مہد گپتا کے تکمیل بہت سے مختصر "نذری" کتبون کے علاوہ، جو

نیچے زمین میں قائم کئے گئے ہیں - علاوه ازین آنکے تین رُخون پر منبٹ کاری کا فہادت پر تکلف کام ہی - باقی ستونوں کو حاشیہ کے پتھروں میں چڑاؤں کے ذریعے سے جما کر قائم کیا گیا ہی اور آنکے بیرونی رخ پر پورے یا نصف گرل تمغروں ( پری چکرزوں - پارچکاٹھے ) کی شکل کی منبٹ کاری ہی جن میں کذول یا دوسري یا اقسام کے پھولوں یا چانزوں کی تصویریں بلی ہوئی ہیں - انکے اندر رونی رخ بالدل سادہ ہیں ، صرف بالائی اور زبریں حصوں میں نصف دائروں کی شکلیں بنائی گئی ہیں مگر دائروں میں کسی قسم کی منبٹ کاری نہیں ہی ( ۱ ) -

( ۱ ) اسوقت تک اس کٹھرے کے ۷۳۰ نکرے دستیاب ہوئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہی :-  
 ( الف ) زندہ اور چاہدے کے کٹھرے کے نکرے :-

۲۱	.	.	.	حاشیے کے پتھر
۴۵	.	.	.	ستون
۳۸	.	.	.	پتوپان
۱۳	.	.	.	منڈیر کے پتھر
( ب ) چھوٹرے کے کٹھرے کے اجزاء :-				
۳۷	.	.	.	حاشیے کے پتھر
۲۴۰	.	.	.	ستون
۱۹۹	.	.	.	پتوپان
۱۳۷	.	.	.	منڈیر کے پتھر
[ انگریزی رہنمی کے شائع ہوئی بعد یہ دوں گھنٹے اضافہ جدید کے ساتھ اپنی اصلی چکہ پر قائم کردی گئی ہیں - مترجم ]				

کنہرے کے اندر طواف گاہ میں پتھر کی بڑی بڑی سلوں کا فرش ہی چنہر آن اشخاص کے نام کندہ ہیں جنکی طرف سے یہ سلیں مٹتی یا نذرانے کے طور پر بچھالی کئی تھیں۔ اس طواف گاہ میں اور نیز اس چبوترے پر جو ستونپے کے گنبد کے گرد بنا ہرا ہی بودھ مذہب کے تارک الدنیا دردیش اور دنیادار معتقد چکر لگاتے تھے اور طواف کے وقت ستونپے اور ہمیشہ اپنے دالین جانب رکھتے تھے (۱)۔

ستونپے کبی عمارت میں تیسرا اضانہ اُس کنہرے کی صورت میں ہرا ہو چبوترے کے گرد اور زینے کے پہلوؤں میں بنایا کیا۔ یہ کڈھرہ فرشی کنہرے کی نسبت چھوٹا ہی لیکن اسکی سلحفہ بہت نفیس ہی اور اسکے ستونوں پر سلگتھاشی کا کام بھی آرائش کے لئے کیا گیا ہی۔ سیڑھوں کے نیچے کے سروں پر شروع کے در ستون اور ستونوں کی نسبت زیادہ لمبے ہیں کیونکہ مضبوطی کی خاطر آنکے زینوں حصہ حاشیے کے پتھرzn میں سے نکال کر طواف گاہ کے فرش سے بھی کسی قدر

بودھ کھدا یا  
طواف گاہ زبرد

(۱) اهل بودھ عموماً ستونی یا کسی متبرک عمارت کے گرد تین بار طواف کرنے ہیں، لیکن بعض دفعہ سات، چودہ، یا زیادہ بہاں تک کہ ۱۰۸ مرتبہ طواف کرنے کی بھی منت مانی ہیں۔

کی تعمیر کے درمیان غالباً تیس چالیس سال سے زیادہ رفہ نہ گذرا ہوا، کیونکہ مغربی پھائٹک کا دایاں ستون اور جنوبی پھائٹک کا درمیانی شہتیر درنوں بظاہر ایک ہی شخص آیا چوتھے کے شاگرد بالامتناہ کے بدرائے ہوئے ہیں \*

یہ چاروں پھائٹک ایک ہی وضع کے ہیں اور اگرچہ سراسر پتھر کے بلے ہوئے ہیں مگر انکی ساخت میں

[ فوٹ نوٹ بہ سلسلہ صفحہ گذشتہ ]

شہروں کے دروازوں کے سامنے گھوٹک کی دیوار ہوتی ہی - اس طرح ان دروازوں میں سامنے سے داخل نہیں ہو سکتے تب بلکہ ایک پہلو سے آنا پوتا تھا - لیکن جب پھائکوں کی تعمیر کی نوبت آگئی تو ان کو اس طرح کٹھرے کے ایک جانب بنا دینا مناسب نہ سمجھا کہ تین تین ستون اور قائم کر کے کٹھرے کو باہر کی طرف بڑھا لیا گیا اور پہلے دروازوں سے زاویہ قائمہ بنتا ہوا ایک ایک اور دروازہ بنایا گیا - ان نئے ستونوں کو بغور دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شمالی اور جنوبی دروازوں کی تعمیر کے وقٹ کٹھرے کے چو حصہ بڑھا گئے وہ ہربات میں قدیم کٹھرے سے مشابہ ہیں یعنی ستونوں کا طول و عرض اور انکی تراش خراش بجنگہ قدیم ستونوں کی سی ہی - برخلاف اسکے کٹھرے کے وہ حصے جو شرقی اور غربی دروازوں کے قریب ہیں انکی بندش اور ساخت میں زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیا گیا - بلکہ ستونوں کا ارتفاع بھی قدیم ستونوں سے کچھ کم ہی اور آنکے پہلو بھی کسی قدر مقعر ترش ہوئے ہیں ۔

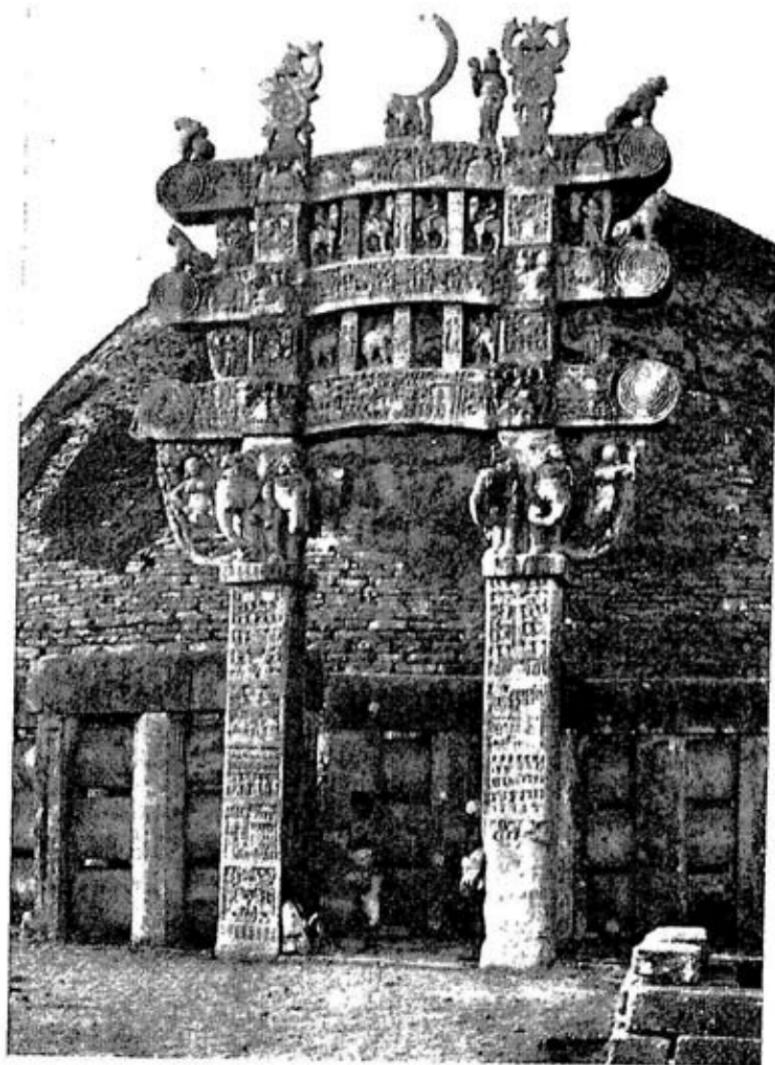
## باب ۱۶

### ستویہ کلان کے پھائک وغیرہ

پھائکوں کی تاریخی ترقیب اور کیفیت ستویہ کلان کی عمارت پر آخری اضافہ، جس نے اسکی شان و شوکت میں اور چار چاند لگا دئے ان چار منقش پھائکوں (ترننا - توران) کی شکل میں ہوا جو چھات اربعہ میں فرشی کٹھرے کے چاروں دروازوں کے سامنے قائم ہیں اور اسکی چاروں قرسوں کو ایک دوسرا سے ملاتے ہیں - ان پھائکوں کی پرتكلف آرائش ستوپے کی عمارت کی سادگی اور سنتیگی کے مقابلے میں عجب بہار دکھاتی ہی - ان میں سب سے سطح چڑی پھائک بنایا گیا تھا جو زینے کے سامنے ہی، اسکے بعد علی الترتیب شمالی، مشرقی اور مغربی پھائک تعمیر ہوئے جنکے تقدم و تاثر کا ثبوت ان کی منبت کاری کی شان اور نیز فرشی کٹھرے کے ان حصوں کی طرز ساخت سے ملتا ہی جو پھائکوں کی تعمیر کے وقت اضافہ کئے گئے تھے (۱) لیکن چڑی اور مغربی پھائکوں

(۱) فرشی کٹھرے کی بناء کے وقت اسکے چاروں دروازوں کے سامنے کٹھرے کا ایک ایک ضماع بوجاہر پردا سا بنا دیا گیا تھا جیسے

PLATE III.



NORTH GATEWAY OF GREAT STUPA.

چوبی طرز کا زیادہ تتبع کیا گیا ہی - تعجب تریہ ہی کہ یہ پھاٹک هرچند کہ سنگی تعمیر کے اصل کے خلاف بنائے گئے ہیں تاہم قریباً دو ہزار سال گذرنے کے بعد اب تک نہایت اچھی حالت میں قائم ہیں - انہیں شمالی پھاٹک کی حالت نسبت سب سے بہتر ہی (دیکھو نقشہ پلیٹ ۳ - Plate III) اور اس کا بیشتر آرالشی کام اور مورتین "حفوظ ہیں جن سے پھاٹکوں کبی قدیم شان کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی -

ہر پھاٹک میں درجنون جانب درمربع ستون ہیں جنکے اوپر سرستون یا تاج ہیں ، تاجوں پر (اوپر نیچے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے) تین شہتیر ہیں جنکے سرروں پر صراغوں نما چکر منبت ہیں ، تاجوں کے اوپر عمودی خط میں درجنون طرف در در مربع تھریان شہقیدوں کو ایک درسوے سے جدا کرتی ہیں ، مربع تھریوں اور شہقیدوں کے بیچ میں پھر تین تین پتلے کوہمبے ہیں اور درمیانی خلا میں پتھر کی مختلف مورتیں بنی ہوئی ہیں ، آرالش کے لئے تاجوں پر پست قامت انسانوں (بوئون) ہاتھوں اور (۱) شیروں کے (چار چار) مجسمہ بنے ہیں جنکو

(۱) جنوبی دروازے کے شیر غالباً ستون اشرف کے شیروں کی نقل ہیں - ان کے هر پنجے میں پانچ پانچ ناخن قابل ملاحظہ ہیں

جمشیدی (Persepolitan) شیرون کی طرح پینٹھ سے پینٹھ ملا کر کھترے ہوئے دکھایا ہی، سب سے نیچے والے شہتیر کے نکلے ہوئے سرور کو سنہالنے کے لئے ستزون کے بالائی حصے سے زنانہ مورثین آتی بریکٹ کے طور پر بندی ہوئی ہیں جذکی وضع قطع نہایت دلاریز اور خوشناہی اگرچہ روز سنہالنے کے لئے، چوانکی ساخت کی اصل غرض ہی، یہ زیادہ موزون نہیں ہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے یہ پیکر غالباً یکشنیون (Yekshun) یا پریون کے ہیں۔ جملے ذمہ حفاظت کی خدمت سپرد تھی۔ اس خیال کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہی کہ د مذہبی ریاست کے مطابق آم کی شاخرون میں باہیں قالی ہوئے کھتی ہیں (۱)۔ اسی وضع کی چھوٹی چھوٹی پریاس شہتیرنکے بالائی رخ پر بھی نصب ہیں جملے درزون جاذب شہتیرون کے سرور کے پاس تو شیر یا ہاتھی بنے ہوئے ہیں اور درمیالی حصوں میں اسپ سوار، پیل سوار اور بے پر یا پردار شیر ہیں۔ ان گھوڑوں اور سواروں اور نیز مذکورہ بالا پریون میں سے ایک میں

(۱) دی۔ اے۔ سمٹھ صاحب نے "ہسٹری آف انڈیا آرت" میں صفحہ ۳۸۰ پر ان تصاویر کے مغربی الامل ہوئے پر بحث کی ہی



(۱) اسکی تاریخی زندگی کے حالات اور بودھ مذہب کی زندگی کے اہم واقعات کے کہائے گئے ہیں - علاوہ بڑی ان تصویروں میں بہت سے متبرک درخست اور ستوپے جن سے گوتਮ یا آس سے پیشتر کے بدھہ

(۱) تناسی کا خیال هندوستان میں قدیم زمانے سے چلا آتا ہے اور بودھ مذہب کی تاریخ پر اس عقیدے کا بہت اثر پڑا ہے - اہل بودھ کے عقائد کے مطابق، گوتم بدھہ دنیا میں راجہ شدھرden کے محل میں پیدا ہوئے سے قبل مختلف ہیلتوں میں (یعنی بسوروں دیوتا، انسان اور حیوان) جنم لے چکا تھا - ان پیدائشون کے پانصہ پیاس (۵۰) قصی جاتکا کتابوں میں درج ہیں جو پالی زبان میں لکھی ہوئی ہیں - ہر قصی کے شروع میں ایک مختصر سی تمہید ہے جس میں بدھہ کی زندگی کے آن خاص واقعات کا ذکر ہے جو اس قصی کے بیان کرنے کا باعث ہوئے اخیر میں بدھہ آن تمام افراد کے نام بتانا ہی جنہوں نے قصی میں نمایاں حصہ لیا ہی - ہر قصی میں نتیجے کو راضی کرنے کے لئے کچھ اشعار بھی ہوتے ہیں جو گوتما خود گوتم بدھہ لے (اینی تاریخی زندگی یا کسی گذشتہ چشم میں جیکہ وہ بودھی ستوا تھا) پڑھتے یہ کتب جاتکا کہانیوں کا ختم نہ ہوتے والا خزانہ ہیں جو قدیم هندوستان کے تمدن، رسم، اور مقاید دریافت کرنے کے لئے نہایت دلچسپ اور کار آمد ہیں - یقینی طور پر وہ کہنا ممکن نہیں ہی کہ ان قصروں نے اپنی موجودہ شکل اور ترتیب کس وقت اختیار کی، لیکن هندوستان کی قدیم ترین تصویروں میں اتنی بعض جزئیات کی موجودگی سے ثابت ہوتا ہی کہ درستی صدی قبل مسیح میں یہ قصی زبان زد خلائق تھے

یہہ عجیب بات پالی جاتی ہی کہ ان سب کے در در چھرے ہیں تا کہ وہ جینس (۱) کی طرح داروں جانب دیکھ سکیں - سب سے اپر رلے شہتیر پر بردہ مذہب کے خاص امتیازی نشانات ہیں یعنی وسط میں دھرم چکر (۲) ہاتھیوں یا شیروں پر قائم ہی اور اسکے دروں طرف ایک ایک محافظ یدشا ہاتھ میں چوری لئے کھڑا ہی - محافظوں کے دائیں اور بالیں جانب ترشوں یا تربی رتن بننا ہوا ہی جو بودہ مذہب کی تبلیغ یعنی بدھ، دھرم (قانون)، اور سنگھا (مذہبی برادری) کی علامت ہی - ان خاص نشانوں اور تصویروں کے علاوہ یہاںکوں کے ستون اور تمام بالائی حصے سنگتراشی کے خوبصورت ابھرائی نقش سے سراسر لسم ہوئے ہیں ' چنمیں بدهہ کی سابقہ زندگی کے قصص (جائگ) -

- (۱) جینس (Janus) شہر روما کی ایک عبادت گاہ کا نام ہی جو لوگوی کے زمانے میں دارالامان سمجھوئی جاتی تھی - اس عبادت گاہ میں جینس نام ایک بستہ تھا جسکے دو چہرے تھے - بعض محققین کی رائے ہی کہ جینس سے حضرت نوحؐ (اور آنکی اولاد) مراہ ہیں جو طوفان سے قبل اور بعد کی دنیا کو اپنے دوں چہروں سے دیکھ رہے ہیں - انگریزی مہملہ جنری کا نام اسی بستے نام پر رکھا گیا ہی - (متترجم)
- (۲) دھرم چکر کی تشریح کے لئے دیکھو صفحہ ۹۳ آئندہ

سے جس کے نتیجے اسکر معرفت حاصل ہوئی تھی - لیکن شکر ہی کہ ستوپہ بھرہوت (۱) کے کمھرے پر جو منہب کاری ہی اسمیں اس قسم کے اشکال و مناظر کے نام و عنوان وضاحت سے درج ہیں اور انکی امداد سے، نیز موسیرو فرشے (۲) کی فاضلانہ تصویریں کی مدد سے، سانچی کے اکثر مرتقعن کی تعبیر ایسی صاف طور سے ہو گئی ہی کہ اب شک و شبہ کی کل جاہلش مطلقاً نہیں رہی - اور غالباً بہت زمانہ نہ کذرنے پالیگا کہ باقی تصویریں کے مفہوم بھی ریسے ہی صاف ہرجائیں گے -

ایسی تصویریں جو پھاتکوں کی سینکڑاشی میں چو منظر دکھائے گئے ہیں وہ کم و بیش پر تکلف اور ایک درسی سے بہت مختلف ہیں - ان کا حال مجھے فردآ فردآ بالتفصیل لکھنا پڑیگا - لیکن ساتھ ہی بہت سے سیدھے سادے (۱) دیکھو کلکٹھم صاحب کی کتاب " دی ستوپہ آف بھرہوت " (The Stupa of Bharhut)

(۲) دیکھو دیباچہ کتاب هذا - موسیرو فوشہ (M. Fouche) نے ایک طویل اور نہایت قابل قدر مضمون اس تصاویر کے علم الاصنام کے متعلق تدویر کر کے ازراہ کرم مصنف کو عنایت فرمایا تھا اور مناظر کی جو تعبیر آگئی چل کر بتائی جائیگی وہ زیادہ تو اسی مضمون کی مدد سے حاصل ہوئی ہی -

مراد ہیں، پرواز کرتے ہوئے گندھرب (۱) ( جو شہنشہوروں کے سرور سے کریا آڑا ہی چاہتے ہیں )، اصلی اور خیالی چرلند و پرنڈ، اور انواع و اقسام کے پہول پتے، متهیار، اور شاہی یا ارمائی نشان بھی نظر آتے ہیں، جن سے اس زمانے کے اہل کمال کے تخیل کا زر اور بوقلمونی نمایاں ہی۔

کتب  
کثیرے کے کتبورن کی طرح ان عقیدتمند اشخاص یا منڈلیوں کے نام تعریر ہیں، جنہوں نے انکی تعمیر میں حصہ لیا ہی لیکن بد قسمتی سے اشکال و مناظر کے متعلق جو پہاڑوں پر کنده ہیں ان کتبورن سے ہمیں ذرا بھی مدد نہیں ملتی اور انکی تعبیر اسوجہ سے اور بھی مشکل ہی کہ ہندی صنعت کے تدبیم نہرزوں میں بددہ کر اُسکی جسمانی تصویر کی بجائے عمرماً کسی خاص ملامت سے ظاہر کیا گیا ہی مثلاً اُسلے نشان قدم سے، یا اس چوکی سے جسپر وہ بیٹھا کرتا، یا اُس متبرک درخنس

(۱) گندھرب (گندھر) - ابتداء میں راجہ اندھر کے گریئے تھے لیکن جب اندھر دیوتا نے بددہ کی برتاری مان کر اُسکی خدمت گذاری اور پرستش اختیار کر لی تو وہ بھی بددہ کو پوچھنے لگے - پالی زبان میں گندھرب کو گندھب (گندھم) کہتے ہیں

رضع میں (یعنی آلتی پالتی مارے) بیٹھی ہوئی  
نظر آتی ہیں، بعض جگہ مایا کے درون طرف در ناگ  
ہیں جو یہاں ہاتھیوں کی شکل میں (دکھائے گئے  
ہیں - انہوں نے بودھ مذہب کی کتب متبرکہ کے  
مطابق نورانیہ بچے کو غسل دیا تھا مگر یہاں وہ خود)  
مایا (۱) پر پانی ڈالتے ہوئے دکھائے گئے ہیں، اور بعض  
جگہ مایا کھڑی ہیں اور بچہ پیدا ہرنیکو ہی - یہ  
آخری رضع اہل بودھ کی کتابوں کے بیانات سے  
زیادہ مطابقت رکھتی ہی اور زمانہ مابعد کے قندھاری  
صناعوں نے اس راقعہ کی تصاویر میں صرف اتنا ہی  
اضافہ کیا ہی کہ بچے کو مایا کے دائیں پہلو سے  
نکلتا ہوا دکھا دیا ہی - ابتدائی صنعت میں یہ جدت  
ممکن نہ تھی، کیونکہ بدهہ کر کبھی جسمانی شکل  
میں نہیں دکھایا جاتا تھا۔

(۱) ان مرقعوں میں مایا کی جو تصویر بنائی گئی ہی  
اسکو انثر لکشمی یا سانچھی (دولت کی دیوبی) سمیجا کیا ہی -  
موسیو فوش پبل شخص ہیں جنہوں نے یہ معلوم کیا کہ اگرچہ  
لکشمی کو بھی اسی وضع میں دکھایا جاتا ہی مگر سانچھی  
میں اس قسم کی تصاویر سے مایا ہی مراد ہیں -

آرائشی نمرے اور خاص خاص نشان یا تصویریں ایسی  
بھی ہیں جو متعدد مقامات پر کنڈہ کی گئی ہیں -  
ان کا بار بار ذکر کرنا مخفف تضییع اوقات ہو گا - یہ نقش  
چار قسموں میں تقسیم ہو سکتے ہیں اور اب ہم انکا سلسلہ، اور  
بیان کرتے ہیں : -

پہلی قسم میں وہ تصاویر داخل ہیں جو بدهہ کی زندگی کے چار اہم واقعات میں سے کوئی ایسا کی راہت، حصول  
زندگی کے چار اہم راہات، یعنی اُسکی راہت، معرفت،  
معروف، رعظ اول اور رفاقت سے تعلق رکھتی ہیں - یہ  
تصویریں زیادہ تر مربع تھریوں اور آن پتلے پتلے ستزوں پر  
کنڈہ ہیں جو شہنشہوں کے مایین نصب ہیں

پیدائیش : — هندوستان میں خلاف عادت پیدائش  
کا نشان کلول کا پہول ہی، چنانچہ سانچی کے  
پہانچوں پر بھی یہ نشان ایسی ہر لمح میں موجود ہی  
جس میں بدهہ کی پیدائش کا منظر دکھایا کیا ہی۔  
بعض الواح میں تصرف گلداں (بھدر کھڑا - મદ્રાષ્ટ્ર)  
میں کنول کے پہول رکھ کر آن سے ولادت کے واقعہ  
کا اظہار کیا گیا ہی، بعض میں بدهہ کی ولادت  
مایا رانی ایک شگفتہ پہول کے ادیر هندوستانی

غول کے غول حیوانات یا ناکا قوم کے معتقدین پرستش  
میں مصروف ہیں ۔

وعظ اول :— حصرل عرفان کے بعد پہلا رعظ جو  
بدھ نے بنارس کے قریب سارناٹھ کے مریضار آہر  
(سلسکرت، مرگدار، صگداخ) میں کہا، برہ مذہب  
کی اصطلاح میں اُسکا نام دھرم چکر پرورتن (یعنی  
مذہبی قانون کے پہنچ کر پہونا) رکھا گیا۔ اس نام کی  
رعایت سے سلکتراشون کی اصطلاح میں ”چکر“ یا پہنچا  
وعظ اول کا خاص نہشان قرار پایا۔ سانچی میں یہ  
پہنچا کبھی تخت پر اور کبھی ستون کے اوپر دکھایا  
گیا ہی (۱)۔ ستونوں پر چکر بنانے کا خیال یقیناً  
اشوٹ کے اُس شیر والے ستون کر دیکھئے کے بعد پیدا ہوا  
ہرگا جو شہنشاہ مذکور نے بنارس کے قریب سارناٹھ کے  
مریضار میں نصب کیا تھا (۲) ۔

- (۱) بعض ستونوں پر صرف شیر کی صورت ہی اور پہنچا نہیں  
ہی۔ ان سے بھی غالباً وعظ اول کا اظہار مقصد ہی  
(۲) اس ستون کے اوپر والے شیر کی صورت اب سارناٹھ کے  
عجائب خالی میں (اُسی ہوئی ہی)

**معروفت:** — بدهہ کی سمجھو دھی (سماں وہی) یا معرفت کامل کرو، جو اسکو بودھہ کیا کے مشہور درخت کے نیچے حاصل ہرئی تھی، پیپل کے درخت (سنہکرت - آش رتھ - آشٹھ) کے نیچے تخمس بچھا کر ظاہر کیا ہی۔ بعض جگہ صرف درخت میں ہی (۱) دکھایا کیا ہی مگر راقعہ کی عظمت کے لحاظ سے اسپر چڑر اور طرے الکاری ہیں۔ بعض الواح میں، جہاں صنعت میں تخیل کا زرر ہی، درخت کے علاوہ پرستش کرنے والے یا جاتری بھی دکھائی ہیں جو یا تو چڑھارے لا رہے ہیں یا پرستش کی حالت میں ہیں۔ بعض تصاویر میں تخیل کا زرر اور بھی زیادہ نمایاں ہی، ان میں مارا اپنے شیاطین کی فوج لئے کھڑا ہی یا

(۱) سانچی کی منبسوں کاری میں درخت کا نشان واقعہ حصول معرفت کے علاوہ، بدهہ کی زندگی کے دیگر واقعہات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہی۔ علاوہ ازین سات بدهوں کو خامن خاص درخت بنانا کر دکھایا ہی۔ یہ درخت پہانچوں کی تصویروں میں جا بجا کندا ہیں اور فرگسون صاحب نے غلطی سے ان کو ”درخت کی پرستش“ کی دلیل خیال کیا۔ (دیہو فرگسون صاحب کی کتاب ”تُری اینڈ سرپلٹ ورشپ (Tree and Serpent Worship)

ہی، جنوبی دروازے پر کعبہ اندرن (۱) کے سردار  
بیر و ڈھک (۲) کا مجسمہ ہی، اور مغربی اور مشرقی  
پھالکوں پر علی الترتیب نائروں (۳) کے راجه و بیر پاکش (۴)  
اور گندھرلوں کے بادشاہ دھرت راشٹر (۵) کی تصویریں  
ہیں۔ یکشاہوں کی چہری چہری مورتیں پتلے  
ستولوں پر ہی نظر آتی ہیں۔

تیسرا قسم کی تصاویر میں حیوان و طیور شامل  
ہیں جو قاعده کے ساتھ ایک درسرے کے جواب میں  
ہمیشہ در در بلاج کئے ہیں۔ پھانکوں کی سنگتراشی میں  
اس قسم کی جتنی تصویریں ہیں انہیں سب سے  
زیادہ نمایاں یا ترور پیکر ہیں جو براکالوں یعنی ستولوں کے  
تاجوں کی صورت میں ترتیب دئے گئے ہیں، یا وہ  
شکلیں جو نقلی پرکالوں یعنی آبہرزاں تختیوں پر کندا  
ہیں جو شہتیروں کے روکار کرتیں غیر مسامی حصوں میں

کھاناکا: (۱)

بیدھک (۲)

نائروں (۳)

بیر پاکش (۴)

بڑتارا (۵)

وفات : — بدهہ کی مہا پر نرداں (مہاپارینिर्वाण) یعنی وفات کے راقعہ کو ستونہ بنا کر دکھایا گیا ہی جسکے مگر انسانی اور ملکوتی پرستش کرنے والے کھرے ہیں - سانچی کے سلکتراشون نے گذشتہ زمانے کے سات بدهوں کو بھی (درختوں کے علاوہ) ستونوں سے ظاہر کیا ہی۔

یکشا : — دوسری قسم میں یکشاوں یا محافظوں کی تصویریں ہیں - یہ یکشا (۱) آن محافظ پریوں یا یکشنیوں کے صنف مقابل ہیں جنکا ذکر ہم پہلے کرچکھے ہیں - ہر پہاٹ کے بازوں پر اندرانی جانب در یکشا ایک دوسرے کے مقابل بٹھے ہوئے ہیں - ان میں سے چار (یعنی ہر درازے میں ایک ایک) تو غالباً لرکپال (۲) یا "چار اطراف عالم کے محافظ دیوتا" ہیں اور آن کے ساتھ ایک ایک یکشا بطرر خادم بے ہی - خدام کی تصویریں میں شمالی پہاٹ کے درست کے دیوتا گبیر (۳) یا دیشراون (۴) کی صورت

یہ (۱)

لکھاکپالا: (۲)

کوکب (۳)

بھٹکا (۴)

موزارن سے اشک کی طرف اشارہ کرنا متصود ہو کیونکہ  
یہ خوبصورت پرند موریا خاندان کا امتیازی نشان تھا (۱) -

ہر ہی اور آخری قسم میں پھول پتبی کا کام ہی<sup>۱</sup>  
جسکی افراط اور ہوتکل آرائش ان آثار کی بہترین  
زبانست ہی - عالم نباتات کے نمونوں کی نقل کرنے<sup>۲</sup>  
میں ہندوستان کے صناعوں نے ہمیشہ ذرق سلیم کا  
ثبوت دیا ہی لیکن سائنسی کے سٹکٹراشن سے بہتر  
شاپد ہی کسی نے نباتاتی نمونوں کو بنایا ہرگا -

اس آرائش کے بعض نمرے بخارجی الاصل بھی معلوم  
ہوتے ہیں، مثلاً مغربی پھائٹ کے دائیں ستون پر (بیرونی  
جانب) جو انگور کی بیل بنی ہوئی ہی یا جنوبی  
پھائٹ میں (بالائیں ستون کے) تاج پر جو ہلی سُکل  
(Honeysuckle) کے پھول کی آرائش ہی - لیکن  
اکثر لمرنے خالص ہندی رفع کے ہیں اور چونکہ وہ  
منظور قدرت کے نہایت صحیح مشاهدے کا نتیجہ ہیں  
اسلئے شامی یا ایرانی صنعت کے بہترین نمونوں سے  
کہیں ارفع را علی ہیں -

(۱) دیکھو صفحہ ۱۳۲ آئندہ

تقسیم کرتی ہیں۔ ان نقلی ہارکالوں پر جو جائزہ تراہی  
گئے ہیں الہیں بعض حقیقی ہیں اور بعض خیالی،  
بعض کوتل ہیں اور بعض پرسوار بھی ہیں، بعض کو  
ساز ر سامان سے آواستہ دکھایا ہی اور بعض کو  
بالکل مقرا -

آن حدوانی تصاویر میں زیادہ تر بکرے، گھوڑے،  
بیل، ارنٹ، ہاتھی، شیر اور سیمرغ نظر آتے ہیں۔  
سیمرغ اور پردار شیر کا خیال صریحاً مغربی ایشیا سے  
لیا ہوا معلوم ہوتا ہی۔ مشرقی پہاٹک پر در سواروں  
کی تصویریں نہایت دلچسپ ہیں (جرزیوں شہتیروں کے  
اندر رنی رخ، شمالی سرے کے مربع تہونی پر تراشے  
ہوئے ہیں)۔ یہ سوار اپنی وضع قطع سے سرد ملک کے  
باشندے معلم ہوتے ہیں اور ممکن ہی کہ هلدرستان  
کی شمال مغربی سرحد کے یا افغانستان کے رہنے والے ہوں۔  
شہتیروں کے سروں کر آواستہ کرنیکے لئے بعض جگہ  
(ملٹاً مشرقی پہاٹک کے درمیانی اور زیوں شہتیروں  
کے بینری رخ پر) ہاتھیوں اور موڑوں کی تصویریں  
بھی بنی ہوئی ہیں۔ یہ درنوں جائز بلاشبہ مذہبی  
یا دیگر ریاست سے تعلق رکھتے ہیں اور ممکن ہی کہ

اور باقاعدہ ہی - اس دروازے کے بالیں ستون پر نیچے  
کے حصے میں بدهہ کے قدمون (۱) کے نہان ہیں  
ہنکے تلوڑوں پر ایک ایک چکر بنا ہوا ہی - یہ چکر  
بدهہ کا امتیازی نشان (۲) ہی کیونکہ اسکو ہمارا ورنی (۳)  
یا شہنشاہ عالم مانا جاتا ہی - اس ستون کے بالائی  
حصے میں تری رتن کا نہان بھی دیکھنے کے قابل ہی  
جس کا مطلب صفحہ ۸۶ پر بیان ہو چکا ہی -  
ان نشانوں کے علاوہ سرستون کے قریب 'کنول کے پھولوں  
کے پاس'، جو عجیب و غریب شکل کے تعویذوں کی  
حمایلیں کھوئیں پر لٹک رہی ہیں، رہ بھی قابل  
دید ہیں -

پھول پتی کی آرائش میں سب سے زیادہ خود صورت  
اور دلکش یقیناً وہ نقش ہی جو مغربی پھائک کے  
بالیں ستون پر کنڈہ ہی (دیکھو تصویر پلیٹ ۴ -  
Plate IV) - اس نقش میں انگر کی بیل کی  
موجوں کی خارجی اثر کی مارف اشارہ کرتی ہی اور  
ممکن ہی کہ اس نمونے کی ابتداء اسیرویا کے «شجر

(۱) پد (پد)

(۲) مہاپوش لکھمن - سہاپوش

(۳) چکر ارڈنس - چکر ارڈنس

لباتی نمودن میں کنول، جو ہندی پھولوں کا سرماج ہے، اور بودہ اور ہندو مذہب دوسرن کے معتقدین کے نزدیک متبرک خیال کیا جاتا ہے، سائنسی کے سنگتراشون کا منظور نظر ہے۔ درازدن کی منتسبت کاری میں اس پہل کو بہس سے دلکش طریقہ سے بنایا گیا ہے چنانچہ اسکی در عمدہ مثالیں مشرقی پہائیک کے ستون کے بیرونی رخ پر نظر آئی ہیں۔ دالیں ستون کا نقش بہت باقاعدہ بلکہ قریب قریب ہندسی اصول پر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے، تاہم جس جگہ کنڈہ کیا گیا ہی اُسکے لئے بالکل موزرن ہی۔ بالائیں ستون پر جر نقش ہی اُسکی طرز ساخت میں آزادی، صنعت کا نزر اور ردائی پائی جاتی ہی، اور اس لئے آنکہ کو بھلا معلوم ہوتا ہی اگرچہ عمارتی نقطہ خیال سے ایسا قابل تعریف نہیں کیرنکہ بیل کی لہریادار ساخت ستون کی سنگین وضع سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی اور اُسکے متعلق کسی قدر کمزوری کا خیال پیدا کرتی ہے۔

شمایلی پہائیک کے ستون پر جو کنول کے نقش لئے ہوئے ہیں آنکی ساخت اور بھی زیادہ پر تکلف

PLATE IV.



WEST GATEWAY: DECORATION ON OUTER FACE OF RIGHT  
PILLAR.

زندگی ” سے ہو ۔ لیکن کنوں کے شکر فرن اور پھول پلکیوں کی طرز ساختہ اور ابیز آن جانوروں کی ترتیب جملے چورے اور مالی رفع میں بیل کی ڈالوں میں پھٹت بہ پشست کہڑے ہوئے دکھلے گئے ہیں ۔ سراسر ہندی میں اور ہندی صنعت کی خصوصیات آن میں صاف صاف نمایاں ہیں ۔

اب ہم منبع کاری کے آن پر تخلف نہیں کی تفصیل و تشریح سلسلہ دار بیان کرتے ہیں جو ( مذکورہ بالا تصاویر کے علاوہ ) ستونہ کلان کے پہاٹکوں پر کندا ہیں ۔

### جنوبی پہائک

یہ پہائک آن در پہاٹکوں میں شامل ہی چلتی میہر کوں نے سنہ ۸۳ - ۱۸۸۲ع میں دوبارہ قالم کیا تھا ۔ اسکے چدید حصہ حسب ذیل ہیں ۔

دائین طرف کا ستون

بانیں طرف کا نصف ستون

نیجے کے شہتیر کا مغربی حصہ

درمیانی شہتیر کا مشرقی حصہ

چھ پتلہ پتلہ ستون جو شہتیروں کو ایک دوسرے

جدا کرتے ہیں ۔

علامہ بیرون معلوم ہوتا ہی کہ پھاتک کو دربارہ  
قالم کرنے وقت اور ازr نتھیے کے شہتیرون کا رخ بدلت  
الٹا لکادیا کیا ، کیونکہ انکی منصب تاریخ میں ۲۰  
تصاریر زیادہ اہم اور پرلطف ہیں ان کا رخ باہر کی  
طرف ہونے کی وجہ سے ستوبہ کی جانب ہی ۔

**روکار - بالائی شہتیر - بدهہ کی پیدا ش کا** سنگی شہتیر  
منظر - وسط میں مایا کنول کے شگفتہ پہول پر بینی  
ہیں - دالیں بالیں ایک ایک ہاتھی سوند آنھائے آنکے  
سرپرپانی ڈال رہا ہی - شہتیر کے باقی حصے پر کنول کا  
نقش ہی جسلے لہراتے ہوئے شگوفون اور پتوں پر جابجا  
پرند بینی ہوتے ہیں ۔

**درمیانی شہتیر - اشوك کا رامکرام کے ستوبہ**  
کی زیارت کو جانا ۔

بدهہ کی رفات کے بعد آسکی راہ اور جلی ہوگی  
ہڈیاں پلے آئے حصوں میں تقسیم کی گئی تھیں  
مگر بیان کیا جاتا ہی کہ راجہ اشوك نے انہیں سے  
سات حصوں پر قبضہ کر کے انہیں چوراسی ہزار ستوبہ  
میں دفن کردا دیا ہو اس نے خود بنوالے نجع - لیکن



عمرت پنجھے سے چڑھنے کی کوشش کر رہی ہی  
تالب کے عقب میں ایک گندنما چہت کا مکان ہی  
جس میں سے کچھ عورتیں باہر کو جھائک رہی ہیں ۔  
معلوم نہیں کہ یہ منظر کس خاص راقعہ کی طرف  
اشارہ کرتا ہی ۔

**نیچے والا شہتیر** :— اس شہتیر پر پستہ قد  
بُونن (۱) کی شکلیں کندہ ہیں جو ہاتھوں میں  
پھرلنے کے دار لئے ہرے مٹھے سے شجر رُنگ (۲) اکل  
رہے ہیں ۔ دائیں جانب شہتیر کے سرے پر ایک  
خوب صورت مرر بنا ہرا ہی جس کے عقب میں  
پہاڑ اور بیل بُونے ہیں ۔

### پشت - بالائی شہتیر

درمیانی حصہ میں تین ستوپے ہیں جنکے پہلو میں  
ایک ایک درخت ہی ۔ درختوں کے سامنے نخت بچھے  
ہوئے ہیں اور انسانی اور ملکوتی هستیاں اُنکی پرستش  
کر رہی ہیں ۔ ان درختوں اور ستوپوں سے کوئم اور اُس سے

(۱) کیچک - کیچک

(۲) "Spouting forth all summer." - انگلستان میں صوص

کرما میں بھار آتی ہے ۔

رامگرام واقع نیپال ترالی کے ستوبے میں بدهہ کے جو "آثار" مدفن قیم، اشوف کے ہاتھ نہ آئے کیونکہ اس ستوبے کے جان نثار محافظین نے، جو ناکا قوم سے تھے، اشوف کی سخت مخالفت کی۔

دیکھیں، شہتیر کے وسط میں ایک ستوبے کی تصویر ہی جسکے گنبد پر ایک کتبہ بھی کلدا ہی۔ (کتبہ میں لکھا ہی کہ یہ شہتیر بودھ مذہب کے مبلغ آیاچور کے شاگرد بالا مترا نے بنرا یا تھا)۔ ستوبے کے اوپر ملکوتی شکلیں ہاتھوں میں ہار لئے ہوئے نظر آتی ہیں۔ دائیں جانب شہنشاہ اشوف ہاتھوں، سواروں، اڑ پیادوں کے جلوس کے ساتھ ایک گاتی میں سوار آ رہا ہی۔ بالائیں جانب ناکا قوم کے مرد و زن، جنکی عام شکل و صورت انسانوں کی سی ہی مگر سر کے اوپر سانپوں کے پہن بنہ ہوئے ہیں، ستوبے کی پوچا کر رہے ہیں اڑ چڑھا رے لا رہے ہیں یا ایک تالاب سے 'جس میں کنول کے پہول لگ، ہوئے ہیں' نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ شہتیر کے دائیں سرے پر کنولوں والے تالاب میں ایک ہاتھی نظر آتا ہی جسکی گردن پر ہمارت اور پینہ پر در عربیں سوار ہیں اور ایک تیسربی



a. SOUTH GATEWAY: BACK: MIDDLE ARCHITRAVE. THE CHADDANTA JATAKA.



b. SOUTH GATEWAY: BACK: LOWEST ARCHITRAVE. THE "WAR OF THE RELICS".

بہت بڑا تھا ۔ چلا سبھدا اور مہا سبھدا نامی ارسکی در  
بیویاں تھیں ۔ چلا سبھدا کو درسری سے حسد ہوا اور آس  
نے دعا کی کہ ”میں جب دربارہ پیدا ہوں تو ایسا ہر  
کہ راجہ بنارس کی رانی بنوں تاکہ اپنے مرجردہ شوہر  
سے انتقام لے سکوں“ ۔ اسکی دعا ملظور ہو گئی اور دُ  
درسرے جنم میں بنارس کے راجہ کی بیوی رانی بن  
گئی ۔ تب اس نے اپنی سلطنت کے تمام شکاریوں کو بلایا  
اور انہیں سے ایک شکاری سوترا نامی کو منتخب  
کر کے اسکو چھٹے دانت والے ہاتھی کے مارنے کے لئے  
چھیل چھڈنا کی طرف روانہ کیا ۔

دیکھیں ۔ اس سرچ میں بالیں جانب بودھی سترا  
کنول کے پہلوں سے کھیل رہا ہی ۔ ایک ہاتھی اسکے  
مور پر چھتر لگائے کھڑا ہی اور درسرا چوری ملا رہا ہی  
جس سے اسکے شاہی رتبے کا اظہار ہوتا ہی ۔ دالیں  
جانب یہی تصویریں دربارہ بنالی گئی ہیں ۔ یہاں  
بودھی سترا مع چند اور ہاتھیوں کے درختوں کے سامنے  
میں ٹھل رہا ہی ۔ اور سوترا چنانہ کی آر میں چھٹا  
ہوا تیر کمان طیار کر رہا ہی (Plate V, a)

لپچے کا شہتیر - "آثار" یا "تبرکات" کی جنگ

یہ جنگ سات دیگر قبیلوں نے شہر کوسی نارا کے ملازوں کے خلاف بدهہ کے تبرکات پر قبضہ کرنے کے لئے کی تھی - شہتیر کے وسطی حصہ میں شہر کوسی نارا کا محاصرہ دکھایا گیا ہی - دالین اور بالین جانب (اویز کے حصہ، میں) فتحمحمد سردار، جو ہاتھیوں پر یا گاڑیوں میں سوار ہیں، "تبرکات" کر ہاتھیوں کے سروں پر رکھے ہرے اپنے اپنے علاقے میں لے جا رہے ہیں (۱)۔ قصہ کا سلسلہ شہتیر کے سروں تک چلا گیا ہی اور درمیانی ابھر ان مرقعوں پر جو ہاتھی بنے ہوئے ہیں وہ بھی صریعاً اسی قصہ سے تعلق رکھتے ہیں (Plate V,b)

بالین جانب کا ستون - سامنے کا رخ -

بالینی لوح : - جمشیدی وضع کا ایک ستون، بالین جانب کا ستون پایہدار کرسی پر قائم ہی - ستون کے اویز بیس ڈندرن

(۱) اس لوانی کے بعد "تبرکات" کو دفن کرنیکر لئے، "راجگیر" دیشالی، کپل، وست، رامگرام، الاکپا، دیتاها دریپ، پارا، اور کوسی نارا میں ستویہ بنائے گئے ۔



تھی (۱) - درخت کی عظمت کا اظہار چھتریوں اور  
ہاروں سے کیا گیا ہی اور مندر کے اندر ایک چوکی رکھی  
ہی جس پر تین قرشول بنا ہوئے ہیں ۔

الدرنی رخ - روح زیتون : - بودھی ستوا (۲) کے  
بالوں کی پرسنلش - تریسترنہا یعنی تیلنتیس دیوتاؤں  
کی بہشت صیلیں ۔

(۱) اس مندر کے ادیر چھت نہ تھی - مقابلہ گر آئیہنا دیبی  
کے زیتون کے درخت سے جو قلعہ ایکھنر (یونان) میں مندر  
اڑکنہیں کے اندر ہی ۔

(۲) بودھی ستوا کے لفظی معنی ایسی ہستی کے ہیں جس  
کا فطری صیلان اور مقصد حصول معرفت ہو۔ کوتوم اپنے تمام پہلے  
جامون میں نیز اپنی تاریخی زندگی میں بھی حصول معرفت  
میں قبل تک بودھی ستوا تھا۔ اس جگہ اور اور جہاں کہیں اس  
کتاب میں بودھی ستوا کا ذکر آیا ہی اُس سے کوتوم ہی مراد ہی  
مگر بودھ مذہب کے شمالی یا مہایانی فرقے کے عقاید کے مطابق  
کوتوم کے علاوہ اور بھی ہے شمار انسانی اور ملکوتی بودھی ستوا  
گذرے ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں : - اولوکی تیشورا ،  
ملجھشی ، مارانی ، سمنس بھدر ، رجرانی اور میتربیا ، انہیں  
میتربیا دنیا کا آخری پدھہ سمجھا جاتا ہی اور ابھی ظاہر نہیں ہوا  
ہی ۔

کا پہلا ہی جسکے محيط پر بندیس ہی ترشول بنے ہوئے  
ہیں - پہلے سے دھرم چکرو مراد ہی ہر بددھ کے پہلے  
وعظ کا نہان ہی - پہلے کے درجنون طرف آسمانی ہستیاں  
ہاتھوں میں ہار لئے کھڑی ہیں - نیچے کی جانب  
جاتیوں کے چار گروہ ہیں اور انکے نیچے چند ہرن ہیں -  
ہرنون کی تصویر ذہن کو مرغزار آہر کی طرف منتقل  
کرتی ہی ہجان بده نے اپنا پہلا وعظ کہا تھا -  
پرستش کرنے والوں کے ہر گروہ میں ایک راجہ اور چند  
عورتیں ہیں - یہ غالباً راجہ اشوك اور آسکی رانیاں ہیں  
جو مرغزار آہر کی زیارت کرنے آئی ہیں -

سامنے کا رخ - درسری لوح - شہنشاہ اشوك اپنے  
حشم و خدم کے ساتھ گازی میں بیٹھا ہوا آ رہا ہی -

### اندرونی رخ - لوح اول و دوم :-

رکار کی پہلی لوح کے جواب میں جو لوح ستون  
کے اندرونی رخ پر ہی آسمین ہم دربارہ راجہ اشوك کو  
مع درجنون رانیوں کے بودھ کیا کے مندر کے قریب دیکھئے  
ہیں جو ازبر رالی لوح میں بنا ہوا ہی - اس مندر کو  
خود راجہ اشوك نے اُس مقدس پیپل کے گرد تعمیر  
کر دیا تھا جسکے نیچے گوتم بده کو معرفت حاصل ہوئی

اور تصاویر کی دلکش ساخت اور ترتیب نے عجائب مکانی کیفیت پیدا کر دی ہی - ان خریدوں سے ہم خود سمجھ سکتے ہیں ( جیسا کہ اس لوح کے کتبہ (۱) سے بھی ظاہر ہی ) کہ یہ تصاویر بھیلے کے ہاتھی دانت کا کام کرنے والوں کی بنائی ہوئی ہیں -

**پشت :-** پشت کی جانب صرف ایک لوح ہی - اس میں بالائیں طرف ایک شخص شاہانہ انداز سے ، اپنے ہاتھ میں ایک عورت کا ہاتھ لٹھ ہوئے ، شامیانے کے ذیچے بیٹھا ہی - وسط میں ایک اور عورت ایک پست چڑکی پر بیٹھی ہی - دائیں طرف در شخص کھڑے ہیں اور انکے پیچے ایک بچہ ہی جسکے ہاتھ میں شاید گلدستہ (۲) ہی - عقب میں ایک کیلے کا پیٹر ہی اور اپر چیتیا مندر کی کھڑکی ہی جسکے درونہ طرف ایک ایک چھتری ہی - اس تصویر کا مطلب تم پیک طور سے معلوم نہیں ہوا -

### شمالي پھائٹ

**روکار - بالائي شہتیر - آخری سات بدھ :-**

اس شہتیر کے روکار پر پانچ ستوپے اور در درخت بلٹھوئی

(۱) روپشا کے ہی دنکاربڑے ہی روپ کم کئم -

بِدِسْكَوَهِ دَنْكَارِهِ بَرَكَاتُهُ

جان راجہ اندر کی حکومت ہی، بہت سے دیرتا جمع ہیں۔ راجہ اندر کو اس بات پر بہت ذرا کہ آسکے پاس بودھی ستوا کے سر کے بال ہیں اور وہ ان کی پرسنلش کیا کرتا۔ بردہ مذہب کی کتابوں میں یہ قصہ اس طرح مذکور ہی کہ راہبانہ زندگی اختیار کرنے سے پہلے گوتم نے اپنا شاہانہ لباس نقیرانہ کپڑوں سے تبدیل کیا اور اپنے لمبے بال توار سے کاٹ کر پکڑی سمیت اپر کی جانب ہوا میں پہنچ دیئے۔ دیرتاوں نے ان بالوں کر فوراً لپک لیا اور تریسٹر نشا (یعنی ۳۳ دیرتاوں کے) بہشت میں لے گئے۔ اور آنکی پرسنلش کر لے گئے (دیکھو پلیٹ ۶ شکل ۱۔ Plate VI,a)۔

### سامنے کا رخ۔ لوح زارین:

مذکورہ بالا لوح کے پہلو میں (سامنے کے رخ کی لوح پر) ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے دیرتا پاپیادہ یا گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار چلد چلد بودھی ستوا کے بالوں کی پرسنلش کرنے جا رہے ہیں۔ ہاتھیوں پر غالباً راجہ اندر اور آسکی درجنوں رانیاں سوار ہیں۔

اندر زی یعنی ۳۳ دیرتاوں کے بہشت رالی لوح کی منبت کاری میں ہے حد نزاکت پالی جاتی ہی

دامن عصمت کر آلودہ کرنے کے لئے بہشت یہ آلمبوسا  
نامی ایک پری بھیجی گئی جو اپنے مقصد میں  
کامیاب ہوئی۔ تین سال تک رشی کے ساتھ رہنے  
کے بعد اس پری نے ایک سنکا کو حقیقت حال میں  
آکا، کیا مگر رشی نے اُسکی خطا مخالف کر دی اور وہ  
بہشت کو راپس چلی گئی۔

دیکھئے، تصویر میں دائین طرف فروزانیدہ بچہ،  
جسکی پیشانی پر ایک سیلگ ہی۔ کنول کے پہول  
میں سے نکل رہا ہی جو کراماتی پیدائش کی  
علامت ہی۔ بچے کے پیچے اُسکی مار، (یعنی ہرنی)  
کھڑی ہی۔ از لوح کے وسط میں بھی لڑکا، جواب جوان  
ہرگیا ہی۔ اپنے مقدس باپ کے نصایح سن رہا ہی۔  
اُسکر نصیحت کی چارھی ہی کہ حسین عورتوں کے  
منکر سے ہوشیار رہے۔

### زور بن شہتیر - درمیانی حصہ - و سُنّترا جھانٹ :-

بیان کیا جاتا ہی کہ بُدھہ ہونے سے پلے، اپنی سابقہ  
زندگی میں، بودھی ستوا نے راجہ بنارس کے ہان  
شہزادہ سُنّترا کی شکل میں جنم لیا اور ایثار دسخاوت

ہیں جو آخری سات بُدھوں کی علامت ہیں ہر درخت  
کے سامنے تھیں ہی - چاتری مرو اور عورتین ان تھیں  
کے گرد کھڑی ہیں اور اپر گندھرب آر رہے ہیں -

درمیانی شہتیر : - اس شہتیر پر بھی سات درخت  
اور آنکے سامنے سات تھیں بُدھے ہوئے ہیں جنکے درنوں  
طرف یا تری اور اپر ملکوتی ہستیاں ہیں - بالائی شہتیر  
کے ستوں اور درختین کی طرح یہ بھی سات بُدھوں  
کے قائم مقام ہیں -

زیرین شہتیر : - دایاں سرا - آلمبوسا جاتک ہے -

اس جنم میں بودھی سترا تارک الدنیا ہو کر جنگل  
میں ریاضت کیا کرتا تھا - اس حالت میں ایک هرنی  
اسپر عاشق ہو گئی اور اس هرنی کے بطن سے ایک لڑکا  
پیدا ہوا جس نے اپنی مان سے ایک سیلگ درٹے میں  
پایا - لڑکے کا نام اسی سنگا (رشی سرلگ) یا  
ایک سنگا رکھا گیا - بمودر ایام یہ لڑکا بھی اپنے باپ  
کی طرح ایسا بزرگ رشی بنا کہ اُسکی ریاضتیں کی  
وجہ سے دیوتاؤں کے راجہ شکرا کر بھی اپنے منصب  
کے چون جانے کا خطرہ لحق ہرا - چنانچہ اُسکے

بچوں سمیت پا پیادہ سفر کرتا نظر آتا ہی - جب راجگان چیتا کر بودھی ستوا کا حال معلوم ہرتا ہی تو وہ اکر اُس سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے ملک میں رہے اور انپر حکومت کرے لیکن وسلترا انکار کرتا ہی - اب کے حصہ زیرین میں ہو شکلیں ( مردروں اور عورتوں کی ) بنی ہوئی ہیں اور ۲۵ کے ہاتھ التھا کے انداز میں اوپر کرائیں ہوئے ہیں وہ انہیں چیتا شہزادوں کی تصویریں ہیں - ان سے فرا از بر بودھی ستوا مع اپنے اہل روایال کے شہر سے باہر ایک چہونپڑی میں نظر آتا ہی جو راجگان چیتا نے اُسکے رہنمے کے لئے بنوادی ہی -

( ج ) یہاں سے یہ قصہ شہتبر کی پشت پر چلا کیا ہی - دالین سرے پر وسفترا جو ، اہل روایال سمیت کوہ وانکا کی طرف جارہا ہی ، ایک لق ودق جنگل میں نظر آتا ہی -

میں کمال حاصل کیا - رفتہ رفتہ اُسنے اپنی تمام دولت،  
اپنا سفید ہاتھی، اپنی گاری اور گھر تے، اپنی اولاد  
اور آخر کار اپنی بیوی کو بھی خیرات میں دے گا - اس  
نقش میں یہ قصہ نہایت تفصیل کے ساتھ دکھایا گیا ہے  
اور ایک مسلم شہتیر پر کندہ ہونے کی تنہا مثال ہے -  
قصہ شہتیر کے درکار پر وسطی حصہ کے دالین پہلے سے  
شرح ہوتا ہی اور کئی حصوں میں منقسم ہے :-

(الف) حصہ اول میں شہزادہ اپنا سفید ہاتھی  
خیرات دینے کی پاداش میں جلا رطن  
کیا جاتا ہی اور شهر پناہ کے باہر  
اپنے شاہی والدین سے رخصت ہو رہا  
ہی - اس کے بعد وہ اپنے بال بیٹھا ہوا  
سمیت ایک گاری میں بیٹھا ہوا  
نظر آتا ہی جسکر چار سلدهی گھر تے  
کہیں ج رہے ہیں، ذرا آجھے چل کر ہم  
دیکھتے ہیں کہ اُسنے گاری اور گھر تے  
بھی ایک بڑمن کو دیدئے ہیں -

(ب) قصہ کا درسرا حصہ شہتیر کے بالدین سرے  
پر ہی، یہاں شہزادہ اپنی بیوی اور

تصویر بچوں کے دعے جانیسے قبل بنانی  
 چاہئے تھی ) - شہزادے کے ایثار کا آخری  
 نظارہ لوح کے بالین حصہ میں دکھایا گیا ہی  
 جہاں وہ اپنی بیوی بھی بطور خیرات  
 دیتا نظر آتا ہی - لیکن بھلا ہو راجہ اندر کا  
 جسکے توسط سے رسنتر کے بیوی بھے پھر اسکو  
 راپس دلوادھ جاتے ہیں ( حسن اتفاق سے  
 جوچک بچوں کو لے کر آنکے دادا کے محل  
 کے پاس جانکلا تھا ) - شہزادے کا اپنے  
 بال بچوں سے ملنے کا منتظر وسطی لوح کے  
 بالین سرے پر، بالائی گوشے میں، دکھایا  
 گیا ہی -

( ۱ ) اور بچوں کا اپنے دادا کے محل میں پہنچنے کا  
 راقعہ شہتیر کے بالین سرے پر بذایا گیا ہی -

پُشت - درمیانی شہتیر - وسطی حصہ - بدھہ اور  
 بہکانے کی کوشش :-

لوح کے بالین سرے پر بودھ گیا کا پیپل لا درخت  
 ہی جس کے ازیر چھتری اور چمنڈیاں بنی ہولی

(۵) کوہ رانکا پر پہنچکر شہزادہ ایک جہونپڑی میں اقامت اختیار کرتا ہی - یہ جہونپڑی دیوتاؤں کے بادشاہ شکرا نے اُسکے لئے بھت سے طیار کردا رکھی تھی اور اسکے دروازے کے سامنے کیلئے سے درختوں کی در ریہ قطار لگدا دی تھی - کچھ آگہ چل کر، لوح کے وسط میں ہم دیکھنے ہیں کہ شہزادہ اپنے بھتمن کو بھی جو جک نامی ایک برهمن فقیر کو خیرات دے رہا ہی - اپر کی طرف تین دیوتا، شیر، چیلتے، اور شیر پر کا روپ بھر کر، بھتمن کی والدہ مددی کو جہونپڑی تک پہنچنے سے باز رکھتے ہیں - مددی کی بالیں جانب ایک تیرانداز (جسکر راجگان چیلتا نے وسلٹرا کی حفاظت کیلئے مقرر کیا تھا) جو جک برهمن کو تیر کا نشانہ بنانے کی دھمکی دے رہا ہی - اور ذرا نیچے کی طرف جو جک چھڑی ہاتھ میں لئے بھتمن کو "ہالئے" لئے چارہا ہی - (اصل قصہ کی رو سے تیرانداز کی

کے دالیں نصف میں، مارا کی شیطانی فوج برا باندھ  
کھڑی ہی اور نرع انسانی کے علیب رجذبات اور یہم  
رہراس کو استعارة انسانی شکاروں میں پیش کر رہی  
ہی۔ ان خیالی تصویروں کے خط رخال کی ساخت  
میں انہا کا زر تخيیل دکھایا گیا ہی اور انہیں اس درجہ  
مضجعک بنایا ہی کہ صناعات قندھار، اسی طرز میں،  
اس خربی اور زر کی ایک چیز بھی پیدا نہیں کرسکے۔

### بالائی شہتیر - چھڈننا جائز :—

یہ مربع اُس تصویر سے بہت مشابہ ہی چو چڑوی  
پھائٹک کے درمیانی شہتیر (کی پشت) پر بنی ہوئی  
ہی (دیکھو صفحات ۱۰۵ و ۱۰۶) مگر اسمیں سرترا  
شکاری نہیں دکھایا گیا۔ منبت کاری کے لحاظ سے یہ تصویر  
چڑوی پھائٹک والی تصویر کی نسبت ادنیٰ درجہ کی  
ہی اور اُسکی بھدی سی نقل معلوم ہوتی ہی (۱)۔

### دایان ستون - روکار - بالائی لوح :—

بدھہ کا ۳۳ دیوتاروں کی بہشت سے زمین پر آئنا۔

(۱) ان تصویروں کی اصطلاحی اور صنعتی خریبوں کے متعلق  
صفحات ۱۰۶ تا ۱۱۲ پر بحث کی گئی ہی۔

ہیں - درخت کے نیچے بددہ کا "الماں کا تخت" رکھا ہی (۱) جسپرہ آسوقت پیٹھا ہوا تھا جب اُس نے (بودہ مذہب کے شیطان) مارا کی ترغیبات اور دھمکیوں کے مقابلے میں ضبط اور استقلال سے نام لے کر بددہ یعنی "عارف کامل" کا درجہ حاصل کیا۔ انسانی اور ملکوتی ہستیان تخت کی پرستش کر رہی ہیں - بالین طرف غالباً سُجاتا گوتم کے واسطے وہ کہانا لا رہی ہی جو اُس نے حصر معرفت کے لئے اپنا آخری دھیان شروع کرنے سے پہلے تنارل کیا تھا - لوح کے درمیان مارا ایک تخت پر پیٹھا ہی اور اُسکے ہمراہی شیاطین اُسکے ارد گرد جمع ہیں - مارا کے قریب سے چند عورتیں گوتم کے تخت کی طرف چا رہی ہیں ۔ یہ غالباً مارا کی بیتیان ہیں جو اپنے نازر غمزہ دکھا کر گوتم کو اُسکے مقصد سے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں - درسری طرف، یعنی لوح

(۱) آسوقت بددہ چند منہجی گہاں پر پیٹھا تھا۔ اس گہاں کے فرش کو تخت الماس غالباً اس لئے کہا جاتا ہی کہ اس آزمالش کے موقع پر گوتم نے نہایت ثابت قدمی اور غائب درجے کے استقلال کا ثبوت دیا (مترجم) ۔

لروح درم :— ایک راجہ گازی مین سوار ہو کر کسی  
شہر کے دروازے سے باہر نکل رہا ہی اور آسکے آئے  
ایک کوتل کھڑا ہی ۔

یہ منظر مشرقی پھانٹک کی اُس تصویر سے بہت  
مشابہ ہی جسمین کپل رست سے بددھہ کی روانی کا  
نظارہ دکھایا گیا ہی ۔ فرق صرف اسقدر ہی کہ اُس  
تصویر مین گازی نہیں بنائی گئی اور اس مرفع مین  
کھوڑے پر چھتر نہیں دکھایا گیا جس سے بددھہ کی  
مرجود کی کاظہ اہرتا ۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں  
کہ ایک شخص پانی کا کوزہ یا بدهدا (۱) ہاتھ مین لئے  
کھوڑے کے قریب کھڑا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ  
کوئی چیز کسی شخص کو بطور عطیہ دی جا رہی ہی ۔  
غالباً یہ آسوقت کی تصویز ہی چب راجہ شدھوون اپنے  
لخت چمگر گوتم بددھہ سے ملنے کے لئے کپل رست سے روانہ  
ہوتا ہی اور ملاقات کے بعد آسکر ایک باغ عطا کرتا ہی ۔

لروح سوم ۔ کپل رست رالی کرامت کا منظر :—

اس لروح کا مطلب پوری طرح ذہن نشین کرنیکے لئے

اس بہشت میں بُدھہ کی والدہ مایا نے دوبارہ جلم لیا تھا اور بُدھہ آنکھ اپنے دین کی تلقین کرنے کے لئے رہا گیا تھا - کہتے ہیں کہ بہشت سے زمین پر اترنے کا یہ راقعہ صوبجات متحده کے قصبه سُکُسیہ یا سُکیسہ (۱) میں وقوع پذیر ہوا تھا -

دیکھئے، لمح کے وسط میں وہ کراماتی زینہ بنا ہوا ہی جسکے ذریعہ سے بُدھہ اندر اور بِرَهْمَا کو ساتھ لئے ہوئے، بہشت سے زمین پر آیا - زینہ کے اوپر والے سرے کے قریب بُدھہ کا درخت اور تخت ہیں جلکھے درجن طرف چند دیوتا پرستش کی وضع میں ہاتھ باندھ کھڑے ہیں - جوں جوں بُدھہ نیچے اترتا ہی اور اور دیوتا اُس کی خدمت میں حاضر ہوتے جاتے ہیں - انہیں جو دیوتا چڑی اور کنول کا پہول ہاتھ میں لئے زینہ کے دالیں جانب کھڑا ہی وہ غالباً بِرَهْمَا ہی - زینہ کے نیچے سرے پر تخت اور درخت دوبارہ بنائے گئے ہیں اور آنکھ درجن طرف تین تین پرستش کرنے والے کھڑے ہیں - ان سے اس امر کا اظہار مقصود ہی کہ بُدھہ زمین پر راپس آکپا -

(۱) فلوج فرجع آباد (مترجم) -

درخت (۱) اس راقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ راجہ شدھردن نے اپنے بیٹے کی دلپسی پر اُسکرایک باغ بطور انعام دیا تھا جس میں بڑے بہت سے درخت لگم ہوتے تھے - اس طرح یہ درخت مذکورہ بالا کرامت کا محل رقع بنتاتا ہی - مقابل دالی تصویر میں جو سامنے کے رخ ہر ہی ' غالباً بدھہ کو اسی باغ کے اندر اپنے مریدوں اور معلقہ درون کے حلقوں میں بیٹھا ہوا دکھایا ہی -

اندرونی رخ - بالائی طرح :- اس تصویر میں غالباً کسی ستوپے کے موسم کرنیکی رسم کا منظر دکھایا گیا ہی اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ اس سے بدھہ کی رفات کے راقعہ کا اظہار مقصود ہر -

دیکھئے اس تقریب کے جشن میں بہت سے اشخاص رقص رسرد میں مصروف ہیں ۔ المیں سے بعض گرم لباس میں ملبوس اور اونچے اونچے جوئے یا بُوت پہنے ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ کسی سرد ملک کے رہنے والے ہیں ۔ ان لوگوں کے خط و خال اور انکے حقیقت نما چہرے بالخصوص دیکھئے کے قابل ہیں ۔

(۱) اسکر سنسکرت میں نیگرودھ (नीग्रोध) کہتے ہیں ۔

بڑا بڑا لوح کا معاینہ بھی ضروری ہی چو اسی ستون کے اندر وہی رخ پر کنڈہ ہی - واقعہ یہ ہی کہ چب بددھہ حصول معرفت کے بعد اپنے رطن مالیوں کپل رسنے کو لوٹا اور اسکا باپ راجہ شدھردن اپنے حشم د خدم کولے کر آسکے استقبال کے لئے شہر سے باہر کیا تر ( دوڑنے کے روپرور ہوئیکے وقت ) یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا باپ یئے کو پہلے سلام کرسے یا بیٹا باپ کرو - باپ تر صاحب تاج د تخت ہونے کی وجہ سے بلند مرتبہ تھا ، اور یئے کر یہ شرف تھا کہ وہ بددھہ یعنی " عارف کامل " کا رتبہ حاصل کر جھکا تھا بددھہ نے اس سوال کو ایک کرامس دکھا کر حل کر دیا یعنی وہ ہوا میں متعلق ہر کر چلنے لگا ۔

دیکھئے ، اندر والی لوح میں بُرگ کا درخست اور اسکے سامنے تخت بنا ہرا ہی چو بددھہ کی علامت ہی - درخست کے اڑیر جو چیز ہوا میں متعلق دکھائی ہی وہ چبوترہ ( چنکر - چکن ) ہی جسپر بددھہ چهل قدمی کیا کرتا - یہاں اس چبوترے سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہی کہ بددھہ ہوا میں چل رہا ہی - چبوترے کے اڑیر چند گندھرب ہاتھوں میں ہار لئے اُز ریسے ہیں - بُرگ کا

PLATE VI.



a. SOUTH GATEWAY: LEFT  
PILLAR: INNER FACE.  
WORSHIP OF THE HAIR  
OF BODHISATTVA.



b. NORTH GATEWAY: RIGHT  
PILLAR: INNER FACE. THE  
OFFERING OF THE MONKEY.



c. EAST GATEWAY: LEFT  
PILLAR: FRONT FACE. THE  
MIRACLE OF BUDDHA WALKING  
ON THE WATERS.



d. WEST GATEWAY: RIGHT  
PILLAR: FRONT FACE. THE  
MAHAKAPI JATAKA.

لروح دارم : — بندر کا بددھ کی خدمت میں شہد کا  
پیالہ پیش کرنا ۔

اس لوح میں بددھ کو پیپل اور تخت سے ظاہر کیا  
ہی چنکہ گرد بہت سے معتقد پرستش کی وضع میں  
کہڑے ہیں ( دیکھو تصویر پلیٹ ۶ - ب - ۱، Plato VI )  
بندر کی تصویر در مرتبہ بنالی گئی ہی ، پڑھ شہد کا  
پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے اور پھر خالی ہاتھ جبکہ وہ نذر  
پیش کرچکا ہی ۔ قندھاری تصاویر میں بھی اس واقعہ  
کو قریب قریب اسی طرح دکھایا گیا ہی ( ۱ ) ۔

لروح سوم - اس نقش کی تشریح صفحات ۱۲۳ تا ۱۲۱  
پر رکار کی تیسری لوح کے بیان میں ہرچکی ہی ۔

پشت — پشت کی جانب صرف ایک ہی لوح  
ہی ۔ اسکے وسط میں بددھ کا تخت اور درخت ہی اور  
کچھ یا تری نذرالٹے لارہے ہیں ۔ اس تصویر کے واقعہ  
کی شناخت فہیں ہو سکی ۔

( ۱ ) اس قصیے کا محل و قوع عموماً دیہا لی خیال کیا جاتا ہی  
مگر بعض مصلفین نے مٹھرا اور بعض نے شراؤستی بھی لکھا ہیں  
( دیکھو موسیرو قوش کی تالیف " لارت گریکو بُدھیلک " صفحہ ۵۱۲ )

بایان ستون - رُوكار - اس رخ کی اکثر تصویریں بایان ستون

شہر شرارستی سے تعلق رکھتی ہیں -

بالائی ارج :— وسط میں آم کا درخت ہی جسکے  
سامنے بُدھہ کا تخت رکھا ہوا ہی۔ بُدھہ کے گرد اُسکے  
مریدوں یا چیلاؤں کا حلقة ہی جلمیدن سے کچھ تو درخت  
پر لٹکنے کے لئے ہار لا رہے ہیں اور کچھ پرستش کے انداز  
میں ہاتھ پاندھ کھترے ہیں۔ بُدھہ مذہب کی  
جو کتابیں پالی زبان میں لکھی ہوئی ہیں انکے مطابق  
شرارستی کی رو مشہور کرامت جبلہ بُدھہ ہوا پر  
چلا، اُسکے پاروں سے آگ کے شعلے نکلے اور سر سے پانی کی  
زدیان بہلے لگیں، آم کے ہی ایک درخت کے نیچے  
دکھالی گئی تھی، لیکن مرقع میں اس کرامت کی  
کوئی خاص علامت نظر نہیں آتی۔

ارج درم :— شرارستی کا حیثیتارن باغ -

اس باغ میں بُدھہ کی سکونت کے تین مکان،  
گندھہ گئی، گشمعہ گئی اور کرزی گئی، دکھالی گئے  
ہیں جو بُدھہ کو نہایت مغرب تھے۔ ہر مکان کے سامنے



ممکن ہی کہ یہ راجہ اندر کی بہشت نہیں ہر جسکی  
تصویر ستوبہ نمبر ۳ کے پھائٹ پر بھی دکھائی گئی  
ہی۔ اس بہشت میں عیش و عشرت کی چہل پہل اور  
نفسانی خراہشات کی گرم بازاری ہی۔

اندرونی رخ — اس رخ پر جو ابہران تصویر ہے  
بندی ہوئی ہیں وہ سب شہر راجگیر سے تعلق رکھتی  
ہیں۔

بالائی ارج :— راجگیر کے قریب غار اندر شال میں  
اندر دیوتا کا بددھ کی زیارت کر آنا :—

ارج کے بالائی حصے میں ایک مصنوعی غار ہی  
جس کا روکار بودھ مذہب کی اُن قدیم عبادتگاہوں کے  
روکار سے مشابہ ہی چو مغربی ازروسطی ہند کے پھارون  
میں تراشی ہوئی ہیں۔ غار کے دروازے کے سامنے ایک  
تخت بددھ کی مرجردگی کا اظہار کر رہا ہی۔ اپر  
چٹاؤں میں چند درندے چانور نظر آتے ہیں، انسے یہ  
ظاہر کرنا مقصود ہی کہ یہ غار کسی بہشت خیز  
جنگل میں واقع ہی۔ ذرا نیچے راجہ اندر اور اسکے رفقاء  
پرستش کی وضع میں کھترے ہیں لہکن یہ تمیز کرنا<sup>I</sup>

بندہ کا تخت بنا ہوا ہی - یہ باغ آنازہ پنڈک نامی ایک ساہوکار نے آنی ہی اہرفیون کے عرض خرید کر بندہ کی خدمت میں پیش کیا تھا جتنی کہ باغ کی سطح زمین کو دھانپ سکی تھاں - یہی وجہ ہی کہ لوح کے حصہ زیرین پر قدیم ہندی سکے ( کار شاپ ) کا پہاڑی ( بیچھے ہولے دکھائے ہیں ) اس راقعہ کی ایک تصویر بہرہوت ( راقعہ ریاست ناگور و سلطنت ہند ) میں بھی بنی ہرثی ہی جس میں سکون کی چزلیات زیادہ واضح ہیں -

لوح سوم : - اس لوح میں چر طویل اور کھادہ مندپ بنا ہوا ہی وہ شرارستی کے اُس مندپ ( مषڈپ ) کو بیان دلاتا ہی جو سکی تصویر بہرہوت کی ایک لوح میں دکھائی گئی ہی -

لوح چہارم : - ایک شاہی جلوس کا دروازہ شور سے نکلا - یہ غالباً راجہ پرسنجیت والی کوشہ ہی جو بندہ کا استقبال کرنے کے لئے شرارستی سے باہر آ رہا ہی -

لوح پنجم : - یہ تصویر پھائندر کی چند اور تصویریں سے بہمع مشابہ ہی لیکن اسکا مطلب واضح نہیں ہوتا -

## مشرقي پھاٹک

روکار - بالالي شہتیر - آخری سات بدھہ :-  
ستئي شٰقٰبر

اس لمح میں سے اور آخري بدھہ کر آنکے اشعار  
معرفت کے سامنے نخت بنا کر اور باقی پانچ کر ستوپون  
کے ذریعہ ' جنمیں آنکے " آثار " دن کلمہ گئے تھے ' ظاہر کیا  
ہی - ستوپون اور درختوں کے گرد حسب معمول افسانی  
اور ملکوتی پرستش کرنے والے کھڑے ہیں -

درمیانی شہتیر :- کپل وست سے بدھہ کی روانگی  
(بے عنم ترک دُنیا) :-

دیکھئے ، ( پلہت ۷ ، الف - Plate, VII, a ) ، لمح  
کے بالین حصے میں کپل وست کا شہر ہی جسکے گرد  
فصیل اور خندق بنی ہوئی ہی - بدھہ کا گورزا کنڈاک  
شہر کے درازے سے باہر آ رہا ہی ، اس کے سuron کو  
چند دیوتا ہلہیلیوں پر سنبھالے ہوئے ہیں ، چلتک  
سالیس کے ہاتھ میں چھتر ہی جس سے اسکے آقا کی  
 موجودگی کا اظہار ہوتا ہی ، اور بھٹ سے دیوتا بدھہ  
کی خدمت کے لئے اسکے ہمراہ ہیں - اس مجموعہ  
تصاویر کو متواتر چار دفعہ بناؤ کر اور دائیں جانب جاتا ہوا

ناممکن ہی کہ ان میں خود راجہ إندر کو نسا ہی اور اُس کا گروپ پنچا شکھہ، جو اس موقعہ پر آسکر ہمراہ تھا، کو نسا ہی۔

لمحہ درم :— ایک بادشاہ کا اپنے جلوس سمیت دیوار ازہر سے باہر آنا۔ چونکہ ستون کے اس رخ کی تصویریں راجمگیر کے ساتھ بالخصوص تعلق رکھتی ہیں اس لئے اغلب یہ ہی کہ یہ بادشاہ یا تو بمعنی سارا ہی یا آجات شتر جو بدهہ سے ملنے کے لئے کوہ کدھہ کوٹ پر جا رہا ہی اور شہر راجمگیر ہی۔

لمحہ سوم :— بانس بازی ( بیندرن • بېڭۈن )

راقع راجمگیر :— لمحہ کے وسط میں بدهہ کا تنگست ہی جس کے گرد اُسکے معتقد دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس مقام کی تعیین بانس کے درختوں سے ہوتی ہی جو لمحہ کے درفون طرف بڑی ہوئی ہیں۔

پشت — بدهہ کی وفات یا نرداں :— اس راقعہ کا اظہار ایک ستودہ بنا کر کیا گیا ہی جسکے گرد پرستش کرنے والی جمع ہیں۔

ہی چسکر بودھی سترا نے بعد ازان اپنا مُسالک بنایا ۔  
 ناظرین کو معلوم ہوا کہ بُدھارٹھ نے اپنا پہلا دھیان  
 چامن کے درخت کے نیچے کیا تھا جس کا سایہ ،  
 جبتلت کہ بودھی سترا اُسکے نیچے بیٹھا رہا ، مطلقاً نہ  
 کہسا کا تھا ۔ ( دیکھو پلیٹ ۷ - الف - Plate VII, a )

زیرین شہتیر — آشوك کا بودھی درخت کی زیارت  
 کو آنا : —

وسط میں بودھ گیا کا پیپل اور مندر ہی ، بالیں  
 طرف بہت سے گردی اور چاندی ہاتھوں میں پانی کے  
 برقن لئے کھڑے ہیں اور دالیں جانب ایک شاہی جلوس  
 ہی جس میں ایک راجہ اور رانی ہاتھو سے آٹر کر  
 درخت کی پرستش کرتے نظر آتے ہیں ( دیکھو پلیٹ  
 ۷ ب - Plate VII, b ) ۔ یہ راجہ آشوك اور اُسکی  
 رانی تھیا رکھیشیتا ہیں چو بودھی درخت کر پانی دینے  
 اور اُسکی قدیم سرسبزی اور خردصورتی کو بحال کرنے  
 کی غرض سے آئے ہیں ، کیونکہ رانی نے حسد نے جوش  
 میں درخت پر چادر کر دیا تھا ۔ شہتیر کے سرین پر موزون  
 کے جوڑے بیٹے ہوئے ہیں ۔ ممکن ہی کہ ، الیہ اشوك

د کھا کر شہزادے کے سفر کا اظہار کیا گیا ہی۔ تراہے پریہنچ کر بدھہ اپنا گھوڑا اور سائیس کپل وست کر راہس بھیج دیتا ہی (۱) اور بقیدہ سفر پا پیادہ طے کرتا ہی اس پیدل سفر کو بدھہ کے مندرج نقش پا بناؤ کر ظاہر کیا ہی جن کے اپر ایک چھتر سایہ انگن ہی۔ رہ تین غمزدہ تصویریں جو نقش کے دالیں سرے پر، زیرین گوشے میں، گھرے کے پیچے بنی ہوئی ہیں ان یکشاون کی معلوم ہوتی ہیں جو سدهاتھ کی رانگی پر افسوس کرتے ہوئے شہر سے اسکے ہمراہ آج تھے ( تندھاری تصاویر میں شہر کی دیبی کو ہی، جسکی طرز ساختہ یونانی ہی، گوتم کی رانگی پر افسوس کرتے ہوئے دکھایا ہی )۔ لیکن معکن ہی کہ یہ لوگ یکشاون نہ ہوں بلکہ رہ قائد ہوں جنکو راجہ شدھوں نے شہزادے کو راہس لانے کی غرض سے بھیجا تھا۔

لوح کے بیچ میں سنگرash نے جامن کا درخت بنایا ہی جسکی علت غائی بظاہر بودھی ستوا کے پلے مراقبی یا دھیان کو یاد دلانا اور اس طریق کا اظہار کرنا

---

(۱) ”ندار، کتھا“ کی دوستے گورے نے اسی جگہ دم دیدیا تھا جہاں گونم نے اسکو چھوڑا تھا۔



a. EAST GATEWAY: FRONT: MIDDLE ARCHITRAVE. THE DEPARTURE OF BUDDHA  
FROM KAPILAVASTU.



b. EAST GATEWAY: FRONT: LOWEST ARCHITRAVE. THE VISIT OF ASOKA AND HIS QUEEN  
TO THE BOUDH TREES.

کی طرف اشارہ مقصود ہو کیونکہ یہ خربصورت پر لد (۱)  
خالدان مزراپا کا خاص نشان تھا -

پشت : — بالائی شہتیر - آخری سات بدهہ -  
ان کو حسب معمول چرکوں اور ان درختوں سے ظاہر  
کیا گیا ہی جنکے نیچے انہیں معرفت حاصل ہوئی  
تھی - السانی اور ملکرتی ہستیان درختوں کی پرستش  
کو رہی ہیں -

درمیانی شہتیر - راقعہ حوصل معرفت (سمبودھی) -  
(سماں کو اپنے) - شہتیر کے رسط میں بدهہ کا تخت اور آسکے  
پیچھے بودھ کیا کا پیپل ہی جسکے نیچے بدهہ کو معرفت  
حاصل ہوئی تھی - چپ دراست ' اصلی اور خیالی  
حیوان رطیور اور ناکا قوم کے افراد ہیں جن سے اس  
خیال کا اظہار مقصود ہی کہ بدهہ کی نسبی (روحانی)  
پادشاہت هر قسم کی مخلوق پر حاری ہی - ناکوں کی  
مرجور گی مچھلندا کے انسانے کو یاد دلاتی ہی جس نے  
راقعہ حوصل معرفت کے بعد بدهہ کے انہر اپنے پہن کا سایہ

---

(۱) پالی زبان میں مور یعنی طاؤس کو مور اور سلسکرت  
میں میڈو (بیو) کہتے ہیں -

کوئے بارش سے اُسکی حفاظت کبی تھی - مچلندہ ایک جوہیل کا معاون (ناگ) دیوتا تھا جو شہر گیان کے قریب راقع تھی ۔

زیرین شہتیور : — رسط میں ایک ستوپہ ہی چسپر چڑھارا چڑھانے کے لئے بہت سے ہاتھی پہلوں اور پہلوں کی پیشکش لا رہے ہیں ۔ ممکن ہی کہ یہ ستوپہ رامگرام کا ستوپہ ہو اور اس کے (ناگ) معاون، جنہوں نے اشوك کو بندھ کے آثار پر قبضہ کرنے سے باز رکھا تھا، یہاں ہاتھیوں کی شکل میں دکھائے گئے ہوں ( دیکھو صفحہ ۱۰۲ )

دیکھو ستون - روکار — دیرتاڑ کے چھے ادنی دالین جالب کا سلوں بہنس (۱) جن میں نفسانی چذبات ابھی تک مغلوب نہیں ہوئے ۔ نیچے سے شروع کر کے یہ بہشت حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ لوکپال یا چتر مہاراجیکا (۲) یعنی چار

(۱) دیکھو ( دیکھو ) کامارچار

شیوه کامارچار: اپنے مارٹیک (۲)



درسرے اشخاص انکے لئے پیدا کرتے ہیں  
مارا (یعنی شیطان) ان کا بادشاہ ہی ۔

مذکورہ بالا بہشتون کو ایک شش منزلہ محل کی  
ایک ایک منزل سے ظاہر کیا کیا ہی - ہر منزل کا روزگار  
ستونوں کے ذریعہ تین حصوں میں منقسم ہی چھ یا تو  
نقش رنگار سے بالکل معرا ہیں یا چمشیدی طرز کے  
خوبصورت تاجروں سے آراستہ ہیں - ہر لمحے کے راستہ میں  
ایک دیوتا بیٹھا ہی جس کا انداز نشست ہندی  
راجاؤں کے انداز سے مشابہ ہی - اُسکے دالیں ہاتھ میں  
دھر (بچ) ازربالین میں امریت (امامت) کی صراحی ہی  
اور پیغمبیر خادمہ عورتیں شاہی چھتر اور چوربی لئے کھڑی  
ہیں - دیوتا کی دالیں چانپ، کسی قدر پسخت چورکی  
پر، اُس کا نائب السلطنت (آپرائجہ - اپرالا) بیٹھا  
ہی اور بالیں طرف دربار کی ناچنے گانے والی عورتیں  
مصروف رقص و سرود ہیں - ذرا ذرا سے فرق کے ساتھ  
یہی تصویریں سب بہشتون میں پالی چاتی ہیں اور  
ان ہم شکل تصاویر کی بار بار تکرار سے اہل بودھ کی  
بہشتون کے سامان عیش و آسائلش کی یکزنگی اور  
ہے مزگی کا بہترین اندازہ ہو سکتا ہی ۔

### رہنمائی سائچی

عظمیں الشان پادشاہوں کی بہشت چو چار  
گوشہ عالم کے مدارالمہام ہیں -

۲ — تریسترنہا (۱) یعنی تینتیس دیوتاروں کی  
بہشت جن کا صدر شکرا ہی

۳ — وہ بہشت حسپر موت کا دیوتا (یاما) حکمران  
ہی اور ۴۵۰ دن اور رات کا تغیر نہیں  
پایا جاتا -

۴ — تیشیتا بہشت — تمام بودھی سترا، ذرع انسانی  
کے نجات دہنے بنکر رولے زمین پر آئیں  
پہلے اسی بہشت میں پیدا ہوتے ہیں -  
متیریا بودھی ستوا بھی آجھل اسی میں  
اقامت گزیں ہی -

۵ — برماٹریتوں کی بہشت چو اپنے عیش و عشرت  
کے سامان خود ہی پیدا کر لیتے ہیں -

۶ — پرینرمیٹ و شورت دیوتاروں کی بہشت - ان  
دیوتاروں کے عیش و عشرت اور تفریح طبع کے سامان

لروح درم :- اس لروح کے بالائی حصے میں بدهہ کی والدہ "مایا کا خواب" یا "بودھی ستر" کے حمل میں آنے کا راقعہ، دکھایا گیا ہی - رانی مایا محلے ایک بالاخانے میں صحر خواب ہیں، ازپر بودھی ستر ایک چھوٹی سے سفید ہاتھی کی شکل میں آسمان سے اُتر رہا ہی (۱) - اس نظارے سے بودھ مذہب کے پیرو بہت اچھی طرح راقف تھے اور (چونکہ یہ راقعہ کپل رست کا ہی اس لئے) مرقع میں جو شهر دکھایا گیا ہی اُسکی شناخت میں اس نظارے سے بہت مدد ملتی ہی - ذرا نیچے اور ایک شاہی چلوس شهر کے بازاروں میں سے ہوتا ہوا درازہ شہر سے باہر نکل رہا ہی یہ راجہ شدھوؤں کا چلوس ہی - جو اپنے بیٹے کی مراجعت پر اس سے ملنے کے لئے چارہا ہی - حصہ زیرین میں بدهہ کی ہوا میں چلنے کی کرامت دکھائی گئی ہی (دیکھو - شمالی درازے کے بیان میں اس کرامت کی تفصیل، صفحہ ۱۲۲) - سب سے نیچے بالین کرنے میں برگز کا درخت اس باغ کی طرف اشارہ کرتا ہی جو راجہ شدھوؤں نے اس موقع پر بدهہ کو نذر دیا تھا - شمالی پھائٹ کی طرح اس لروح میں

(۱) دیکھو فتح نوت (۲) صفحہ ۱۰۹ اور فضیلہ صفحہ ۲۸۱

سترن کے اس رخ کی سب تے بالائی لوح نیچے والی بہشتون سے مختلف ہی۔ اس میں در شخص ایک چبوترے پر بیٹھ ہوتے ہیں اور اُنکے نیچے خدام کہتے ہیں۔ یہ شاید بِرہما لوک کی زیران بہشت ہی۔ اہل بُردہ کے عقاید کے بموجہ بِرہما لوک مذکورہ بالا ادنی بہشتون سے ارفع ر اعلیٰ ہی۔

دایان ستون - اندر ونی رخ - ستون کے اس رخ پر گوتم بُدھہ کی چالی پیداالش یعنی شهر کپل رسما کے راقعات دکھالی گئے ہیں: —

بالائی لوح - راجہ شدھردن کا بُدھہ کی تعظیم بجا لانا: —

وسط لوح میں بُدھہ کا شجع مرغیت اور تخت ہی۔ ائمہ گرد پرستش کرنے والوں کا مجمع ہی جس میں بُدھہ کا باپ راجہ شدھردن بھی تخت کے سامنے کہڑا ہوا نظر آتا ہی۔ راجہ کے سر پر دسا ہی تاج ہی جیسا اس سے نیچے والی لوح میں ہی۔ اس مرقع میں گوتم بُدھہ کی مراجعہ کپل رسما کے وقت راجہ شدھردن کا اپنے میلے کو تعظیم دینے کا دکھایا ہی۔

اور کی لوح میں بھٹ سے دیوتار کی دو صفیں  
نظر آتی ہن حور اپنی آسمانی بھشtron سے نیچے کی  
طرف دیکھ رہے ہیں (۱) -

لوح سوم :- بدهہ کی پانی پر چلمہ کی کرامت  
( پلیٹ ۶ ج - Plate VI, c ) دیکھئے، دریائے  
نیر نجنا طغیانیوں پر ہی اور کاشپ اپنے ایک چیلہ اور  
ایک ملاح کو ہمراہ لئے کشتی میں سوار ہو کر بدهہ کر  
بچانے کی غرض سے لپکا ہرا جا رہا ہی۔ ذرا نیچے بدهہ،  
جسکو مجاڑا اس کے چنکرم یا چهل قدمی کرنیکو چہرترے  
سے ظاہر کیا ہی، پانی پر چلتا ہرا نظر آتا ہو۔ اور  
لوح کے حصہ زیرین میں کاشپ اور اس کا چیلہ، چنکی  
تصویریں دو مرتبہ بنائی گئی ہیں، پرستش کی وضع  
میں ہاتھ باندھ بدهہ کے سامنے خشک زمین پر کھڑے  
ہیں ( یا شاید قدرت کر رہے ہیں ) اس موقع پر بدهہ  
کا قائم مقام اس کا تخت ہی جو نقش کے حصہ زیرین  
میں دائیں ہاتھ کو رکھا ہوا ہی -

(۱) اس لوح کا مفہوم واضح نہیں ہی - ممکن ہی کہ اس  
میں شرافتی والی کرامت کا مظہر دکھایا گیا ہو -

بھی بُدھے کے ہوا میں چلتے کر چنکرم (چنکام) یا  
چبوترے سے ظاہر کیا ہی۔ راجہ اور آسکے ہمراہ ہمیں کا  
ہوا میں چلتے ہوئے بُدھے کی طرف اپر اور مذہ آٹھا آٹھا  
کر دیکھنا نہایت دلچسپ ہی۔

پشت — راقعہ مصروف معرفت: — رسم اور حملہ  
پیپل کا درخت ہی جسکے چاروں طرف مربع کٹوڑہ بذا  
ہوا ہی۔ درخت کے درجنوں طرف پرستش کرنے والے اور  
اوپر ملکوتی شکلیں ہیں۔

بالیں ہانپ کا ستون زوکار — لوح اول ردم - بُدھے کا معرفت حاصل  
کرنا۔ اوپر سے دوسرا یا اوج میں بودھ کیا ہ ملندر ہی  
جسکر راجہ اشوک نے "شجر معرفت" کے گرد تعمیر  
کرایا تھا۔ ملندر میں بُدھے کا تخت رکھا ہی اور آسکے  
بالی دنیپور سے مقدس درخت کی شاخیں نکل کر  
باہر تو پہلی ہوئی ہیں یہ درخت اور تخت بُدھے کے  
حصہ عرفان کا اظہار کرتے ہیں۔ ملندر کے دالیں بالیں  
چار شخص پرستش کی رفع میں کھڑے ہیں۔ یہ  
غالباً لوکپال یعنی چہار اطراف عالم کے محافظ  
پادشاہ ہیں۔

پیس رہی ہی اور ایک مرد اُسکے پاس کھڑا ہی - ان  
کے قریب ہی دالین طرف ایک درسری عورت کھڑی  
ہوئی میز پر کچھ کام کر رہی ہی تیسری موسول لئے  
ارکھلی میں دھان کرت رہی ہی از چوتھی چھاچ  
میں چاڑل لے کر سلوار رہی ہی - حصہ زیرین میں  
دریائے نیرنچلا دکھایا کیا ہی جسکے کنارے پربھت سے  
مریشی جمع ہیں اور ایک عورت دریا سے ایک گھڑا  
پانی لے رہی ہی - یہ بات قابل توجہ ہی کہ شہر بھر  
میں صرف ایک شخص کے ہاتھ دعا کی حالت  
میں ہیں ۔

لوح درم - آرزاوا کے آتشین مندر میں بددھ کا ازدھ  
کو مغلوب کرنا ۔ یہ قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہی  
کہ کاشپ کی خانقاہ کے قریب ایک آتشین مندر تھا (۱)  
جس میں ایک خوفناک ازدھا رہا کرتا ۔ بددھ نے  
کاشپ سے اس مندر میں ایک رات بسر کرنے کی  
اجازت حاصل کی ۔ رات کو اس ازدھ نے آگ اور  
ہوٹیں کے ساتھ بددھ پر حملہ کیا مگر بددھ نے بھی

(۱) اہل پرمाकی کتابوں میں کاشپ کا بازوچی خانہ لکھا ہے ۔

لرج زیرین :— راجہ بمبی سارا شہر راجگیر سے اپنے شاهی حشم و خدم کے ساتھ بددھہ کی ملاقات کو چارها ہی۔ بددھہ کو آسکی تخت سے ظاہر کیا کیا ہی۔ یہ راقعہ کاشپ کے بودھ مذہب اختیار کریں گے بعد کا ہی۔ کاشپ کو اپنے پیرزون میں شامل کرنے کے لئے بددھہ کو بہت سی کرامتوں دکھانی پڑی آہن ہنمیں سے ایک ارپر کی نوح میں منبت ہی۔

بایان ستون - اندر رونی رخ - ستون کے اس رخ پر آن کرامتوں کے منظار کندہ ہیں جنکے ذریعہ بددھہ نے کاشپ برهمن اور آسکے چیلوں کو اپنا معتقد بنایا تھا :—  
بالائی لرج - اندر اور برمما کا شہر آرلوا میں بددھہ کی زیارت کو آنا، لرج کے وسط میں تخت رکھا ہی جو بددھہ کی موجودگی کا اظہار کرتا ہی۔ تخت کے ارپر چھتر ہی اور پیٹھ کی طرف اندر اور برمما پرستش کی رفع میں کھڑے ہیں۔

لرج کے بالائی حصے میں آرلوا کے مکانات نظر آتے ہیں اور باشندگان شہر اپنے روزمرہ کے کام کاچ میں مشغول ہیں۔ پائیں طرف ایک عورت سل پر مصالحہ

لروح سوم - لکتیٰ، آگ اور قربانی والی کرامت : -  
 کاشپ کے تبدیل مذہب کے قصہ میں مذکور ہی  
 کہ آتشین مندر والی کرامت کے بعد برهمن نے ایک  
 قربانی نی طہاریاں دیں - لیکن نہ تو وہ آگ جلانے  
 کیلئے لکڑیاں چیر سمجھ، نہ آگ جلا سکتے اور نہ نذر ہی  
 چڑھا سکے جب تک کہ هر ایک کام کے لئے بدھہ نے  
 خاص طور پر منظوری نہ دی۔

اس سہ گاہ کرامت کو سنتگتراس نے تھا میں دلنشیں  
 طریق پر دکھایا ہی - صدر میں، دالین جانب، ایک  
 برهمن جو گی لکتیٰ چیرنے کیلئے کلماتی اٹھاتا ہی  
 لیکن کلماتی (ادیٰ ہی رہتی ہی اور) اُس وقت تک  
 نیچے نہیں آتی جب تک کہ بدھہ اجازت نہ دے - بدھہ  
 کی اجازت مل جانے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کلماتی  
 لکتیٰ کے جگہ میں گھس گئی ہی - علیٰ هذا القیاس  
 ایک برهمن قربانگاہ میں پذھے کی ہوا سے آگ جلانے  
 کی کوشش کر رہا ہی لیکن آگ اُسوقت تک ررشن  
 نہیں ہوتی جب تک کہ بدھہ اجازت نہیں دیدا -  
 قریب ہی قربانگاہ کی تصویر دربارہ دکھالی گئی ہی  
 جس میں آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں - کرامت کے

اُسکا ترکی بہ ترکی جواب دیا اور آخر کار ازدھے نے مغلوب  
ہر کو بُدھہ کے کشیدول میں پناہ لی -

دیکھئی ، لوح کے وسط میں مندر اور اسکے سامنے  
قربانگاہ ہی - بُدھہ کی موجودگی کو ظاہر کرنیکے لئے  
تخت پناہ رہا ہی جسکے عقب میں پانچ پہن والا سانپ  
ہی ازr آگ کے شعلے چھپس کے روشندازون میں سے لکل  
رہے ہیں - مندر کے دونوں طرف چند برهمن چرگی  
ادب و احترام سے کھڑے ہیں - نیچے ، دالین جانب ،  
ایک پہنس کی جہونپری (پرنشالا - پارچشاکا ) کے  
دروازے پر ایک چرگی چٹالی پریتھا ہی - اسکے کھٹنے  
ایک پنکھے سے بندھے ہیں اور لمبے لمبے بال پگری کی وضع  
میں سر کے گرد لپٹتے ہوئے ہیں - ظاہرا یہ کوئی برهمن  
یوگ کر رہا ہی - اسکے سامنے ایک اور برهمن کھڑا ہوا  
غالباً بُدھہ کی اس کرامت کا حال اسکر سنا رہا ہی -  
قریب ہی ایک چھوٹی سی آتشیں قربانگاہ ہی اور  
روڈز کے مطابق قربالی کے لئے جو آلات ضروری ہیں  
وہ بھی قریب ہی رکھے ہیں - بالیں طرف دریا سے  
نیرنچنا بہ رہا ہی جس میں ایک چرگی غسل کر رہا  
ہی ازr تین نوجوان مبتدمی پانی ہار رہے ہیں -

درمیانی شہتیر - سارناتھ کے مرغزار میں بددھ کا  
پہلا رعظ ( دیکھو صفحہ ۹۳ گذشتہ )

رسٹ لوح میں ایک تخت کے اوپر دھرم چکر بنا ہوا  
ہی جسم کے گرد بہت سے ہر ہیں ہیں - ہر ہیں سے  
رعظ ارل کی جالہ و قرع یعنی مرغزار اہو ( سماں دھار )  
کا اظہار مقصد ہی - چکر کے درجنون طرف چند آدمی  
کھڑے ہیں لیکن یقین کے ساتھ یہ کہنا بہت مشکل  
ہی کہ ان میں کون ڈنیا اور آسکے چار ساتھی ( ۱ ) بھی  
مرجود ہیں یا نہیں - شہتیر کے سررن پر ایک ایک  
درخت ارل تخت ہی چلنکے گرد چند اشخاص پرستش  
کی رضع میں کھڑے ہیں - دالیں سرے کے نقش  
میں نذرانوں کی ڈوکریاں قابل دید ہیں -

زیرین شہتیر - چھہ دنتا جاتک - اس لوح کا  
آس مرقع ہے مقابلہ کرو ہو جلوہ پھائٹک کے درمیانی  
شہتیر اور شمالی پھائٹک کے بالائی شہتیر کی پشت  
پر کندہ ہی - شمالی درازے کی طرح اس لوح میں  
بھی سوترا شکاری کی تصویر نہیں دکھائی گلی -

( ۱ ) بددھ کے سب سے پہلے پانچ مرید ( دیکھو صفحہ ۲۹۳ )  
( مترجم ) -

تیسرا جزر کو، چوندر کے متعلق ہی، اس طرح دکھایا ہی کہ قربانگاہ کے قریب ایک برهمن ہاتھ میں بڑا چمچہ لئے کھڑا ہی جسکو اُسلے آگ کے ارلن بڑھا رکھا ہی۔ آن در مبتداً یورن کی تصویریں چو بہنگیورن میں ایندھن اور سامان رسد لارٹھ ہیں مخصوص مددگاری ہیں۔ لوح کے بالائی حصے میں ایک ستودھ ہی جس کا گلبہ سلیلیورن سے منیں ہی اور آسکے گرد مریع کنہرہ ہی۔ اس ستودھ کی موجودگی سے تمام نظارے میں مذہبی رنگ چھٹلک مار گیا ہی۔

### پشت — بدھ کی نروان یا رفات کا راقعہ :-

وسط لوح میں ایک ستودھ ہی جسکے درزون طرف پرستش کرنے والے اور ازدھ ملکوتی هستیان ہیں۔

### مغربی پہاٹک

روکار — بالائی شہلیر : — آخری سات بدھ

انمیں سے چار بدھ مختلف سمبردھی درختوں اور چوکیورن سے اور تین بدھ ستودھ سے تعییر کئے گئے ہیں۔ انسانی ازدھ ملکوتی هستیان آنکی پرستش کو رہی ہیں۔



a. WEST GATEWAY: FRONT: LOWEST ARCHITRAVE. THE CHAUKHANDI JATAKA.



b. WEST GATEWAY: BACK: MIDDLE ARCHITRAVE. THE "WAR OF THE RELICS".

شہتیر کے درجن سرجن پر درست روپے اور آنکھ گرد چلند  
اشخاص پرستش کی وضع میں کھترے ہیں ( دیکھو  
صحیحات ۱۰۵ - ۱۰۶ و ۱۱۹ کذشتہ اور پلیٹ ۸ - الف ) -

پُشت - بالائی شہنشیر - شہر کوشانگر ( قدیم نام -  
کوسی نارا ) میں بدهہ کے " آثار " کا منظر : -

بدهہ کبی وفات کے بعد آسکے " آثار " ( یعنی راکھ  
بڑ جلی ہوئی ہتھیون ) پر کوسی نارا کے ملازوں نے  
قبضہ کر لیا تھا - چنانچہ اس لرح میں ہم دیکھتے ہیں  
کہ قوم ملا کا سردار ہاتھی پر سوار ہی اور " آثار متبرکہ "  
کراپنے سر پر رکھے ہوئے شہر میں داخل ہو رہا ہی -  
دروازہ شہر کے سامنے ایک درخت اور آسے پیشجھ درخت  
ہی جو بظاہر سال کا درخت معلوم ہرتا ہی - اس  
سے غالباً اس حقیقت کا اظہار مقصد ہی کہ بدهہ کی  
وفات سال کے درختوں ہی کے ایک جھنڈ میں راقع  
ہوئی تھی -

شہتیر کے سرجن پر در مرقعہ بنے ہیں جن میں  
بہت سے آدمی چہنڈیاں از زندگی لئے ہوئے نظر آتے ہیں -  
یہ بھی غالباً وسطی مرقع سے ہی تعاقی رکھتے ہیں

اور مُلارُن نے "آثار" حاصل کرنے کے بعد ہر جو جشن  
مذالع اُذکا اظہار کرتے ہیں -

درمیانی شہتیر - جنگ تبرکات - اس لوح کا مقابلہ  
اس مرقع سے اور ہر چلوپیں پھائٹ کے زیرین شہتیر  
پر کندہ ہی ( دیکھو صفحہ ۱۰۷ ) - سات حریف دعویدار  
جذکے سرزاں پر چتر شاہی سایہ اُذکن ہیں ، اپنی اپنی  
فرجین لئے شہر کو سی نارا کی جانب بڑھ چلے آ رہے ہیں  
جسکا محاصرہ ابھی شروع نہیں ہوا - شہتیر کے بالین  
سرے پر شہر کو سی نارا دکھایا گیا ہی - اس میں  
ہر شخص شاہزادہ انداز میں بیٹھا ہوا نظر آتا ہی  
وہ غالباً مُلارُن کا سردار ہی - دالین سرے پر غالباً  
بعض حریف دعویدارزین کی تصویریں دریاہ بنا لی  
گئی ہیں - ( دیکھو پلیٹ ۸ - ب - Plate VIII, b )

زیرین شہتیر - بدھہ کو بھائے کی کوشش :-

یہ منظر شہتیر کے تینوں حصوں پر کندہ ہی -

وسط میں بدھہ گیا کا مندر ہی جسکے اندرون پیپل کا درخت  
اور بدھہ کا تخت نظر آتا ہی - دالین جانب مارا کی  
فرجین شکست کہا کر بھائی چارہ ہیں - بالین



بُدھہ کے حاسد اور بد باطن رشتہ دار دیوبودت نے، کہ وہ بھی اس جنم میں بلدر اور بودھی سُتْرَا کی رعایا میں شامل تھا، سوچا کہ اس وقت دشمن کو تباہ کرنے کا اچھا موقع ہی - چنانچہ وہ بودھی سُتْرَا کی پیٹھ پر اس زر سے کودا کہ اُسکے دل پر سخت صدمہ پہنچا - بودھی سُتْرَا کی اس چرانمردی کو دیکھ کر راجہ بنارس اُسکے قتل کی کوشش پر پھیما۔ هوا اور شاهی اعزاز کے ساتھ اُسکی تجھیز و تکفین کی -

بیوہمی، لوح کے وسط میں اپر سے نیچے کو گلتا ہے رہی ہی - اوپر، بالائیں چانپ، آم کا درخت ہی جسکی شاخوں میں در بلدر چھپے ہوئے ہیں - بلدرن کے بادشاہ نے ایک ہاتھ سے آم کی ایک ڈال پکڑ کر پچھلی ٹالکیں دریا کے دوسرا پار پہنچائی ہیں اور اس زندہ پل کے ذریعہ سے کچھ بلدر دریا کو عبور کر کے دوسری طرف جنگل اور پہاڑ کی چٹانوں میں جا چھپے ہیں - لوح کے حصہ زیرین میں راجہ پرہمدت، کھڑے پر سوار، اپنے سپاہی لئے کھڑا ہی

طرف دیوتا بُدھہ کی فتح اور شیطان کی ہزیمت پر  
خوشیان منارہ ہیں اور بُدھہ کے شاندار کارناموں کے  
نرا نے لا رہے ہیں ۔

بُودھہ کیا بندر ہو شجر معرفت (پیدل) کے  
گردہ بنا ہوا ہی، اشوك نے تعمیر گردا یا تھا اس لئے  
اس تصویر میں اسکو دکھانا تاریخی لحاظ سے غلط ہی ۔

دایان ستون - سامنے کا رخ - بالائی لوح ۔

دایان ستون

مہاکپی جاتک - (دیکھر تصویر پلیٹ نمبر ۵۰۵ ۔

Plate VI,d) بیان کیا جاتا ہی کہ ایک جنم میں  
بُودھی سترا بندر کی شکل میں پیدا ہوا تھا ۔ وہ اُسی ہزار  
(۸۰۰۰) بندروں کا بادشاہ تھا ہو دریائے کنکا کے کنارے  
رہتے اور ایک عظیم الشان آم کے درخت کے پہل کھایا  
کرتے تھے ۔ ایک دن راجہ برمودت والی بنارس لے  
اس درخت پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور بندروں کو  
مارنے کی غرض سے کچھ سپاہیوں سے درخت کا  
محاصرہ کر لیا، لیکن بُودھی سترا، یعنی بندروں کے  
بادشاہ، نے اپنے جسم سے دریا کے اوپر پل بنا دیا  
اور تمام بندر صحیح ر سلامت دریا پار چلے گئے ۔

لرج سوم :- بددہ ( جسکر یہاں تخت سے ظاہر کیا گیا ہی ) جنگل میں ایک پہلو دار درخت کے ذیچے بیٹھا ہی جو مکن ہی کہ بودھ کیا کا راجائیں درخت هر ہسکے ذیچے بددہ حوصلہ معرفت کے بعد چند روز بیٹھا تھا - ذیچے بددہ کے سامنے چند اشخاص پرسنٹس کی وضع میں کھڑے ہیں چوپانی وضع قطع سے دیوتا معاون ہرگئے ہیں ۔

لرج چوتین :- اس لرج میں پہول پتی کا کام ہی جس پر تین آرمائی شیر ببر کھڑے ہیں ۔ پہول پتیوں کی طرز ساخت رسمی ہی مگر اور رائے پتوں کے عجیب رغیب شکن دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ پتوں کے موڑنے کا یہ دلکش طریقہ ابتدائی ہندی صنعت کی خصوصیت ہی جو زمانہ مابعد کی صنعت میں کہیں نظر نہیں آتی ۔ لرج کے اوپر ایک کتبہ بھی کندہ ہی جسمیں لکھا ہی کہ یہ ستون ایجاد ر ( آرڈ کشدر ) کے شاگرد بالا متر نے بنرا یا تھا ۔

آندر کا رنج - لرج ادل - واقعہ حوصلہ معرفت ( سمبودھی ) :-

لرج کے بالائی حصہ میں پیپل کا درخت اور بددہ کا

جلمیں سے ایک سپاہی کمال میدن تیر چورے  
بودھی سترا کو نشانہ بنایا چاہتا ہی۔ اُرم کے بالائی  
 حصے میدن دلچسپی کو دربارہ آم کے نیچے بینہ اور  
 قریب المركب بودھی سترا سے باتیں کرتا ہوا دکھایا گیا ہی۔  
 کتب "جاتک" میدن لکھا ہی کہ بودھی سترا نے  
 اس وقت راجہ کو فرماں سلطنت کے متعلق مفید  
 نصیحتیں کیں ۔

لرج درم - تیشیتا بہشست میدن بودھی سترا کا وعظہ ۔

لرج کے وسط میدن بددھہ کا درخت اور تخت ہی  
 اور تخت کے گرد بہت سے دیرتا بوضع پرستش بادلوں  
 میدن کھترے ہیں۔ اور کے حصے میدن گندھرپ پہلوں کے  
 ہار لا رہے ہیں اور انکے نیچے درخت کے درجنوں طرف  
 اندر اور بڑھا کسی شیر جیسے چانور پر سوار آرہے ہیں۔  
 اور کی قصوبوں میدن، اور نیز دیوتازن کے قدموں  
 کے نیچے، جو بادل دکھائی گئے ہیں انکی رسمی طرز  
 ساخت کو خور سے دیکھئے۔ معلم ہوتا ہی کہ یہ  
 گویا بازاں کی چٹالیں ہیں جن سے آگ کے شعلے نکل  
 رہے ہیں ۔

یاد دلانا اور اس مسلسل کا اظہار کرنا ہی جو بودھی ستوا  
لے آس نہیں کی بدولت بعد میں اختیار کیا۔  
ممکن ہی کہ یہاں بھی یہ تین شکلیں (جو مشرقی  
پھائٹ را نقش کے تین یونہاڑوں کی غمزہ تصویروں  
سے ہے حد مشابہ س رکھتی ہیں اور غالباً ایک ہی کاریگر  
کی بلائی ہوئی ہیں) ، مہا بیعنیش گرم کا واقعہ  
یاد دلانے کے لئے بنائی گئی ہوں جس کا نتیجہ  
آخر کار حصول معرفت کی صورت میں رُنما ہوا۔  
اور وہ دروازہ جو ان تصویروں کے عقب میں ہی  
شہر کپل دست کے دروازے کو یاد دلانے کے لئے  
بنایا گیا ہو۔

روح درم - دیوتاؤں کا بدھہ سے سلسلہ رعظ و تبلیغ  
شروع کرنے کی درخواست کرنا۔

بودھ مذہب کی کتابوں میں لکھا ہی کہ معرفت  
حاصل کرنے کے بعد بدھہ نے آس حقیقت کی عام اشاعت  
کرنے کے بارے میں تامل کیا جو آسپر آشکار ہوئی تھی  
آس وقت برہما ، اندر ، لوکپال ( یعنی چار اطراف عالم کے  
مدارالمهام ) ، اور ملائکہ اعلیٰ نے اسکی خدمت میں

تخت ہین جن کے گرد بہت سے مرد 'عمرتین' جانور اور دیوتا پرستش کی وضع میں کھڑے ہیں - یہ منظر مارا اور آسکی شیطانی فوج کی ہزیمت کے بعد کا ہی چبکہ "لگ" پردار مخلوق 'فرشتہ' اور دیوتا ایکدرسرے کو آکے بڑھنے کی ترغیب دیتا ہوئے "شعر معرفت" کے نیچے ہستی معمّظم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جون چون آگے بڑھتے خوشی میں آکر یہ نعرے لگاتے تھے کہ "آخرش رشی فتحیاب ہوا..... اور شیطان مغلوب ہرگیا" - وہ بڑے سر والا دیوتا، جو لوح کے دالیں چاڑھاتھی یا شیربر سوار ہی، غالباً الدر یا شاید برهما ہی۔

وسط لوح میں تین شخص جنکے چہرے مقدم و متفکر معلوم ہرتے ہیں تخت کے تین طرف 'بڑے ہیں - لیکن یہ سوال اب تک حل نہیں ہوا کہ ان تصویریں سے کیا مراد ہی - اس سے قبل ہم مشرتی پھائک پر مہا بہنش کرم یعنی "ترک دلیا" والے نقش میں دیکھ چکے ہیں کہ سلگٹراش نے لوح کے وسط میں ایک چامن کا درخت بنایا ہی جس سے اسکا مقصد بودھی سترا کے سب سے پہلے "دھیل" کو

بیڑی، جو اپنی تمام ضروریات کے لئے اپنے انلوگے بیٹے شیام کے محتاج تھے، بنارس کے جنگل میں رہا کرتے۔ ایک دن راجہ بنارس جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ شیام بھی دریا پر پانی بھرنے کیا اور اتفاقیہ راجہ کے تیر سے زخمی ہو گیا۔ راجہ کی ندامت اور پشیمانی اور شیام کے والدین کی گردی دلاری سے متاثر ہو کر اندر دیوتا بیچ میں پڑا اور حکم دیا کہ شیام کے زخم اچھے ہو جالیں اور آسکے والدین کی قوت بینالی بھال ہو جائے۔

دیکھنا، اپر لوح کے والدین کرنے میں، درجہونپڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ ایک کے سامنے شیام کا باپ اور دوسرا کے دروازے پر آسکی مان بیٹھی ہی۔ نیچے شیام دریا سے پانی لینے آرہا ہی۔ بالدین جانب راجہ بنارس کی تصویر تین دفعہ بنا لی گئی ہی، پہلے وہ شیام کی طرف (جو پانی میں کھڑا ہی) تیر چلاتا نظر آتا ہی، اس سے ذرا نیچے کمان ہاتھ میں لئے آرہا ہی اور تیسرا چگہ تیر کمان ہاتھ سے پھینک کر افسوس اور پشیمانی کی حالت میں کھڑا ہی۔ بالدین طرف بالائی گوشے میں، شیام اور آسکے والدین

حافر ہو کر درخواست کی کہ رہ دھم کے چکر کو حرکت دے - اس درخواست کے رقت بددہ برگد کے درخت کے نیچے پیٹھا ہوا تھا اور غالباً یہی رجہ ہی کہ اس لوح میں اس رافعہ کو صرف بترا درخت اور آسی کے نیچے بددہ کا تخت رکھ کر ظاہر کیا کیا ہی - سامنے جو چار شخص پہلو بہ پہلہ کھڑے ہیں رہ چار لوکپال معلوم ہوتے ہیں ۔

**پُشت :** - بددہ کی رفات نا واقعہ حسب معمول ایک ستون پر اور آسکے گرد چند خدام کی تصویریں بنا کر ظاہر کیا گیا ہی ۔

**بایان ستون - سامنے کا رخ - بالائی لوح :-**

بایان ستون

اس لوح میں غالباً اندر کی بہشت دکھالی گلی ہی جسکی سامنے دریاۓ مندا کنی بہ رہا ہی - شمالی پہاڑک پر از سترہ نمبر ۳ کے ملکش پہاڑک پر بھی اس سے ملتی جلتی تصویریں بنی ہوئی ہیں ( دیکھو صفحات ۱۲۷ و ۱۷۴ ) ۔

**اندر کا رخ - بالائی ارج - شیام جاتک :-**  
کہتے ہیں اے ایک نابینا زاہد اور آسکی اندهی

کی تکمیل کے لئے کثیرالعداد کاربکر بیسیورن برس تک کام کرتے رہے ہوئے ۔ ان میں بہترین مرقعہ وہ ہیں جو چڑوبی پھائٹک کو مزین کرتے ہیں، اور سب سے ادنیٰ درجے کے وہ چو شمالي پھائٹک پر بلے ہوتے ہیں، لیکن عملی دستکاری کے لحاظ میں شاید سب سے زیادہ فرق چڑوبی اور مغربی پھائٹکوں کی منبت کاری میں پایا جاتا ہے ۔ مثال کے طور پر چڑوبی پھائٹک کے درمیانی شہتیر کے اندر والے رخ پر چھہ دنتا چائک کی چر تصویر ہی (پلیٹ نمبر ۵ - الف - ۸ Plate V, a) ، اس کا مقابلہ مغربی پھائٹک کے زبردین شہتیر کے روکار والے مرقع (پلیٹ نمبر ۸ - الف - ۸ Plate VIII, a) سے کوچس جس پر یہی منظر دکھایا گیا ہی ۔

چڑوبی پھائٹک کے نقش میں تمام تصویریں نہایت پابلدی کے ساتھ ایک ہی سطح میں رکھی گئی ہیں کہ دیکھنے والوں کو سب یکسان نظر آئیں ۔ اور زیادہ ارنچی یا ابھری ہوتی نہیں بلکہ گلیں کہ اُنکے لمبے لمبے سائیے منظار کی خوبیوں کو چھپا نہ لیں ۔ نتیجہ یہ ہی کہ اس مرقع کو دیکھنے سے سنگتراشی کی بجائی زردزی کے کام کا خیال پیدا ہوتا ہی ۔ اور دیکھنے ، ہاتھیوں کی تصویریں عریض اور مسطع

بالکل تندرست اور صحیح و سلامت مرجون ہیں  
اور آنکے پہلو میں راجہ بناوس اور اندر دیوتا کھڑے ہیں ۔

لوح درم - راقعہ حصول معرفت (سمبودھی) :-

وسط لوح میں پیپل کے درخت نے نیچے بدهہ کا  
تخت رکھا ہی ۔ درخت پر گذھرب پھولز کے ہار  
چڑھا رہے ہیں ۔ ارد کرد ناکا قوم کے مرد و زن شیطان بر  
بدهہ کی فتحیابی کی خوشی میں چشم منا رہے ہیں  
( دیکھو صفحہ ۱۵۲ ) ۔

لوح سرم :— اس لوح کا صرف بالائی حصہ رہ گیا  
ہی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اس میں بدهہ کے ( راجگیر  
سے شہر دیشالی کو چاتے ہوئے ) دریا لے گنگا کر عبر کرنے  
کی کرامت دکھائی گئی ہی ( ۱ ) ۔

## مرقون کی طرز ساخت اور صنعت

ان مرقون کی طرز شمار تصاویر اور پر تکلف چیزیات

ساافت اور صنعت ( ۱ ) معلوم ہوتا ہی کہ اس لوح کے نیچے کا حصہ آسروت  
کاٹ دیا گیا جب میجر کول نے سنہ ۱۸۸۲ع میں پہاڑ کو  
دوبارہ نصب کیا ۔ میسی کی کتاب میں ( پلیٹ ۲۱ پر )  
یہ لوح مکمل دکھائی گئی ہی ۔

مو قلم کے کام میں (یعنی رنگیں تصاویر کے بنانے میں) زیادہ مہارت تھی، لیکن ساتھ ہی پیداگری سے خط و خال کی نفیس ساخت اور مرقعوں کی موزون اور خوشدا ترتیب کا ناک احساس بھی قدرت کی طرف سے اُسکر دیعثت ہوا تھا۔

برخلاف اسی مغربی پھائٹ رالا مرقع دستکاری کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہی اور اگر اسکی تصویروں کو فرداؤ فرداً دیکھا جائے تو یقیناً زیادہ موثر اور دلکش پائی جائیگی، لیکن بعیدیت مچھری یہ مرقع کچھ بھلا نہیں معلوم ہوتا اسلئے کہ تصویریں اس کثرت کے ساتھ بندی ہوئی ہیں کہ راقعہ ای تفصیل کے سمجھنے میں الجھن سی ہوتی ہی اور درسرے ان کی ترتیب میں حد سے زیادہ تصنیع اور باقاعدگی ہی۔

اب اگر جنوبی اور مغربی درازوں کے آن مرقعوں کا آیس میں مقابلہ کیا جائے جن میں "جنگ تبرکات" کا منظر دکھایا گیا ہی تو بھی اسی خیال کی تالید ہرگز (دیکھو پلیٹ ۵ ب اور پلیٹ ۸ ب - Plate V, b اور Plate VIII, b) - دونوں مرقعوں میں فتحیل کی افزایا ہی اور واقعیت کا اظہار، - لیکن دونوں کے فتحیل اور اظہار واقعیت میں باہم اختلاف ہی۔

بنالی ہیں کہ آنکھ غیر معمولی دبیل ڈرل کی حقیقت  
بخوبی ذہن نشین ہو جائے ۔ درختوں کو حسب  
قاعدہ اپہرا ہوا بنانے کی بعالمی آنکا صرف خاکا سا بنا دیا  
گیا ہی ۔ اور قالاب میں کنڈل کے پھرل ۔ جلکی  
طرز ساخت رسمی ہی ۔ آن ہاتھیوں کے قد رقامہ سے  
بالکل غیر مناسب ہیں جو تالاب میں چل رہے ہیں ۔

ثاني الذكر، یعنی مغربي پهاںلٹ کے، نقش میں  
پھول پتیوں کی جسامت اصلی معلوم ہوتی ہی ۔  
پانی کو لہردار لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہی ۔ بڑ کا  
درخت سراسر مطابق اصل ہی ۔ ہاتھیوں کی ساختمان  
زیادہ زیردار اور مکمل ہی ۔ اور اگرچہ تمام تصویریں  
ایک ہی سطح پر بنی ہوئی ہیں لیکن کہیں کہیں  
پتھر کو گھرا کھو د کر عمق اور سایہ اور روشنی کے  
اختلاف کا منظر دکھایا گیا ہی ۔

اپنی اپنی چمکہ درنوں مرقعہ قابل تعریف ہیں ۔  
لیکن اس بارے میں ہرگز اختلاف رالم نہیں ہو سکتا  
کہ درنوں میں زیادہ استادانہ کونسا ہی ۔

جنوبی پھاںلٹ والا مرقع کسی ایسے ذہین کا ریگر کا  
بنایا ہوا معلوم ہوتا ہی جس کو سنکتراشی کی تسبیب

مختلف جہات میں حرکت کرتی نظر آتی ہیں جس سے ترتیب میں ایک خاص خریصوتی پیدا ہو گئی ہے ۔ درسرے مرقع میں اگرچہ تصویروں کے انداز مختلف ہیں لیکن حرکت بحیثیت مجموعی یکسان ہی ۔

اس میں شک نہیں کہ ان تصویروں کی طرز ساختہ کا یہ اختلاف ایک حد تک مختلف صناعوں کی الفرادی مہارت اور قابلیت کا نتیجہ ہے لیکن علاوہ اسکے وہ تغیرات بھی اسکے اسباب میں ضرر شامل ہیں جو اس وقت نہایت سرعت کے ساتھ ہندستان کے فن سنگرائی میں پیدا ہر رہے تھے، یعنی غیر ملکی صنعت کا ملکی صنعت پر اثر اور آسکا استقرار، عملی دستکاری کی ترقی اور اصول مقررہ کی پابندی کی طرف روز افزون میلان ۔

بھروسی اثر جسکی طرف مینے ابھی اشارہ کیا ہی اُسکی شہادت ایرانی طرز کے جرس نما پرکالوں، اشوري گلکاریوں، اور مغربی ایشیا کے خیالی پردار چانوروں یا اسی طرح کی دیگر غیر ملکی تصویروں سے منتہی ہی جو درازوں پر جابجا نظر آتی اور بآسانی قمیز

جنوبی پہاٹک والے منظر میں زندگی اور راتھیت کا رنگ ہایا چاتا ہی اسلئے کہ سلگتراش نے پہلے اپنے ذہن میں تمام راقعہ کا تصور نہایت اچھی طرح جما لیا ہی اور پھر اپنے خیال کو دلکش سادگی کے ساتھ ادا کر دیا ہی - دوسرے یعنی مغربی پہاٹک والے مرقع میں مکانات اور نیزروں تصویریں جو چورکوں میں بلی ہرئی ہیں "مغض رسمی اور بے جان معلوم ہوئی ہیں" اور حملہ آرر انواع جو سیالاب کی طرح شہر کی جانب ہڑھی چلی آ رہی ہیں، انکی حرکت اور ہل چل بھی نسبتاً کم موثر ہی - وجہ یہ ہی کہ سلگتراش نے اپنے تخيیل اور ذاتی استعداد سے کام لینے کی بجائی اس قسم کے مناظر کی رسمی طرز ساخت پر زیادہ بھروسہ کیا ہی - پہلے نقش میں چسموں کے ابھار اور تصویریں کے درمیانی فاصلے یکسان نہیں ہیں، اسلئے ان کے سایے بھی کہیں ہلکے اور کہیں کوڑے ہیں - دوسرے مرقع میں پیکریں کے درمیانی فاصلے بہت کم ہیں، اور تھوڑی چگہ میں بہت سی تصویریں بنادی گئی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہی کہ درمیانی سایے زیادہ گھرے ہو گئے ہیں اور نقش میں "رنگین تصویر" کی سی مشابہت پیدا ہو گئی ہی - پہلے نقش میں تصویریں

کیا گیا ہی (دیکھو صفحہ ۷۹) - چاروں مرقععن میں بدهہ کو دھیان مُدررا یعنی حالت استغراق میں بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہی - بدهہ کے درون طرف ایک ایک خادم کھڑا ہی اور سر کے پیشے ایک ملقطس ہالہ سا بننا ہی جسکے اندر درون طرف ہر گندھوب آز رہہ ہیں (۱) - تھوڑوں کی ترتیب اور خصرما خدام کی رفع و هیئت میں چڑی اختلافات پالے جاتے ہیں اور شمالی مجسمے کی کرسی پر تین چہرئی چہرئی مورتیں بنی ہوئی ہیں لیکن یہ اختلافات ایسے نہیں کہ انکی مدد سے ہم اس امرکا فیصلہ کرسکیں کہ آیا یہ مورتیں خاص خاص دھیانی (۲) بدهوں کی قائم

(۱) برجس (Burgess) صاحب کا یہ بیان کہ جنوبی صرع میں بدهہ کی کھڑی مورت دکھائی گئی ہی بالکل ہے بنیاد ہی - جس تصویر کا برجس صاحب نے حوالہ دیا ہی وہ ساتوں صدی عیسیوی کی بنی ہوئی ہی اور جنوبی دروازے کے قریب ہی دستیاب ہوئی تھی لیکن جنوبی دروازے والے مجسمے کی کرسی سے اسکو ہرگز کوئی تعلق نہیں - اس تصویر میں بدهہ کا شہر راجگیر میں مست ہاتھی کو مطیع کر لے کا واقعہ دکھایا گیا ہی - (دیکھو

میسی کی تالیف - سانچی اینڈ ایس (دمنیز، پلیٹ ۲۰، شکل اول)

(۲) بودہ مذہب کے شمالی یا مہابیانی فرق کا مقیدہ ہی کہ ہر دنیاوی بدهہ کا ایک منخفی همزاد (- دھیانی بدهہ) بھی ہوتا ہی جو کسی دھیانی بہشت میں رہتا ہی - اس طرح کاشہ

ہر سکتی ہیں۔ اس قسم کی تصویریں عمرما سلطنتی اور زمانہ مابعد کی مغربی سلطنتوں کی اُس عالمگیر صنعت میں پائی جاتی ہیں جو بہت سے تمدنوں کے مختلف عنابر کے اختلاط سے پیدا ہوئی تھی۔ علاوہ ازین بہت سے پیدوں (ملاًہ مشرقی پہاڑ کے کوهستانی سواروں) کی عجیب و غریب وضع، کہیں کہیں کیفیت مکانی کے اظہار کی کوشش، جیسی کہ عاج کاران دیشا (البی لوح میں نظر آتی ہی (۱)، نیز بعض مجموعوں کا خروشنما توازن، اور سایہ اور روشنی کے اختلاف سے مصور انہ رنگ پیدا کرنا، جو اس زمانے میں یونانی شامی صنعت کی ممتاز خصوصیت تھی، ان سب باتوں سے بھی یورپی اثر کی زبردست شہادت ملتی ہی۔

ستونہ کلائے چاروں درازوں کے سامنے، چبوترے کے سہارے، بدھ کی چار مورتیں رکھی ہیں جنکے اوپر کسی زمانے میں (پتھر کے) ملقط سالیاں بھی قائم تھیں۔ یہ وہی چار مورتیں ہیں جنکا ذکر عہد گپتا کے سنه ۱۳۱ (مطابق سنه ۴۵۰ - ۴۵۱ ع) والے کتاب میں

بدھ کے چار محبھے  
جو پرداہنا میں  
درازوں کے سامنے  
رکھی ہیں

انکے طرز نشست سے ہو سکتی ہی لہ کسی اور  
علامت سے (۱) ۔

صنعتی نکتہ خیال سے جنوبی درازے والی مورت  
سب سے عمدہ ہی اور اس کے خادمن کی خوبصورت  
تصویریں بالخصوص بھلی معلوم ہوتی ہیں ۔ جنوبی  
درازہ چونکہ سب سے اہم درازہ تھا اس نے اس طرف  
کی مورت بھی سب سے قابل اور ہوشیار صناع کے سپرد  
کی گئی ہو گئی ۔ اس مورت کی طرز ساخت اور صلعت  
کی خوبی کو دیکھ کر اسی زمانے کی وہ تصاویر یاد  
آتی ہیں جو سائچی سے چار میل کے فصل پر کوہ  
اردے کری کے غازن میں سالیباذر میں منبت ہیں ۔

ستوپہ کلان کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہی کہ اسکی  
عمار پہاڑی کی برهنہ چڑی پر راقع ہوتے کے باوجود  
درہزار سال تک امتداد ایام اور تغیرات موسم کے  
تباد کن اثر کا ایسی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرتی  
رہی ہی ۔ عمارت مذکور اسوقت بھی بہت اچھی  
حالت میں ہی ۔ پہاڑوں اور کٹھروں کے مرقع اور

(۱) میسی (Maisey) کا خیال تھا ہے پتھر کا وہ سرجسک،  
اور ایک بلند مکت یا تاج ہی اور تاج میں ایک بدھہ بینہا ہی،  
شمالي درازے والی مورت سے تعلق رکھتا ہی ۔ لیکن یہ خیال  
درست نہیں ہے ۔

مقام ہیں یا نہیں - عہد رُسطی میں ستوریں کی کرسیوں کے گرد دھیانی بدهوں کی تصویریں رکھنے کا عام رواج تھا - یہ مرتبین ستوریں کے چاروں طرف طاقچوں میں رکھی جاتی تھیں اور عام ترتیب یہ ہوا کرتی کہ آکشربیدا کی مرتب مشرق میں ،

رُتن سَبَبُور کی جنوب میں ، آمی تابہہ کی مغرب اور آموگہ سِدّھہ کی شمال میں رکھتے تھے - ممکن ہے ، کہ یہ چاروں مرتبیں بھی انہیں چار دھیانی بدهوں کی ہرن لیکن ان کی صحیح صحیح شلاختہ نہ تر

[ فرت نوٹ بسلسلہ صفحے گذشتہ ]

بدھہ کا دھیانی رُتن سَبَبُور ہی ، گوتم کا امی تابہہ اور آنے والے بدهہ یعنی میدرا کا دھیانی امرگہ سِدّھہ ہی - یہ مقیدہ ظاہر زرتشتی عقیدہ " فُروشی " پر مبنی معلوم ہوتا ہی جو پیدائش کے وقت انسان کا ایک فُروشی یا همزاد ہوتا ہی جو پیدائش کے بعد اُسکی شفاعت ہوتا ہی - اصل میں ان دھیانی بdehyوں کو بدھہ کہنا خلاف قاعده ہی کیونکہ یہ کبھی بودھی سترا نہیں رہے ۔

پھائٹ اور فرشی کتھرے کے رہ حصہ جو ان پھائٹوں کے  
قریب تھے کمزور ہو کر گردئے تو آچھے تعجب کی  
بات نہیں، بلکہ تعجب تو اس بات کا ہی کہ ایسے کمزور  
اصل کے مطابق بنے ہوئے پھائٹ اب تک صحیح و سالم  
کھٹے رہے۔

جنوبی اور مغربی پھائٹ میجر گول نے سندھ ۱۸۸۲ع  
میں دوبارہ قائم کئے تھے۔ اور اُس کام کے درازان میں جو  
گذشتہ چند سال میں مصنف کے زیر نگرانی ہوا ہی،  
ستوپے کے گرد روپیش ت تمام صلیبہ صاف کر کے قدیم  
سنگی فرش کے بقیدہ حصور کو از سرنر، قدرے ڈھلوان  
لگا دیا ہی جس سے عمارت، مذکور گرد و نواح کی زمین  
سے کسی قدر بلند ہو گئی ہی اور اُسیے قریب پانی جمع  
نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بڑیں گندد کا جنوب مغربی حصہ  
( جسکی مرمیت سندھ ۱۸۸۳ع میں مخصوص گارتے اور چھوڑ  
چھوڑے پتھروں سے کبی گئی تھی اور جو بوجہ کمزوری کے  
کھسلت کر گرا آتا تھا) از سرنو بنا یا جارها ہی۔ اس  
قومیم کے بعد جب یہ عمارت دوبارہ مسلط حکم ہو جائی  
تو چبوترے، زینے اور چوٹی کے کتھرے اور ازر اجزاء جو  
اپنی اصلی جگہ سے گر گئے ہیں، دوبارہ قائم کر دی جائیں گے

خصوصاً وہ نقش جو مغربی پہاڑ ک پر بننے ہوئے ہیں، اُن میں آج بھی وہی تازگی ہی جو تمدیل تعمیر کے وقت نہیں اور بعض تصاویر کو جو تھرا بہت نقصان پہنچا ہی رہ زیادہ تر موجودہ زمانے میں بعض بُت شکنون کے ہاتھوں پہنچا ہی اور افسوس کے ساتھ کہذا ہوتا ہی کہ اب بھی بعض جاہل اشخاص ان عمارتوں کے خوبصورت نقش و نگار کو خراب کرنے میں ایک قسم کی مسروت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ستون پر کی اصل: عمارت کی خستگی کے در بترے سبب ہیں ایک تو اسکے کرد آب باران کا اجتماع اور درسرے وہ شدید نقصان جو سنہ ۱۸۲۲ع میں بعض ناقص برد کار شانقین حفريات نے گندم کے جنوب مغربی حصے میں کھدائی کر کے پہنچایا۔ ستون پر کی بنیاد اکثر حصہ چنان ہر قائم ہی اسلامی اسکے کرد آب باران کا اجتماع اسکی بنیاد کے دھنس جانے سے نہیں ہوا بلکہ اُس ملید کی وسیع سے ہوا جو عهد وسطی سے (لے کر موجودہ زمانے تک) ستون پر کے کرد جمع ہوتا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ ملبدہ کلی فیٹ ازٹھا ہو کیا اور ہر سال برسات میں ستون پر کے کرد پانی جمع رہنے لگا (کیدرنکہ اسکے نکلنے کا کوئی رسیہ نہیں)۔ پس ان حالات میں اگر جنوبی اور مغربی

لیچے سولہ فیٹ گہرائی پر نہایت اچھی حالت میں موجود ہی -

سطح مرتفع کے مشرقی حصے میں چون ۴۰۰ قدیم عمارتیں شکستہ ہو کر گرتی گئیں، ذکی عمارتیں اُنکے افتادہ ملیں، پر تعمیر ہوتی گئیں اور تباہی اور تعمیر کا یہ سلسلہ صدہا سال تک اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ عہد وسطی میں اس حصے کی سطح خاصی بلند ہو گئی اور ایک پختہ سڑک اُسکے وسط میں بنائی گئی جس کا ایک سرا عمارت نمبر ۱۹ ( دیکھو سطھی نقشہ پلیٹ ۱۵ - XV ) کے شمال میں اسروقت بھی نظر آتا ہی - اسکے بعد بارہوں صدی عیسوی کے قریب جبکہ ان عمارتوں کا ملبہ جمع ہو کر قریباً چودہ فیٹ بلند ہو گیا تو اُسکے سامنے شمالاً جنوباً ایک بڑی دیوار ( ۱ ) تعمیر کر دی گئی کہ وہ اس مجتمع ملیہ کو اُسی حالت پر قائم رکھ سکے -

کہ یہ بے نظیر عمارت اپنے تمام ضروری خط و خال کے لحاظ سے مکمل ہو چکی (۱)۔

جس سنگی فرش کا ذکر اور پر آیا ہی وہ ستونیہ کلان فرش اور مشرقی سنگی غلاف اور فرشی کٹھرے کا ہم عصر یعنی سنه ۱۵۰ تا سنه ۱۰۰ قبل مسیح کا بنا ہوا ہی۔ ابتداءً اسمین پتوہو کی چھہ سے آئیہ نیت تک لمبی اور تین سے چار فیٹ تک چوتھی سلین لگی ہرلئی تھیں مگر اس وقت یہ فرش بہت شکستہ حال میں ہی۔ اسکے ذیپھے چار اور فرش چولنے اور کلنرے یا اور مصالح کے بلے ہرے ملکے ہیں۔ سب سے قدیم فرش جو سنگی فرش کی سطح سے قریباً چار فیٹ ذیپھے ہی شہنشاہ اشوك کے زمانے کا ہی اور آسکی مفصل کیفیت اشوك کی لائے کے حال میں لکھی جائیگی جو جنوبی پہاڑ کے قریب استادہ ہی۔ بالائی فرش<sup>(۱)</sup> جو اس وقت ستونپے کے گرد نظر آتا ہی، ابتداءً تمام رسمی و قلب پر، بلکہ مشرقی جانب جو محافظ دیوار ہی اُس سے بھی بہت پرے نک لگا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ عمارت نمبر ۳ کے

(۱) اب یہ کٹھرے وغیرہ دربارہ نصب کئے چاکے ہیں اور عمارت ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی ہی (مترجم)

لحریر تھا (۱) - صندوقچیان ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ مکعب  
 تھیں اور انکے دھکنے چھوڑ چھوڑ تھے - ساری پترا  
 والی صندوقچی میں سفید سنگ صابون کی ایک کول  
 مسطع ڈبیا تھی جسپر متین کی ایک نازک سی سیاہ  
 رنگ کی طشتی ڈھنپی ہوئی تھی - اور صندل کی  
 لکڑی کے در تکڑے ڈبیا کے پہلو میں رکھے ہوئے تھے (۲) -  
 ڈبیا ہے اندر ہتھی کے ایک ذرا سے تکڑے کے علاوہ  
 ہوتی 'یاقوت'، 'بلور'، 'لجرود' اور نیلم کے چند سوراخدار  
 دانے بھی تھے - مہاموکلہ والی صندوقچی میں بھی  
 سنگ صابون کی ایک ڈبیا تھی جس میں ہتھی کے  
 در ذرا سے تکڑے محفوظ تھے -

جسامیں کے علاوہ جن باقاعدے میں یہ ستوبہ بڑے  
 ستوبے سے اختلاف رکھتا تھا وہ یہ ہیں : - اس کے  
 فرشی ککھرے پر ابھرے ہوئے نقش تھے، بھائے  
 چار کے صرف ایک منقوش پھانٹ تھا اور کنبد (جو

(۱) ان الفاظ کے معنی یہ ہیں : - ساری پترا کے (تبرکات)

اور مہاموکلہ کے (تبرکات) - سے حرف اضافت ہی -

(۲) کنکھم صاحب کا خیال ہی کہ صندل کی لکڑی کے یہ  
 ٹکڑے ساری پترا کی چھٹا تھے لیکن کئے ہوئے -

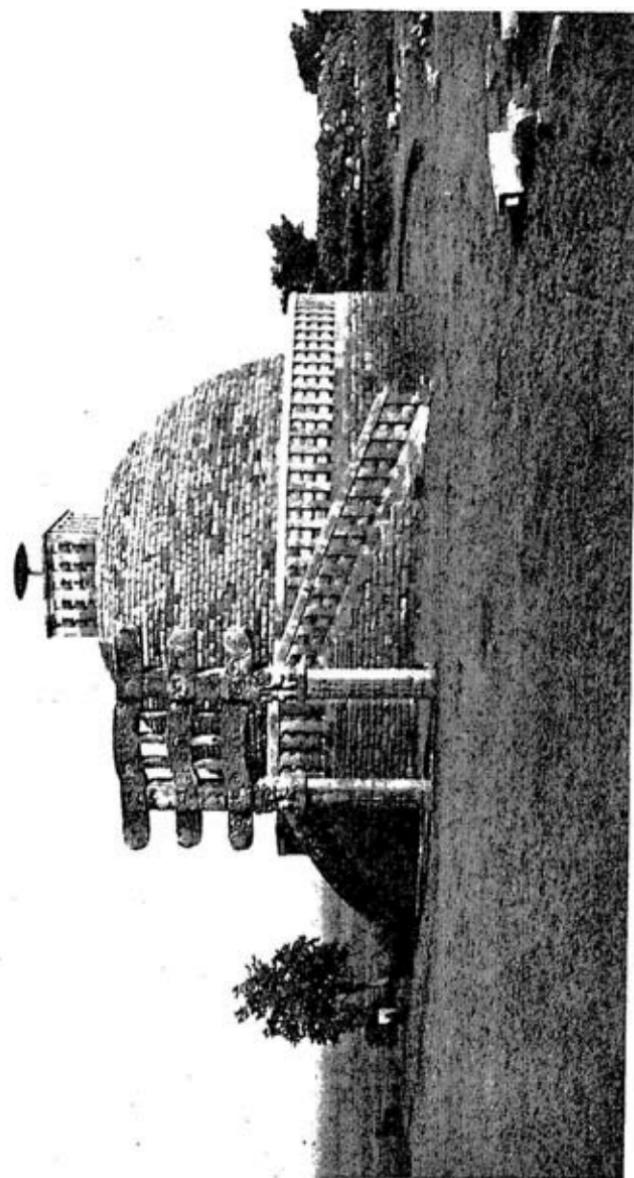
## باب ۸

### وسطی رقبے کے اور ستورپے

ستوپہ کلان سے قریباً پہچاس گز جانب شمال مشرق آس سے چھوٹا مگر آسی نمرنے اور نقشے کا ایک اور ستورہ ہی ( دیکھو تصویر پلیٹ ۹ - Plate IX ) ( ۱ ) - اس میں جنل کنٹھم کو ساری پتڑا اور مہا مرگلازہ نامی پدھہ کے دو مشہور چیلوں کے " تبرکات " دستیاب ہوئے تھے ، جس سے معلم ہوتا ہی کہ قدیم زمانے میں یہ ستورہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا - " آثار " یا " تبرکات " کا خانہ عمارت کے عین وسط میں کرسی کی سطح کے برابر تھا - اُسکے ارین پتھر کی یا زنج فیٹ لمبی سل ڈھکی ہوئی تھی اور اندر پتھر کی در صلدو قچیان تھیں جنکے ڈھکنوں پر مختصرست لکھی ہوئی کلہہ تھے یعنی ہو صلدو قچی جلوب کی طرف رکھی ہوئی تھی اسپر ساری پتڑا سہ اور شمال والی پر مہاموگلانہ سہ

( ۱ ) اس ستورپے کا قطر انچاس فیٹ چھہ انچ اور بلندی تخمیناً ۲۷ فیٹ تھی -

PLATE IX.



STUPA 3 FROM S.S.E.

ساتویہ کلان کے گنبد سے کچھ زمانہ بعد تعمیر ہوا تھا) زیادہ ترقی یافتہ نمونے کا اور قریباً نیم کروڑی شکل کا تھا۔ فرشی کٹھرے کو قدیم زمانے میں ہی توڑ پھر کر درسری عمارت میں استعمال کر لیا کیا تھا اور بعزم چند شکستہ ستونز کے جو اس رقص اپنی اصلی جگہ پر قالم ہیں یا باستثنی ان چند تکڑوں کے جو مندر نمبر ۳۵ کبی بلیاروں کے قریب دستیاب ہوئے ہیں باقی تمام کٹھرے خالع ہو چکا ہی۔ تاہم ان شکستہ ستونز سے اتنا تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ کٹھرے قریباً آٹھ فیٹ بلند اور کنڈل کی خوبصورت ابھری ہوئی گلکاریوں سے مزین تھا۔ ان گلکاریوں کی طرز ساخت رسمی مگر زردار ہی اور پھر پتوں کے نقہ، سنگتراش کے تخیل کے مطابق ہر ستون پر مختلف ہیں۔

چہترے اور زینے کے کٹھرے بھی اپنے عام نقہ اور طرز ساخت کے لحاظ سے بترے ستونپے کے کٹھرے سے مشابہ ہیں۔ زینے کی چوڑی پر، جہاں درنوں طرف کی سیڑھیاں اکر ختم ہوتی ہیں، منقش پھانٹ کے مقابل، ایک کشادہ جگہ (یعنی چاندا) ہی۔ اسکے کوئے دلے ستون پر ایک نہایت دلچسپ تصویر منبت ہی جس میں غالباً اس ستونپے کا ارتقائی

نقشہ دکھایا گیا ہی - اس تصویر سے ستوپے کے بالائی کٹھرے اور چھتری کا نقشہ اور آنکی ترتیب بخوبی معلوم ہر سکتی ہی -

یہ ستوپہ اور اسکے کٹھرے غالباً پہلی صدی قبل مسیح میں تعمیر ہوئے تھے مگر منقش پہاڑک، جو سالنچی کے پہاڑکوں میں سب سے آخری معلوم ہوتا ہی، غالباً پہلی صدی عیسوی کے نصف اول میں اضافہ کیا گیا تھا - اس دروازے کے نصب ہرنے سے پیدا شد پردہ ہنا کے ازیز اور اسکے چاروں طرف کچھ ملبدہ جمع ہو گیا تھا جس سے اس کی سطح قیڑہ فت کے قریب بلند ہو گئی تھی اور طواف گاہ کا اصلی فرش اور زینت کی زبردیں سیڑھیاں ملبدہ میں چھپ گئی تھیں - سیڑھیوں کو آشکار کرنے کے لئے ملبدہ کو صاف کیا گیا مگر آنکے حصہ پالکیں تک پہنچنے کے بعد کھدائی بند کر دی گئی کہ پہاڑک کی بلباد کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے -

یہ پہاڑک ۱۷ فیٹ بلند ہی اور اسکے منبسط نقشہ کی صنعت برے پہاڑکوں کے کام سے ملتی جلتی ہی انہیں سے اکثر نقش آنہیں مضامین و مناظر کا اعادہ کرتے ہیں جو برے پہاڑکوں پر دکھائے کئے ہیں ' اس



ستونہ نمبر ۳ کے پس پشمہ، جانب شمال المشرق،  
ایک اور ستونہ ہی چو پیمائش میں اس سے کسی  
قدر چھوٹا ہی - یہ ستونہ اب قریب قریب منہدم  
ہر چکا ہی لیکن جو حصہ تباہی سے بچ گیا ہی اُسکی  
طرز تعمیر سراسر ستونہ نمبر ۳ سے مشابہ ہی اور اس  
میں شک نہیں کہ یہ درجنون ستون پے قریب قریب  
ایک ہی زمانے کے بننے ہوئے ہیں - پڑھنا یعنی  
طاف کے رستے پر پتھر کی سلیں کا فرش لگا ہوا تھا  
جسکے بعض حصے اسوقت بھی موجود ہیں - فرشی  
کٹھرے یا چبوترے اور زینے کے کٹھرے کا کروی نشان  
نہیں ملا جس سے خیال ہوتا ہی کہ شاید اس ستون پے  
میں یہ کٹھرے بنائے ہی نہیں کلمے تھے - مگر بخلاف  
اسکے بالائی کٹھرے کی مقدیر کا ایک پتھر جسپر نہایت  
خوبصورت نقش رنگار بننے ہوئے ہیں، اس ستون پے کے  
قریب ہی (جانب جنوب) دستیاب ہوا ہی اور عجب  
نہیں کہ اسی ستون پے سے تعلق رکھتا ہو - یہ پتھر  
پانچ فیٹ سات انچ لمبا ہی (مگر اس کا ایک سرا توٹا  
ہوا ہی)، اور اس کا بیرونی رخ کنول کے پہول پتوں  
کی لبردار آرالش سے مزین ہی جن کے درمیان جایجا  
پرند بیٹھ ہوئے نظر آتے ہیں -

لئے اُنکا مفصل حال قائمبند کرنا صعب تھصیل حاصل ہی - لیکن ایک مرقع، جو اس پھائک کے نیچے والہ شہتیر کے روکار پر کندہ ہی، بڑے پھاتریں کے مرقعہن سے مختلف ہی - اس میں غالباً إندر دیرتا کی بہشت نندن دکھائی گئی ہی - رسط میں ایک شامیانے کے نیچے إندر دیرتا تخت پر جلوہ انورز ہی، چاروں طرف پریوں کا چھرمٹ ہی، سامنے دریا سے منداکنی بہ رہا ہی جو نندن کو کھیڑے ہرے ہی، - شامیانے کے دالیں بالیں پہاڑ اور چنگل دیوتاؤں کی تفرج گا، کا اظہار کرتے ہیں جو اسمین آرام کر دشے ہیں - تاج ستون کے ازبر والی مربع تھوڑیوں کے قریب، کواندن میں، دو ناک راجہ اور اُنکے خادم سات پھوڑن والہ سانپوں کے اپر بیٹھے ہیں - سنگٹراش نے ان سانپوں کے پیچ و خم دریا کے پانی کے ساتھ ملاکر شہتیر کے سورن تک پہنچاے ہیں اور رہان اُن چکریں میں ملا دئے ہیں جو سورن پر بلی ہوئے ہیں - صریح تھوڑیوں پر پہلوان اور گھریوال کشتی لڑ رہے ہیں - یہ تصویروں نہایت ہی مناسب موقع اور موثر معلوم ہوتی ہیں خصوصاً اسلئے کہ گھریوالوں اور سانپوں کی دمروں کے پیچ و خم باہم بھس خوبی کے ساتھ ملاجئ گئے ہیں -

یہ حصہ عہد گپتا کے چھوٹے سے مندر نمبر ۱۷ کے فرش سے  
 ( جو قریب ہی راقع ہی ) کائی نیت نیچے جاتے ہیں  
 اور انکی تعمیر میں بڑے بڑے پتھر استعمال کئے گئے  
 ہیں - عہد رسطی میں ان دیواروں کے وہ حصے جو  
 موجودہ سطح زمین سے ابرتنے ' چھوٹے چھوٹے صاف تر شے  
 ہوئے پتھروں سے دربارہ بلائے گئے تھے -

منڈکورہ بالا ستارپوں کو چھوڑ کر اور جس قدر ستارپے  
 ساتویہ ہائی ۵ نمبر ۶ غیرہ  
 اس میدان پر راقع ہیں وہ سب عہد رسطی کے  
 بنے ہوئے ہیں - ان میں سب سے بڑا ستارپہ نمبر ۵  
 ہی جو غالباً چھوٹی صدی عیسیٰ کے قریب کی  
 تعمیر ہی - اسکے جذب میں اُردے گری کے پتھر  
 کی بنی ہوئی کسی مجسمے کی ایک کرسی رکھی ہی  
 جو اپنی ظاہری وضع قطع اور طرز ساخت سے ساتویں  
 صدی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہی بُددھے کے  
 آس مجسمے کے متعلق جو اس کرسی پر رکھا ہی  
 رثوں کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا اصل میں اسی  
 کرسی پر رکھا گیا تھا یا نہیں -

ستارپہ نمبر ۷، جو میدان کے جنوب مغربی کوشے  
 میں ہی اور نیز ستارپہائے نشان ۱۲ تا ۱۴ جو مندر

اس رقبے میں زمانہ قدیم کا بنا ہوا صرف ایک اور ستوہ ہی جو مندر نمبر ۱۸ کے مشرق میں راقع ہی - اس کے بھراڑ میں مذکورہ بالا ستودن کی طرح بڑے بڑے پتھر دلے ہوئے ہیں جنکے درمیانی فاصلوں میں چھوٹی چھوٹی کیلیں بھر دی گئی ہیں - یہ بھرتی یقیناً مذکورہ بالا ستودن کی ہم عصر ہی مگر رزکار کی مرجونہ چنانی مابعد کی ہی اور ظاہر ساتوں یا آنہوں صدی عیسوی میں اُسوقت اضافہ کی گئی تھی جبکہ قدیم روزگار بوسیدہ ہو کر گرچکا تھا - مرجونہ چنانی میں چھوٹی چھوٹی صاف ترش ہرلے پتھر لئے ہوئے ہیں اور مزید استحکام کی غرض سے کرسی اور بالائی عمارت کی تعمیر میں حاشیہ بھی چھوڑے ہوئے ہیں جو قدیم عمارت میں کہیں نظر نہیں آتے - ۶۴۰ وسطی کے اکثر ستودن کی طرح اسکی کرسی بھی صریح ہی اور کچھ زیادہ بلند نہیں ہی - ستونپے کے بھراڑ کے قدیم ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہی کہ جس چوک میں یہ ستوہ راقع ہی اُسکی شمالی اور مغربی دیواروں کے زیرین حصہ (۱) بھی بھسپ قدم زمانے کے ہیں -

(۱) اب یہ حصے نظر نہیں آتے کیونکہ کھدائی کر دیا گیا ہی -

کبھی دستیاب ہوئی جو عہد گشان آئی ساخت ہی۔ اسکے روکار پر ایک تین سطر کا کلبہ اور کچھ ابھرداں نقش کنده ہیں مگر افسوس کہ یہ کرسی ڈولی ہوئی ہی اور کلبہ اور تصویروں کا قریباً نصف حصہ ضائع ہو چکا ہی (۱)۔ نقش کے موجودہ حصے میں بندھ کی ایک تصریر بلی ہوئی ہی جو چار زانو بیٹھا ہی اور آسکے بالین طرف در عرتدین ہاتھوں میں ہار لئے کھڑی ہیں۔ کتبے کا موجودہ حصہ حسب ذیل ہی (۲) ۔

سطر ۱ - [ بُردهي ] سْتُوَاسِيَا مِيتُرِيَاسِيَا پرتما  
پرتشتت [ پُتا ]

سطر ۲ — سیا کتبن یے رش گلائی دھتو وشی

### سطر ۳ — تنمیه سکه ارتهم به واقع

(۱) اس کوئی کمی عکسی تصویر مکمل آرکیا سجیکل سروے  
کی مالانہ ریورٹ دایت سنہ ۱۳-۱۴۱۲ھ حصہ اول (پلیٹ ۸  
شکل ب) میں شائع ہوچکی ہی -

1. [भीष्म] सखस्य मन्त्रेयस्य प्रतिमा प्रतिष्ठि [पिता]. (१)
  2. क दुर्विलिये विषकूलसे धितु विष-
  3. तज [म] हि [त] सुख [।] ए [म] भवतु।

نمبر ۱۷ کے قریب در قطاروں میں راقع ہیں سب  
 قریب قریب ستونہ نمبر ۵ ہی کے ہم عصر ہیں ۔  
 سب کی گوسیان مربع شکل کی ہیں اور انکے بھرا  
 مدن مٹی اور ناترشیدہ پتھر پر سے ہوتے ہیں ۔ مگر دو کار  
 پر صاف تر شے ہوتے پتھر لگتے ہیں اور استحکام کی غرض  
 سے چاروں طرف کسکتے چھوڑتے گئے ہیں ۔ انہیں سے  
 اکثر ستونپے قد بالکل ٹھووس ہیں مگر بعض کے اندر  
 ”تبرکات“ رہنے کے چوکور خانے بھی بنے ہوئے ہیں ۔  
ستونپے نمبر ۷ میں کنڈا م صاحب نے کھدائی کرالی  
 تھی مگر اسیں ”تبرکات“ نہیں ملے ۔ اس وقت  
 یہ ستونہ پانچ ذیلت بلند ہی اور اسکے چاروں طرف  
 ایک شکستہ بدورترہ ہی جسکو شامل کرنیسے ستونپے کی  
 گرسی ۲۹ ذیلت مربع ہر جاتی ہی ۔ یہ چبوترہ  
 مابعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہی اور اسکے شمالی پہلو پر  
 ایک ”چلکرم“ یا دروش کے اثار نظر آتے ہیں جو غالباً  
 چبوترے ہی ”یہ ہم عصر ہی ۔ ”چلکرم“ کے مغربی  
 سرے پر دو گول ستونپے تھے \*

اس ستونپے کا ”تبرکات ناخانہ“ کھدائی سے  
 قبل ہی تباہ ہو چکا تھا، لیکن اسکی دیواروں کے ملبے  
 میں متھرا ہے سرخ پتھر سے بنے ہوئے ایک مجسمے کی

بنا پر بھی کہا جاسکتا ہی کہ یہ ستونیہ ساتوں صدی عیسوی کے قریب طیار ہوا ہوگا۔ اس ستون پے کم تعمیر کے وقت احوال عہد گپتا نے کثیرالتعداد ستون پے شکست ریخت کی حالت میں تھے اور معلوم ہوتا ہی کہ مجسمہ مذکور کو آنہوں میں سے کسی ایک ستون پے سے لے کر اور قابل احترام سمجھ کر اس ستون پے میں رکھ دیا گیا۔ عہد رسطی میں قدیم مذہبی مجسمہوں کو (خواہ وہ سالم ہوں یا شکستہ) نئے ستونوں میں دفن کرنے کا عام راج تھا کیونکہ سانچی کے علاوہ سارنئے سہیت مہیت اور قدیم مقامات میں بھی اس قسم کی مثالیں ملی ہیں۔

کسی زمانے میں اہل بوہ کے دیگر مشہور ستون کی طرح سانچی کے ستون کلانے کرد بھی مختلف جسمات کے بے شمار ستون پے بلنے ہوئے تھے مگر معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۸۳ - ۱۸۸۱ میں چوب ستون کلان کی ملحقة زمین فرشی کٹھرے کے چار لنگرف قریبا سائیں سائیں فیٹ صاف کی گئی اس دوست بھس سے ستون پے تلف ہو گئی، چنانچہ جن ستون کا مفصل حال اڑر بیان درچکا ہی آن کے علاوہ صرف

۱۴ نومبر ۱۹۷۶ء

اس کتبے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کرسی میکٹریا  
 بوندھی سٹوارے کسی مجسمے کی ہی - سٹوریہ نمبر ۱۴  
 کے اندر ایک مجسمہ ملا ہو ( مذکورہ بالا کرسی کی  
 طرح ملیٹ مین پڑا ہوا نہیں بلکہ ) " تبرکات " کے  
 خانے کی مغربی دیوار سے لگا ہوا رکھا تھا اور اسکے  
 سامنے ایک اور دیوار حفاظت کی غرض سے بنی ہولی  
 تھی - یہ مجسمہ بُدھہ کا ہی جسکو دھیان ( استغراق )  
 کی حالت میں بینداہا ہوا دکھایا ہی - مذکورہ بالا  
 کرسی کی طرح یہ مجسمہ بھی سرخ پتھر کا بنا ہوا  
 اور پتھرا کی صنعت کا نمونہ ہی مگر چہرے کے  
 خط و خال خصوصاً لب اور آنکھوں کی ساخت،  
 بالوں کے بناۓ کا رسمی طریقہ اور لباس کی ترتیب  
 اور اسکے شئر رغیرہ دکھائے میں چر قواعد ترسیم کی  
 حد سے زیادہ پابندی کی گئی ہی ، یہ سب باتیں  
 صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ مجسمہ عہد کشان ڈ  
 بنا ہوا نہیں بلکہ ارائل عہد کپتا کی یادگار ہی -  
 سٹوریہ نمبر ۱۴ میں رکیے جانیسے پیشتر ہی یہ مجسمہ  
 زمانے کی دستبرد سے بہت کچھ خستہ ہرچکا تھا  
 جس سے ثابت ہوتا ہی کہ سٹوریہ مذکور نسبت  
 بعد کے زمانے کی تعمیر ہی اور بعض دیگر رجوع کی

تھی - پیالیوں کمی اس سادہ قبیلا میں ذرا سی یادگاری  
ہتھی اور متھی کے برتن کے چند شکستہ ٹکرے ملے جوں  
کی مصلحی سطام اور عمدہ اور سبک ساخت عہد مریبا اور  
عہد شفتا کے برتون سے ملتی چلتی ہی - اس قدیم  
اور شکستہ برتن کا ایک ایسی قبیلا میں ملنا جو خود بالکل  
صحیم و سالم ہو ، نیز آن اینٹوں کی گھنی چوں سے  
ستپے کا سطی حصہ تعمیر ہوا ہی ، اس خیال میں شک  
ر شبد کی مطلقاً گنجائش نہیں چھوڑتے کہ یہ یادگاری  
ہتھی ابتدا " کسی اور قدیم ستپے میں رکھی گئی تھی  
اور ادائی عہد کپتا میں ، جب وہ ستپہ خراب و خستہ  
ہو گیا ، تو اس چھوٹے ستپے میں منتقل کردی گئی  
جسکے اندر ت راقم الحرف کو دستیاب ہوئی - تبرکات  
(یعنی ہتھی کے تکڑوں) کو اس چھوٹے ستپے میں  
رکھتے رہتے اس شکستہ برتن کے چند ٹکرے جس  
میں وہ پہنچ محفوظ تھے اور نیز قدیم عمارت کی چند  
اینٹیں بھی اس ستپے میں رکھ دی گئیں ۔ ان  
اینٹوں کی جسامت اور طرز ساخت میں ظاهر ہوتا ہی  
کہ قدیم ستپہ عہد مریبا میں تعمیر ہوا تھا اگرچہ اب  
اس کی صحیم جائی رقوع معلوم نہیں ہو سکتی ۔

چند اور ستوپے اس وقت موجود ہیں - المیں سے کچھ تو ستوپہ نمبر ۷ کے قریب واقع ہیں اور کچھ مندر نمبر ۳۱ کے سامنے، جہاں ملیے کے رسیع اذباروں نے، جو آنکے ازیر جمع ہو گئے تھے، آنکو محفوظ رہم صون رکھا۔

مندر نمبر ۳۱ کے قریب جو ستوپے ہیں انہیں دو ستوپہ هائے نمبر ۲۸ و ۲۹

چھرتی چھوتی ستوپے (نمبر ۲۸ و ۲۹) جو اس مندر کی سیڑھیوں کے درجن طرف واقع ہیں، بالخصوص فابل ذکر ہیں - یہ درجن ستوپے عہد کپتا ہے بنے ہرے ہیں، ان کی کرسیاں بلند اور مریع شکل کی ہیں اور چنانی میں کسکے اور کارنس بنائے گئے ہیں جو ادائی عہد کپتا کی خصوصیات ہیں - درجن ستوپوں کی ظاہری وضع قطع ایک سی ہی مگر اندررنی بناست مختلف ہی۔ جو ستوپہ زینتی کے مغرب کی طرف واقع ہی، رہ سراسر پتوہ کا بنا ہوا ہی مگر مشرقی ستوپے کی اندررنی بھالی میں بتی بتی ایتنیں دی ہوئی ہیں جو یقیناً کسی قدیم عمارت سے ای گئی تھیں۔ ایتنوں کی اس بھرتی کے وسط میں، سطح زمین سے تین فیٹ بلند "تبرکات" رکھلے کا خانہ تھا جس میں مٹی کی ایک معمولی سی پیالی نیچے رکھی تھی اور دیسی ہی ایک اور پیالی اُس کے اور ڈھکی ہوئی

غرض ہے، اسکے عمود کو کائننا چاہا تھا۔ مگر لائے کا زیرین حصہ ابھی تک اپنی اصلی جگہ پر قائم ہی، عمود کے بڑے بڑے نکتے اس کے قریب ہی بڑے ہیں، اور شیرون کی تصویر جو لائے کے اوپر قائم تھی مnder نمبر ۱۷ کے سامنے رکھی ہی (۱)۔ مکمل حالت میں یہ لائے بیالیس فیٹ بلند تھی۔ عمود شکل میں گول اسطوانہ نما، کسی قدر مخرب طی اور ایک ڈال پتھر کا بننا ہوا تھا۔ تاج ستون یا پرکالہ شکل میں ہرس نما تھا، اسکے اوپر ایک گول کرسی تھی جس پر چار شیروں پر پشت بہ پشت کھڑتے تھے، اور اوپر سے ڈیپے تک تمام ستون کو نہایت عمدگی اور صفائی سے مکمل و مجمل کیا گیا تھا۔ تاج کی کرسی پر ہنسی سکل (۲) کے چار پہول بنے ہوئے ہیں اور پہولوں کے درمیان ایک ایک ہر رہا راج ہنس کا بننا ہوا ہی ہون سے شاید اہل بودھ کی جماعت مژاہ ہی۔

شیرون کی تصویریں بہت کچھ خستہ ہرگزی ہیں مگر اس حالت میں بھی فن پیکر سازی کی بہترین

(۱) اب یہ شیر عجائب خالی میں رکھ دئے گئے ہیں (مترجم)

(۲) Honey-suckle (زہر العسل)

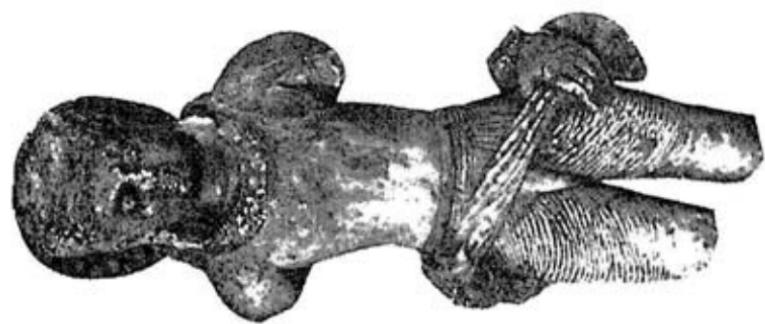
## بَابِ ٦

### وسيطي رقبہ کے ستون اور لانہين

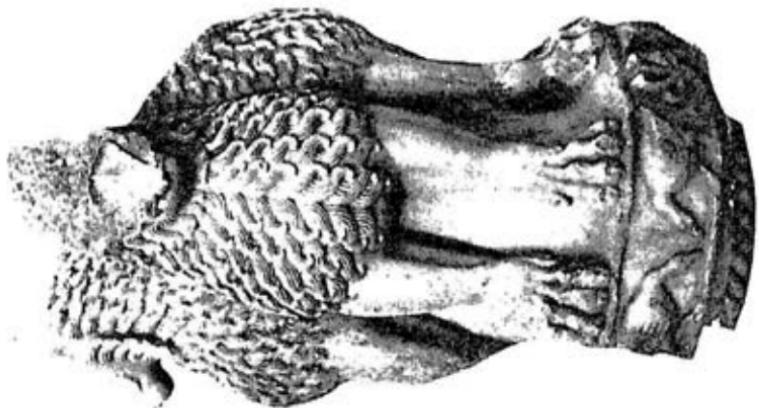
ستونوں کے علاوہ جو اور آثار ستونیہ کلان ہے اس پاس ملتے ہیں وہ ستونوں اور مندروں کی شکل میں ہیں - ستونوں کی تعداد کسی زمانے میں بہت زیادہ ہرگی کیونکہ ستونوں کے تاج اور عمودوں کے بہت سے شکستہ تترے ملبے میں دستیاب ہوئے ہیں - لیکن ان میں سے اکثر ستون عہد گپتا کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے اور نہایت معمولی حیثیت کے ہیں اور صرف پانچ ستون ایسے ہیں جو قابل ذکر ہیں : -

اشوک کی لائے

ان ستونوں میں سب سے قدیم اشوک کی وہ لائے ہی جو ستونیہ کلان کے چنوبی پہاڑ کے قریب استادہ ہی - یہ خامدراس لئے دلچسپ ہی کہ اذل تو اسکی ساخت نہایت اعلیٰ ہی ، (۲) اسکے عمود پر چند شاہی منادات کندہ ہیں اور (۳) یہ کہ ستونیہ کلان کے زمانہ تعمیر کے تعین پر قادر قدر روشنی دالاتی ہی - کہتے ہیں کہ زمانہ ہوا ایک مقامی زمیندار نے اس لائے کو گرا کر ، ایسے کے کولہر میں استعمال کرنے کی



*a.* STATUE FROM THE SUMMIT OF  
ASORA'S PILLAR 35.



*b.* LION FROM THE SUMMIT OF  
ASORA'S PILLAR.

مثال ہین (پلیٹ ۱۰ - الف - Plate X, a) - دیکھئے، ان کے چوش قوت کا اظہار کس خوبی سے کیا ہی اور ارائشی ہزلیات کی ساخت میں ایک حد تک قواعد تعمیر کی پابندی کی ہی کہ ستون کی عمارتی حیثیت کے ساتھ ایک قسم کی مناسبتی پیدا ہرجائے۔ علاوه برین شیرورن کے پتوہوں کی مضبوط نشود نما اور انکی ابھری ہوئی رکون، فولادی پنچوں، اور چہری چھوٹی گھونگریالی ایالوں کا پرپر طریق ساخت بھی کچھ کم لچکسپ نہیں ہی۔

اب اگر ان شیرورن کا ستورہ کلان کے جنوبی پھائکے شیرورن ت مقابله کیا جائے تو زمین آسمان کا فرق نظر آئتا اور ایک ہی نگاہ میں ان کی فرقیت ظاہر ہر جائیگی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ بارجو دیکھ اس درسو سال کے عرصے میں، جوان شیرورن اور جنوبی دروازے کے شیرورن کی ساخت کے مابین حالل ہی، ہندی صنعت نے نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کی ہی پھر بھی لانہ کے شیرورن کو اس قدر فروقیت کیوں حاصل ہی۔ اس کا جواب یہ ہی کہ جنوبی پھائکے تو خالع ہندی صنعت کی یادگار ہی جس نے ابھی بمشکل ابتدائی مازلیں ہی ط کی تھیں اور اسکے

ای لاثہ ایرانی یونانی صناعوں کی دستکاری کا نمونہ ہی جنکی بے شمار نسلیں صنعتی جد و جہد میں سرگرم رہی تھیں - فی الحقیقت لاثہ کے ہر خط و خال میں یہاں تک کہ اُس کتبہ مدن بھی چو اُسپر کندہ ہی، یونانی یا ایرانی اثر صاب عیان ہی۔

یہ بات تو زمانہ دراز سے معلوم ہی کہ اشوف کے منادات میں ایران کے اخمینی بادشاہوں نے اُن منادات کو پیش نظر رکھا کیا ہی، جو کہ بیستون کی چنانچہ بیریا دیگر مقامات پر کندہ ہیں - لیکن ایران ہی میں جوں نما تاج بھی ایجاد ہوا - ایرانی ستون ہی سے جو مرغاب کے میدانوں، اصطخر، نقش رستم اور پرسی پولیس رغیرہ میں اب تک موجود ہیں، موریا کی ستون کے صاف اور سادہ عمود بھی نقل کئے گئے - اور ایران ہی سے، چہاں اس فن کی بہت سی مثالیں پرسی پولیس رغیرہ میں پائی جاتی ہیں، اشوف کے کاریگروں نے پتھر کروائی نفیس چلا دینا بھی سیکھا۔ علاوه برین سانچی کے اس ستون پر، اور نیز اشوف کی درسی، لاثہ (راقع سارناٹہ) پر جو اس سے بھی زیادہ شاندار اور خوبصورت ہی، بعض حیوانی تصویریں بدی ہوئی ہیں چنکا ذمہ دار تاریخ عالم کے اُس زمانے میں صرف یونانی صنعت کا اثر ہوسکتا تھا اور یہ معلوم کرونا



بظاہر اس میں بھی وہی احکام لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جو سارناتھ اور کوشامبھی کے منادات میں ہیں۔ یہ فرمان مذہب میں تفرقہ اندازی کی سزا کے متعلق ہی اور اس کا ترجمہ حسب ذیل ہی -

"بہکشڑُن اور بہکنیوں کے لئے ایک طریق عمل مقرر کر دیا گیا ہی۔ جب تک میرے میئے اور میرے بیٹوں کے پوتے بر سر حکومت ہیں اور جب تک چاند اور سورج قائم ہیں، ہر آس راہب اور راهبہ کو جو شنگکھا میں تفرقہ ڈالی مجبور کیا جائیگا کہ وہ سفید لباس پہنے اور شنگکھا سے علیحدہ رہے۔ کیونکہ میری خواہش کیا ہی؟ بس یہی کہ شنگکھا میں اتفاق رہے اور وہ زمانہ دراز تک قائم رہے۔"

جس ریتیلے پتھر کا یہ ستون بنا ہوا ہی وہ چنان (۱) کے پہاڑ سے لایا گیا تھا جو سانچی سے کئی سو میل کے فاصلے پر واقع ہی۔ اور اشک کے انجنیوں کی قابلیت کا اعتراض کرنا پڑتا ہی چوچالیس فیٹ سے زیادہ طویل پتھر کو، جس کا وزن قریباً اتنے ہی ہے (یعنی ۱۱۰۰ من کے قریب) ہو گا، اسقدر دور و دراز فاصلے سے یہاں تک صحیح و سالم لے آئے۔ اس میں شک نہیں کہ آنہوں

(۱) ضلع اعظم کوہہ - صوبات متحدة (E. I. Ry) - مترجم

خانی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یہ یونانی اثر بھی ایران ہی کی راہ سے ہے یا شاید وہ کہنا زیادہ مناسب ہی کہ ایران نے اُس حصے سے ہندوستان پہنچا جو کسی زمانے میں صوبہ باختہ کھلاتا تھا اور اُسوقت شاہان سلطنت کی حکومت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہا تھا (۱) ۔

و شاهی فرمان جو اس ستون پر برآمدی رسم خط  
میں کندہ ہی اُس نا یوشنتر حصہ ضایع ہو چکا ہی - لیکن

(۱) اُن ستونوں کی تعمیر کے وقت یونانیوں کی اُرس طاقتور نو آبادی کو قائم ہوئی، ہو سکندر اعظم سے باختہ میں آباد کی تھی، دو نسل سے کچھ ہی زیادہ عرصہ گزرا ہوگا۔ یہ یونانی ایک ایسے حصہ ملک میں آباد ہے جو سلطنت مرویا کی عین دہائیز پر واقع تھا اور جہاں ہندوستان، ایران، اور وسط ایشیا کی تجارتی شاہراہیں آئر ملنی تھیں۔ اور چونکہ یہ لبک مغربی ایشیا کی تہذیب کے پڑے پڑے مرکزوں سے باخبر اور خلط ملط رفتے تھے اسلئے ضرور ہی کہ یونانی صنعت اور تہذیب کو ہندوستان تک پہنچانے میں اہون نے معتمدہ حصہ لیا ہے۔ فی الواقعیت تمام شہادتوں سے، حواہ وہ جفراء یا کی حالت پر مبنی ہوں، یا آن سیاسی اور تجارتی تلقفات پر جو ہندوستان اور مغربی ایشیا کے درمیان قائم تھے، یا ایرانی اور یونانی صنعتوں کی خوش آئند آمیزش پر جو ان آثار میں نظر آتی ہی، غرض سب سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ جن صناعتوں نے یہ یادگاریں تعمیر کی تھیں وہ غالباً باختہ ہی سے مستغایض ہرے تھے۔

گرد اُس مقام پر بنا ہوا ہی جہاں عمود کا مصنفوی حصہ۔ ختم اور کھردرا حصہ شروع ہوتا ہی۔ ستون کے قیام کے رقت سیدہ فرش سطح زمین کے برابر تھا لیکن آجہل پتھر کے اُس شکستہ فرش سے، جو موجودہ سطح زمین پر لاٹھے کے اُس پاس نظر آتا ہی، قریباً چار فیٹ نیچے ہی۔ ان درجنوں فرشوں کے درمیان تین اور فرش ملے ہیں جنکے درمیانی فاصلوں میں ملے کی مخالف مقدار ملتی ہی۔ اب جو شخص ہندوستان کے قدیم مقامات کی کھدائی سے کماخہ، راقفیت رکھتا ہی رہ بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ ملے کا یہ انبار (جو چار فیٹ کبرا ہی اور جسمیں تین فرش بھی بلے ہوئے ہیں) ایک صدی سے کم عرصے میں جمع نہدن ہوا ہوا بلکہ اغلب یہ ہی کہ اس عمل کی تکمیل میں اس سے بھی زیادہ رقص صرف ہوا ہو۔ پس پتھر کا فرش (جو موجودہ سطح زمین پر نظر آتا ہی کسی طرح بھی) درسری صدی قبل مسیح کے نصف ثانی سے پیشتر کا نہیں ہو سکتا اور چونکہ یہ فرش ستپہ کلان کے سنگی روزگار اور فرشی کٹھرے کا ہم عصر ہی اسلئے ظاہر ہی کہ اس روزگار کی چنانی بھی درسری صدی قبل مسیح کے نصف ثانی ہی میں عمل پذیر ہوئی۔

نے دریائی رسائل بار بوداری سے فائدہ اٹھایا ہوگا اور برسات میں دریا سے کنگا، چمنا، اور بیتروا میں ستون کو کشتوں پر لائے ہوئے گے۔ پھر بھی اسقدر وزنی پتھروں کو کشتوں پر منتقل کرنا، اور پھر سانچی کی بلند اور تھلوں پہاڑی کی چوٹی پر پہنچانا، ایسا دشوار کام ہی کہ قابل میں قابل انہندر بھی اسکی تکمیل پر بھا فخر کر سکتا ہی۔

اب رہی وہ شہادت جو یہ لائے ستونیہ کلان کے سنگی درکار اور اسکے فرشی کٹھرے کی تاریخ تعمیر کے متعلق مہبیا کرتی ہی، سورہ آن قدیم فرشون پر مبنی ہی جو دزنان حفريات میں اس لائے کے اور ستونیہ کلان کے گرد آشکار ہوئے تھے۔ خرد لائے کی بنیاد موجودہ سطح زمین سے بارہ فیٹ نیچے چنان پر قائم ہی۔ پہلے لائے فیٹ تک اسکا عمود قریباً مدور اور نیم تراشیدہ اور بڑے بڑے پتھروں کی مضبوط بھوتی میں چمایا ہوا ہی۔ ان پتھروں کو اپنی جگہ پر قائم رکھنے کی غرض سے بنیاد کے چاروں طرف بھاری بھاری دیواروں بنائی گئی تھیں جنکا سادھی نقشہ قریب قریب مستطیل شکل کا ہی اور دیواروں اور بھرائی کے پتھروں کے ادیب ”بعربی“ اور چونے کا چھہ انہیں موٹا فرش ستون کے

تاج کو شامل کرکے ستون کی ارجمندی پندرہ  
فیہت ایک انجام (۱) اور بنیاد کے قریب اس کا قطر ایک  
فت چار انچ ہے - نیچے سے سازہ چار فیٹ تک ستون  
ہشت پہلوں شکل کا ہے اور اس سے اوپر سولہ پہلوں -  
ہشت پہلوں حصے کے تمام ضلعے مسطح ہیں لیکن  
بالائی حصے کے زائد آٹھ پہلوں مذہن کے بکریوں  
کو مجوف تراش کر بلائے گئے ہیں جس سے ہر تیسرا  
پہلو ماقعر یعنی کسی قدر گہرا ہو گیا ہے - ستون کے  
پہلوؤں کی یہ ماقعر ساخت، اور در مختلف الشکل  
حضرن کے مقام اتصال پر گوشوں کی مخصوص تراش،  
اور آنکی تتمیل کا دلنشیں طریق، درسری اور پہلی  
صدی قبل مسیح کے طرز کی خصوصیات سے ہیں اور  
جہاں تک ہمیں علم ہی بعد کی سندگلراشی میں  
نہیں پائی جاتیں -

ستون کے عمرد کا مغربی حصہ ضائع ہر چکا ہی  
مگر اسکی چوئی پر وہ چول اب تک موجود ہی جس  
پر تاج یا پرکالہ قائم کیا گیا تھا - یہ پرکالہ حسب معمول  
جمشیدی طرز کا بنا ہوا ہے، اسکے "دوش" سے نزول کی  
پتیان لٹک رہی ہیں، "کردن" پر بہلے "ڈری نما"

(۱) یعنی اگر قدیم سطح زمین سے ناپا جائے -

تاریخی ترتیب کے لحاظ سے اب ہم اُس ستون کا تذکرہ کرتے ہیں جس کو نقشہ مین نہان (25) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ ستون درسری صدی قبل مسیح مین آس رمانے کے قریب طیار ہرا تھا جس وقت بیس نگر کا ستون ”کہام بابا“ نصب کیا گیا اور میسی ہر دیگر مصلفین کا یہ خیال مخصوص غلط ہے کہ یہ عہد کپتا کی یادگار ہے۔

ستون کے جزوی پہاڑ پر، سطح زمین سے چھٹہ فیٹ بلند، عہد رستی کے ایک کتنے کے چند حروف نظر آتے ہیں اور جنوب مغربی پہلو پر، کرسی کے قریب، سنکھ (۱) کے نمونے کی کچھ مٹی ہوئی سی عبارت کنڈہ ہے۔ یہ دوسرے کتنے ستون کے نصب ہوتے ہے بہت بعد اُس پر لکھ گئے تھے، اسلئے ان سے اُسکے زمانہ تعمیر کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن ستون کی طرز ساخت اور اُسکی سطح کی تراش و تکمیل وغیرہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ عہد شدلا کے قریب طیار ہوا تھا۔

(۱) Shell characters - ایک قسم کا رسم خط چو آج تک کسی سے پہاڑ نہیں گیا۔ اسکے حروف بہت پیچ در پیچ اور کسی قدر سنکھ سے مشابہ ہوتے ہیں۔ ان کتبون کی ربان غالباً سنسکرت ہی اور کنکنی صاحب کا خیال ہی کہ یہ خط غالباً ساتوین یا آنہوین صدی عیسوی کے قریب رائج تھا، (متترجم)

اور یہ تکرے ایسی بڑی طرح ڈالے ہیں کہ آنکھ جوڑ  
ملا کر ستون کو پھر سے درست کرنا ممکن نہیں۔  
عمود کے حصہ زبرد پر، جو ابھی تک اپنی اصلی  
چگہ قالم ہی، شمالی-مغربی جانب ایک شکستہ سی  
تحریر عہد گپتا کے حرف میں گزدہ ہی جس میں  
لکھا ہی کہ یہ ستون کسی "رہار سُرامی" (یعنی  
خانقاہ کے سردار) نے بنوا�ا تھا جو "گرشور سنہابل" کا  
بیٹا تھا۔ عہد گپتا کے درسرے ستونوں کی طرح اس  
ستون کی کرسی بھی شکل میں مریع اور سطح  
زمین سے ایک فٹ دو انچ اونچ نکلی ہوئی تھی اور  
اسکے گرد ایک چھوٹا سا چوکور چبوترہ بنا ہوا تھا۔

اس ستون کا شیر والا تاج، اس تاج کی کمزور  
آرہ بھدی سی نقل ہی جو اشک کی لائے پر قالم تھا۔  
صرف جزیبات میں کسی قدر اختلاف ہی اور شیرونکے  
ارپر ایک چکر بڑھا دیا گیا ہی۔ جزیبات کا اختلاف  
ایک تر "قریبی" کی امن آرائش میں نظر آتا ہی  
جو "گردنه" پر بنی ہوئی ہی اور جس کو خلاف  
معمول چند اکھری رسیوں کے گرد ایک چوڑا فیٹہ  
لپیٹ کو ظاہر کیا گیا ہی۔ اور درسرے اُن تعمویروں

آرالش اور آرپر "دانہ ولوز" کی کندہ کاری ہی ۔" -  
گردن کے ازیر ایک مربع کرسی ہی جسکے چاروں طرف  
کٹھرے کا نقشہ منبسط ہی ۔ ازیر کرسی پر غالباً شیر  
کا مجسمہ قائم تھا جو اب ضائع ہو چکا ہی ۔

ستون نمبر ۱۶  
تیسرا ستون ( نشان ۲۶ ) مذکورہ بالا ستون سے  
کسی قدر شمال کو راقع ہی از آغاز عہد کپتا کا بنا ہوا  
ہی ۔ یہ ستون طرز ساخت کے علاوہ اپنے پلٹھر کی  
غیر معمولی نفاست اور رنگ کے باعث بھی اس مقام کے  
دوسرے ستونوں سے امتیاز رکھتا ہی ۔ ارد گری کے  
پہاڑ سے چوپتھر عموماً نکلتا ہی اس کی بہ نسبت یہ  
زیادہ سخت ہی اور رنگ بھی قدر سے بورا زردی مالل  
ہی جس میں کہیں کہیں فالسی رنگ کے دھیہ اور  
دھاریان بھی ہیں ۔ سائنسی میں اس قسم کا پتھر صرف  
عہد کپتا کے آثار میں پایا جاتا ہی ۔

یہ ستون بالیس فیت چہ انچ بلند اور صرف  
در پلٹھروں کا بنا ہوا تھا ۔ ایک سے مربع کرسی اور  
اسٹوانہ نما عمرہ تراشا گیا تھا اور دوسرے سے گھنڈہ نما  
تاج ستون، گردہ، اور، شیر اور آنکھ اورپر کا چکر - لیکن  
افسرس ہی کہ ستون کا عہد ٹوٹ کر تین ٹکڑے ہو گیا

طریق تکمیل، الغرض تمام خط رخال عہد کپتا کی  
صنعت کا صحیح نمونہ پیش کرتے ہیں -

ستون کے عمرد کا اکثر حصہ ضائع ہرچکا ہی مگر  
حصہ زیرین ابھی تک اپنی اصلی جگہ پر قائم ہی ۔  
بنیاد بالکل صحیح و سالم ہی، ستون کے گرد جو  
چبوترہ بنا ہوا تھا اسکا نقشہ ہاف نظر آتا ہی،  
اور تاج اور رہ مجسمہ چرا سکے ارپر قائم تھا درجن نسبتہ  
اچھی حالت میں محفوظ ہیں - عمرد کا مرجدودہ  
حصہ نُ فیت بلند ہی جس میں سے ارپر کا تین فیت  
دس انچ کا نکٹا مدرر اور صاف سُتھرا بنا ہوا ہی - باقی  
حصہ چراصل میں ستون کی کرسی کا کام دیتا تھا  
شکل میں مربع ہی اور نیم تراشیدہ سا ہی - عہد کپتا  
میں دستور تھا کہ ایسے ایک ڈال پتھر کے ستونوں کی  
کرسیاں مربع رکھتے تھے اور عہد موریا میں (جهان تک  
میجھے علم ہی) همیشہ گول بنایا کرتے - علاوه برین  
عہد موریا کے جملے ستون اس وقت تک دریافت ہوئے ہیں  
آنکی امتیازی خصوصیت یہ ہی کہ آنکی سطح  
نہایت صاف اور ہموار از آسپر نہایت چمکدار جلا ہوتی  
ہی، حالانکہ ستون زیر بحث کی سطح اسی قسم کی  
جلا سے بالکل معمرا ہی ۔

میں ہر تاج کی مددوں کرسی کے رُخ پر بُلی ہوئی  
ہیں - ان تصویروں میں مختلف قد و قامت کے  
پرندے اور کنڈل کے پھول نہایت بے ترتیبی کے ساتھ  
بنے ہوئے ہیں اور ان کی ساخت میں اس توازن  
اور تناسب کا لحاظ نہیں کیا گیا جو قدیم ہندی صنعت  
کی خصوصیت تھی ۔ جلوی یہاں کے بہتے  
مضھکہ انگیز شیروں کی مانند ان شیروں کے بھی  
ہر پانچ میں پانچ پانچ ناخن بنے ہوئے ہیں اور دیگر  
امور میں بھی ان کی بناڑ میں مشابہت بالاصل  
اور صنعتی مراعات کا بہت ہی کم لحاظ رکھا گیا ہی ۔

ستون نمبر ۳۵  
ستون کلان کے شمالی یہاں کے قریب جو ستون  
استادہ ہی<sup>۱</sup> وہ بھی عہد گپتا ہی میں تعمیر ہوا تھا ۔  
اس ستون کی نسبت (زمانہ حال کی تصنیفات میں)  
اکثر بیان کیا گیا ہی کہ اشوك کی لائہ کا چڑاب اور  
اسکا ہم عصر ہی ۔ لیکن اسکے سرسوی معایدہ سے  
ہی واضح ہو چاہیا کہ اسکو عہد موریا سے منسوب کرنا  
سخت غلطی ہی ۔ حقیقت بہ ہی کہ اس ستون کی  
طرز ساخت، اسکے اجزاء کی ترتیب، اور آن کا ابسط الاجھی

ستون کا چمشیدی تاج اور آسکے ارپن کی مربع  
کروی چوڑھرے کے ابھر ان نقش سے آراستہ ہی ،  
درجن ایک پتھر سے تراش کر بنالے گئے ہیں ۔ یہی  
کیفیت اُس مجسم کی ہی چوڑھنڈم اور میسی کو  
اس تاج کے قریب پڑا ہوا ملا تھا اور اصل میں  
 غالباً اس ستون کے ارپن قائم تھا ( دیہو پلیٹ  
۱۰ - ب - (Plate X,b) - یہ مجسمہ ( رجرا پانی )

بردھی ستوا کا ہی جو ایک سادہ دھرتی باندھ  
کھڑا ہی - اسکے ہاتھوں میں کنگن ، کانوں میں  
مرکیاں ، گلے میں جڑاڑ ہیکل اور سر پر مرصع پنگتی  
ہی - پشت اور شانوں پر گھونگریالے بال اور بالوں  
کے نیچے پتھر پر در فیتوں کے سرے لٹک رہے ہیں -  
تصویر کی ایک دلچسپ خصوصیت وہ حالہ ہی جس  
کے کذارے کے گرد مساري فاصلوں پر بارہ چوتھے دوائی

[ فوٹ نوٹ بسلسائے صفحہ گذشتہ ]

ان اعداد کے ساتھ چندرا کی اوش کی لائے ( واقع قطب ،  
دھلی ) کے تجزیہ کا مقابلہ کرنا خالی اور دلچسپی نہ ہوگا  
جو ذہل میں درج ہی : -

کاربن - سلفر - سلیکن - فاسفورس - میگنیز - لرہا

99.72 . 046 . 008 . 111 . ندارد

اب رہی اس ستون کی بندیاد (جو ایک مضبوط چار دیواری کے بیچ میں بھاری بھاری پتھر چماکر بنالی گئی ہی) سر ہمارے پاس ابھی اور مقامات سے اتنا کافی مصالحہ جمع نہیں ہوا ہی کہ اسکو زمانہ تعمیر کے تعین کا صحیح اور معتبر معیار قرار دے سکیں، قائم اتنا ضرور ہی کہ اشک کی لانہ کی نسبت اس ستون کی بندیاد کا نقشہ زیادہ صاف اور باقاعدہ ہی۔ عمارہ بڑیں اس ستون کی کرسی کے گرد جو پتھر کا چہرہ بنا ہوا تھا اُس کا نقشہ اور طرز تعمیر عہد کپتا کے مخصوص طرز کے مطابق ہی اور وہ لوحہ کے فانے جو ستون مذکور کو صحیح عمردی حالت میں قائم رکھنے کی غرض سے اسکے لیپیتے دلے ہوئے ہیں اُن کے کیمیاری امتحان سے بچلسہ وہی اجزاء برآمد ہوئے ہیں جو عہد کپتا کی دیگر آہنی اشیاء کے تعزیہ سے (۱)۔

(۱) اس تجزیہ کے لئے میں سر رابرت هیڈ فیلڈ (Sir Robert Hadfield) کا معلوم ہوں۔ اسکے اعداد حسب ذیل ہیں:—

کاربن - سلفر - سلیکن - فاسفورس - مینگنیز

.09	.303	.009	.09	.05
-----	------	------	-----	-----

العین سے ایک تکڑے میں چرس نما تاج بنا ہوا ہی جسکے اوپر (گردن پر) قدری نما آرائش اور نیچے عمرد کا ایک قلیل حصہ ہی - دوسرا تکڑے میں ایک گول کرسی بنی ہوئی ہی جسکے اوپر شیر کا مخصوصہ قالم ہی - ان چیزوں کی صنعت سے صاف ظاہر ہی کہ دعہ گہتا کی بنی ہوئی ہیں لیکن اگر ان کا اسی زمانے کی اور یادگاروں سے مقابلہ کیا جائے تو معانم ہر کا کہ انکی ساخت بہت بھروسہ اور ناتراشیدہ ہی اور درہرا تاج تو بالذل ہی نامزدوں اور نہایت ہی ادنی درجے کی صنعت کا نہ رونہ ہی -

---

سر راخ بنے ہوئے ہیں ۔ ظاہر ہی کہ اپنی موجودہ حالت میں یہ حالہ مجسم کے قد و قامت کے لحاظ سے بہت چھوٹا ہی ۔ اور معلوم ہوتا ہی کہ کذارے کے سر راخ ہائے کے گرد شعاعیں لگانے کے لئے بذالے کئے تھے جو غالباً ملجم شدہ تانی کی تھیں اور باقی تمام تصویر پر شاید سنہری یا کروکی دوسرا رنگ کیا گیا تھا ۔ انہیم اور میسی کے اس بیان میں کہ یہ مجسمہ اس ستون کے اوپر استادہ تھا ، میچے شک و شبہ کی قطعی گنجائش نظر نہیں آئی اور جو شخص ہندی سندھتراشی کی تاریخ سے واقفیت رکھتا ہی وہ بغیر کسی مزید دلیل کے تسلیم کریکا کہ مجسمہ مذکور عہد کپڑا کی یادگار ہی ۔

ستون نمبر ۳۴

پانچواں اور آخری ستون نمبر ۳۵ ہی جو کسی رقت ستوریہ ملان کے مشرقی پوائنٹ کے (جنوبی) ہلکو میں قائم تھا ۔ چنرل میسی نے اپنی کتاب میں اس ستون کی ایک تصویر اُس رقت کی دی ہی چب وہ سنہ ۱۸۵۱ میں بالدل صحیح رسالم کہرا تھا ۔ اب اسوقت اصلی جگہ پر تراس ستون کا کوئی نہ ان نہیں ملتا مگر اُس ملیئے میں جو ستوریہ کلان کے گرد جمع ہو گیا تھا اسکے در تکرے دستیاب ہوئے ہیں ۔

اب ہمارے پاس اس امر کی تحقیق کا کوئی ذریعہ  
نہیں کہ کھڑکیاں کس طرح ترتیب دی گئی تھیں ۔  
آنکی پیدمائش کیا تھی اور وہ تعداد میں کتفی نہیں ۔  
لیکن یہ قیاس کچھ زیادہ غلط نہ ہر کا کہ پہلو کی  
ہر دیوار میں آئے آئے ازr پشت کی دیوار میں  
شاپد چار کھڑکیاں تھیں جو ایک درسرے سے مساري  
فاصلوں پر بندی ہرئی نہیں ۔ فرس کی الدرنی اور  
بیدرنی دیواریں حسب معمول پتھر کی ہیں ۔ آنکی  
چنانی خشک ازr عہد وسطی کے ان ستونوں سے  
ملتی ہلتی ہی چون کا ذکر پلے آچکا ہی ۔ وسطی  
کمرے کے قدیم ستون اور نیم ستون سب ستہ ستہ  
فیٹ لمبے ازr چوکوں مگر ازr کی جانب در درا گارڈم  
ہیں ازr ہر ستون ایک ذال پتھر کا بننا ہوا ہی ۔  
الکھ زیرین حصے زمین میں گترے ہرگز نہیں ہیں  
بلکہ اوپر ہی پتھر کی سلوں پر قائم کلمے گلمے ہیں جو  
خود بھی کچھ ایسی مضبوط ازr پایدار نہیں ہیں ۔  
معارم ہوتا ہی کہ اس عمارت کے مہندس کو اعتماد  
تھا کہ چھت کے چوبی شہتیر ان ستونوں کو ایک  
درسریکی ساتھ اس طرح مربوط کر دیں گے کہ یہ اپنی جگہ پر  
بخاری قائم رہ سکیں گے ۔ اسمیں شک نہیں کہ جب قل

مندر نمبر ۱۸

## باب ۷

### وسطی رقبے کے مندر

وسطی رقبے پر جو چند مندر بني ہیں ہمیں آنے میں  
 دلچسپی اور شان و شرکت کے لحاظ سے مندر نمبر ۱۸، جو  
 ستون کلان کے چاربی پہاٹک کے سامنے ایک پسماند  
 سی کرسی پر راقع ہے، سب سے اہم ہے (دیکھو پلیٹ  
 ۱۱۔ الف - Plate XI,a)۔ اس مندر کا سطحی  
 نقشہ، جو کھدائی کرنی سے آشکار ہوا ہے، ان چیتیا  
 مندروں کے نقش سے مشابہ ہے جو کاری اور دیگر  
 مقامات کے پہاڑوں میں چنانچہ کو تراش کر بنائے گئے  
 تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہاڑوں میں تروتھے ہوئے  
 مندروں کے قوسی ضلع کے کرن سترن ہرئے ہیں  
 اور اس مندر میں ستونوں کی بجائے ایک دیوار بني  
 ہوئی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہی کہ یہ عمارت  
 چاروں طرف سے کھلی تھی اور اس لئے اس کے اندر  
 روشنی پہنچانے کا انتظام بیرونی دیوار میں کھڑکیاں  
 بنا کر کیا جاسکتا تھا۔ اس دیوار کا مرجورہ حصہ اندروں  
 فرش کی سطح سے کچھ کم درجیت بلند ہی اس لئے

کئے گئے نیز آن قدیم عمارت کے کھنڈرzn سے ہو موجودہ مندر سے قبل اس مقام پر تعمیر ہوئی تھیں، اس تاریخ کی بخوبی تائید و تصدیق ہوتی ہی - ما بعد کے اضافوں میں ایک تو پتھر لگی وہ بھرائی ہی ہو گول کمرے کے اندر ملی ہی اور درسرے اندر لگی دروازے کی سنگی چوکھت جس کا شرقی بازار چند سال قبل تک اپنی چگہ قائم تھا مگر اب زمین پر پڑا ہوا ہی - چوکھت کے اس بازار کی ساخت میں ہر پتھر استعمال ہوا ہی وہ اندر لگی ستونوں کے پتھر سے بالکل مختلف ہی اور اس پر کچھ ابہزادان تصویریں بذی ہوئیں جنکی طرز ساخت سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ بازار دسویں یا گیارہویں صدی عیسوی میں طیار ہوا تھا -

کسی زمانے میں گول کمرے کے اندر ایک ستونہ بننا ہوا تھا جس کے کھنڈر سنہ ۱۸۵۱ع میں جذر میسی نے دریافت کئے تھے - اس کھنڈر میں سنگ صابوں کی ایک شکستہ قبیا ملی تھی اور قیاس یہ ہی کہ اس قبیا میں کبھی تبرکات رکھ ہوئے تھے - معلوم ہوتا ہی کہ یہ ستونہ گول کمرے میں عقبی دیوار کے بالکل قریب بننا ہوا تھا اور مندر کی دیواروں کی طرح

شہتیر موجود رہے یہ ستون بھی اپنی جگہ پر قائم رہے ایکن شہتیروں کی شکست ریخت کے بعد مغربی جانب کا نیم سو دن اور شمال مغربی کرنے کے تین ستون تو بالکل گر کئے اور باقی خطناک طور پر مختلف اطراف میں چھک گئے اور اگران کے اوپر پتھر کی بھاری بھاری سردازیں نہ ہوتیں تو کب کے گر کئے ہوتے ۔

وہ دلچسپ اور عجیب و غریب نقش جو ان ستونوں کے چاروں پہلوؤں پر کلدہ ہی اور ظاہر نامکمل حالت میں چڑڑا ہوا معلوم ہوتا ہی ساتوں صدی عیسوی میں سانچی کے صناعوں کا منظور نظر تھا اور اس زمانے کی اور عمارت میں بھی پایا جاتا ہی جو سانچی سے نہایت دور دراز مسافت پر راقع ہیں ، مثلاً دکن میں بمقام البراء اور احاطہ بمبدی میں بمقام آزادی (صلع دھاردار) ، لیکن چھانٹک مجھے علم ہی ساتوں صدی سے بعد کسی کسی عمارت میں یہ نقش نظر نہیں آتا ۔ پس ان ستونوں سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ مندرج تخمیناً سنہ ۶۵۰ھ کے قریب تعمیر ہوا تھا ، اور بعض دیگر شواہد سے بھی ، خصوصاً دیواروں کی طرز تعمیر سے ، از آن اضافوں سے جو اس عمارت پر بعد میں

ساتوین یا آٹھوین صدی عیسوی کے حروف میں بودہ  
مذہب کا کلمہ منقوش ہی - ازیر والی مہر یا توکول ہی  
یا بیضربی شکل کی ہی اور اس میں بھی یہ کلمہ  
لکھا ہوا ہی -

اس ملندر یا چیتیا ہال کی تاریخ تعمیر کا ذکر  
کرتے ہوئے میں نے اشارہ کیا تھا کہ اسکی تعمیر سے قبل  
اس مقام پر کچھ قدیم عمارت بنی ہوئی تھیں -  
ان عمارت کے نقبہ آثار میں حسب ذیل چیزوں  
ملتی ہیں : - (۱) گول کمرے کے موجودہ فرش کے  
نیچے چند اور قدیم فرش جنکر ملیے کی تھے ان ایک  
درسرے سے جدا کرتی ہیں (۲) آن دیواروں کے نیچے<sup>س</sup>  
جر گول کمرے اور بغلی رستون کے عقب میں ہیں  
چند قدیم دیواروں کی بنیادیں اور (۳) چار دیواری کے  
گرد مضبوط ہٹتے کی دیواریں جو عہد موریا کی بنی  
ہوائی ہیں -

قدیم فرش تعداد میں تین ہیں اور اگر سانچی  
کے دیگر آثار کے حالات سے اندازہ کیا جائے تو سب سے  
ازیر والی فرش ( جو چونے اور کنکر کا بنا ہوا ہی )

اسکی بنایاد بھی کچھ ایسی گھری نہ تھی کوونکہ  
اب اس کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا -

چھوڑی چھوڑی قدیم اشیاء جو اس چینیا مندر سے  
برآمد ہو لین آئیں صرف (تختہ) مٹی کی چند  
چھوڑی چھوڑی تختیاں قابل ذکر ہیں جو ساتوں  
یا آٹھوں صدی عیسوی کی بُنی ہوئی ہیں اور  
گول کمرے کے مشرق میں جو بغلی رستہ ہی آسکے  
فرش پر اکٹھی ایک ہی جگہ پڑی ہوئی ملی تھیں -  
یہ تختیاں مختلف ناپ کی ہیں مگر نمرنہ قریب قریب  
ایک ہی ہی یعنی ہر تختی پر درمہریں ثبت ہیں  
اور کنارے صدف نما آرائش سے مزین ہیں - نیچے  
دالی مہرذرا بتری اور شکل میں پیپل کے پتے سے  
مشابہ ہی اس میں بددھ کی ایک تصویر بُنی ہوئی  
ہی جو بُنومی سپرسا (۱) وضع میں کنوں کے تخت  
پر بیٹھا ہی - بددھ کے سر کے قریب دوسرن طرف  
درستوپے ہیں اور نیچے جسم کے دوسرن طرف

(۱) (مُؤْمِنَةً سُودا) یعنی بددھ چار زانو بیٹھا ہی اور  
دائیں ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کر رہا ہی (مترجم)

دہر تک بندی ہوئی ہی - بات یہ ہی کہ میدان مرتفع کے اس پہلو پر پہاڑی کی سطح یکنیک جنوب کی طرف ڈھالو ہرگئی ہی اسلئے عہدِ موریا کے معماروں کو اپنی عمارتوں کے لئے ایک ہموار کرسی حاصل کرنے کی غرض سے بھاری بھاری پشتے کی دیواریں بنانی پڑیں جنکے درمیانی خلا کر بعد میں مٹی اور بڑے پتھر بھر کر مسطح کر لیا گیا - یہ دیواریں ۵۰ اور تین فیٹ کے درمیان موتی ' بارہ تیرہ فیٹ اونچی اور آسی قسم کے نیم تراشیدہ پتھروں کی بندی ہوئی ہیں جیسے بعد کے زمانے میں ستونہ کلان کی ترسیع کے وقت استعمال کئے گئے - معلوم ہوتا ہی کہ پشتے کی رہ دیوار ' جو اس ہال کے پاس جذب میں راقع ہی ' دبار ' کے مقابلے کے لئے ناکافی ثابت ہوئی کیونکہ اسکی بھروسی جانب چھوڑے ہی زمانے کے بعد ایک اور دیوار تعمیر کی گئی اور دریوں کے درمیانی خلا کو انگھٹ پتھروں سے بھر دیا گیا - اس دوسرا دیوار نی بندیاں بھی چٹان ہی پر رکھی گئی ہی ' موٹائی چار فیٹ سے کچھ زیادہ ہی اور بھروسی جانب کگر چھوڑے ہوئے ہیں - اس دیوار کا بالائی حصہ ضائع ہو چکا ہی اس لئے

ہانچڑیں یا شاید چھٹی صدی عیسیٰ سے تعلق رکھتا ہی، اس سے نیچے والا پہلی یا درسی صدی قبل مسیح سے اور تمسرا یعنی سب سے نیچے والا فرش مہد میریا سے منسوب کیا جاسکتا ہی (۱)۔ بچری کے اُس قدیم فرش کی مانند جر اشک کی لالہ کے کرد بنا ہوا ہی، اس زیرین فرش کے نیچے بھی پلے چنان کی سطح تک گول پتھر جمالی گلہ ہیں جو گریا اسکی بنیاد کا کام دیتے ہیں، لیکن چونکہ یہ فرش ایک مسقف عمارت کے اندرنی حصے میں بدايا گیا تھا اس لئے ان پتھروں کے اوپر موئی موئی بچری بچھانے کی بجائے صرف تہری سی مٹی ڈال کر خرب کوٹ دی گئی اور اسکے اوپر چونے کا صندلہ کر دیا گیا۔ جس زمانے سے اس زیرین فرش کا تعلق ہی اُسی زمانے کی وہ پشتی کی دیواریں بھی ہیں جو اس چینیا کے مشرق، جنوب، اور مغرب میں نظر آتی ہیں اور نیز وہ دیوار جو اسکے مغرب میں وسیع سطح مرتفع کے جنوبی کنارے کے ساتھ ساتھ

(۱) جس کھدائی میں یہ فرش آشکار ہوئے تھے اُس کو دربارہ بھرا دیا گیا ہے۔

اکلے حصے کے نیچے راتھ ہی، لیکن اصل میں مصنف  
ہذا سے پہلے کسی اور محقق نے اسکو آشکار کیا تھا  
اور چونکہ اسکے متعلق کوئی تحریر نہیں ملتی  
اس لئے اس کا تصدیقہ مشکل ہی کہ جس جگہ یہ چوکا  
ہمیں ملا وہی اسکی اصلی چگہ بھی تھی یا نہیں۔  
علاوه برین اسکی ظاہری وضع قطع سے یہ پتا لکانا بھی  
دشوار ہی کہ اس سے کیا کام لیا جاتا تھا، لیکن  
پتھر کی خاص قسم اور چوکے کی طرز ساخت سے  
ایسا پایا جاتا ہی کہ وہ غالباً عہد رسطی کا بنا ہوا ہی۔

مندر نمبر ۱۷ درسرے باب میں، جہاں هندی صنعت کے

ارتقاء کا ذکر کیا ہی، یہ بیان ہو چکا ہی کہ  
کپتانی صنعت کی اصلی خصوصیت اسکا ذرق  
سلیم کے موافق ہونا ہی جسکو دیکھ کر یونان کی  
بہترین صنعت کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہی۔ اس  
خصوصیت کے اظہار کی عمدہ مثال وہ چہونا سا مندر  
ہی جو چیتیا حال نمبر ۱۸ سے چند قدم مشرق کو  
واقع از انجیوین صدی عیسوی کے آغاز کا تعمیر  
شدة ہی -

یہ مندر نہایت سادہ ہی اور اس میں صرف

اب یہ اندازہ نہیں ہو ساتا کہ آیا اونچالی میں پہلی  
دیوار کے برابر ہی تھی یا کچھ کم ریش -

جس مقام پر میدان مرتفع کے جنوبی ضلع کی  
پشتے کی دیوار اُس معاanzat دیوار سے 'جر ہال' کے  
مغربی پہلو میں راقع ہی 'زادیہ' قائمہ بناتی ہوئی  
کرملی ہی، رہان ملیہ کا ایک عظیم انبار جمع تھا  
جس کا اکثر حصہ ضرور اُس ارپر والہ چبوترے سے  
گرا ہوا جسپر موجودہ ہال راقع ہی۔ اس ملیہ کے  
اندر سے، تھے قریب، پختہ متی کے بہت سے کھڑکیں  
کے علاوہ پتھر کا ایک شکستہ پیالہ بھی دستیاب ہوا  
چر قدیم صنعت کی ایک نفیس یادگار ہی۔ یہ کھپرے  
غالباً موریائی عمارت کی چہت سے گرسے ہونگے  
جسکی بنائی فرقانی، اُس زمانے کی دیگر عمارت  
کی طرح، غالباً لکڑی کی تھی -

ہال یا مندر کے مددر حصے کے سامنے ایک بڑا  
چرکور پتھر کھا ہی جو چار فیٹ مربع اور بیچ میں  
(ارکھلی کی طرح) معرف بنا ہوا ہی۔ یہ چوکا  
کھدائی کے زمانے میں عہد موریا کی اُس سلگی  
دیوار کی کرسی پر رکھا ہوا ملا تھا جو کول کمرے کے



*a.* TEMPLE 18.



*b.* TEMPLE 17.

ایک کمرہ اور اسکے سامنے ستون پر ایک سالبان ہی -  
 درجن کی چھتیں مسطع ہیں - مگر بارجو دیکہ  
 یہ عمارت مختصر سی ہی اور اس نفاسست اور رضاحت  
 سے، جو یونائی فن تعمیر کی امتیازی خصوصیات  
 ہیں، معرا بھی ہی، تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا  
 کہ اس عمارت کی طرز ساخت میں، آرالش کی  
 مرواریدیت میں، اور جزئیات کے صحیح تناسب میں  
 یونائی تعمیرات کی سی مشابہت ضرر پائی جاتی  
 ہی (دیکھو پلیٹ ۱۱ ب - (Plate XI, b -

ایک لمجھے کے لئے اس عمارت کا ستپہ کلانے  
 بھائیوں سے مقابلہ کیجیے جو عہد اندر کے بلے ہوئے  
 ہیں اور دیکھئے کہ بھائیوں کی چوبی طرز تعمیر کی  
 بجائے، جو بالکل غیر معقول اور ناممکن بلکہ مضمضہ  
 انگیز ہی، اس مدر میں پتھر کی سب چیزوں  
 سنگی طرز تعمیر یہ بندی ہوئی ہیں جو بہت معقول  
 ہی، عمارت کا ہر جز خواہ کوسی یا ستون، پرکالہ  
 یا چھجھے، ایک معقول فرض ادا کر رہا ہی جو بالکل  
 واضح اور سنگی تعمیر کی ضروریات کے عین مطابق  
 ہی، اور آرالش ریبالش میں بھی نسبت اعتماد  
 اور سادگی آکٹی ہی -

درسری طرف اس مندر کا دنگ لس رکڑی (۱) ے  
 مندر راقع قلعہ آئٹھنڈ جیسی کسی یونانی عمارت سے  
 مقابلہ کیجئے۔ درجن عمارتیں ایک درسرے سے اسقدر  
 مشابہ ہیں کہ خواہ مخواہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ یہ مندر  
 اور اس زمانے کی دیگر ہندی تعمیرات کہیں مغربی  
 نمودن سے تر نقل نہیں کی گئیں؟ اس سوال کا  
 جواب یقیناً نفی میں ہی۔ گر اس میں کلام نہیں  
 کہ عہد گپتا کی صلعت بعض مضامین اور خیالات  
 کے لئے مغربی دنیا، بالخصوص ایشیائی کوچک اور  
 مصر، کی شرمذنا احسان ہی، تاہم اس مندر کی  
 اور اس زمانے کی دیگر عمارت کی مستند وضع کسی  
 اندھا دھنڈ تقلید کا نتیجہ نہیں ہی بلکہ اس کے  
 اسباب کچھ اور ہی ہیں اور، جیسا کہ پہلے بیان  
 ہوچکا ہی، اس راقعہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ عہد گپتا  
 میں اہل ہند کی ذکارت اور خیالات میں قریب قریب  
 ریسی ہی ہم، گیر اور فوری نشر و نما ظاہر  
 ہوئی جیسی پانچویں اور چوتھی صدی قبل مسیح

(۱) ”Wingless Victory“ - پر کی فتح (کی دیبی) -



چکھے پر قالم ہی بانکہ آسکے بھی روفار کے پتھر ضایع  
ہو چکے ہیں اور صرف اندر رئی ناتراشیدہ ٹپتھرzn کی  
چنانی باقی رہ گئی ہی - لیکن کرسی کے آبیر جو ملبہ  
پڑا تھا اُس میں اور بہت سے عمارتی اجزاء کے علاوہ،  
پتھر کے در بترے اور در چھوٹے نیم ستون پر آمد ہوئے ہیں  
جنکی وضع قطع سے پایا جاتا ہی کہ یہ عمارت بھی ادائی  
عہد کپتا کی یادگار ہی - ان ستونوں کے عمود، نیچے  
مربع، وسط میں ہشت پہلو اور اور شانزدہ پہلو  
ہیں، - گرد نون پر "داری" کے نامے کی آرائش  
اور سررن پر "کمرکی گلداں" بنے ہوئے ہیں -

اس رقبے میں چوتھا مندر نمبر ۳۱ ہی جو ستونہ  
نشانہ کے عین پس پشت، شمال مشرقی گوشے میں،  
راقع ہی - اس میں صرف ایک سادہ، مسطع  
چھت کا، ستون دار کمرہ ہی جو ایک بہت چورے  
چبوترے پر بنا ہوا ہی - کمرے کے اندر، در رازے کے  
بالکل سامنے، بدهہ کا ایک مجسمہ کرسی پر رکھا ہی  
جو کنوں کی گلکاریوں سے آراستہ ہی -

مندر کا یہ چبوترہ اصل میں کسی اور قدیم مندر  
کے لئے تعمیر ہرا تھا جو اسی مقام پر بنایا گیا تھا

میں یونانی دل و ہماغ میں رونما ہوئی تھی۔ پس اگر، هندی تخيیل کی طرح، هندی صنعت میں بھی وہی عقل سلیم کا اتباع، حسن کا صحیح امتیاز، اور اظہار و اقسام مقصد کا احساس نظر آئے جو یونانی صنعت میں پایا جاتا ہی تو کچھ تعجب کا مقام نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہی کہ جس زمانے میں یہ مندر تعمیر ہوا وہ زمانہ تقلید کا نہیں بلکہ التجاد و اختراع کا زمانہ تھا اور اس چہروئی سی عمارت کے ایک ایک پتھر میں اس زمانے کے مذاق اور اُسکے بنانے والوں کے میلان طبع کا سچا عکس نظر آتا ہی اور اگر ہم اس عمارت کو عہد اندھرا کی عمارت سے مقابلہ کرنے کی تدبیف گوارا کریں تو معلوم ہر جائیکا کہ یہ مندر اُس انقلاب کی بھی مکمل فہرست ہی جو سنه عیسوی کی پہلی چار صدیوں کے دوران میں هندستان کے تمدن و تہذیب میں رونما ہوا۔

ملندر نمبر ۹ جس ملندر (نمبر ۱۷) کا ابھی ذکر ہوچکا ہی اُس سے کسی قدر بڑا اور قریباً اُسی زمانے کا ایک اور ملندر، چیتیا ہال نمبر ۱۸ کے شمال مغرب میں بنا ہوا تھا۔ اس وقت اس ملندر کی صرف کرسی الہنی

اس تصویر کے ہاتھ کہنیوں تک خالع ہرچکے ہیں،  
مگر چونکہ سینٹ پرشستگی کے در نشان موجود ہیں  
اسلئے ظاہر ہوتا ہی کہ درنوں ہاتھ سینٹے کے  
سامنے اُنھیں ہولے تھے اور اس تصویر میں بُدھے کو  
دھرم چکر مُدرا یعنی تلقین کی وضع میں دکھایا گیا  
تھا۔ یہ مجسمہ جس قدیم چوکی پر رکھا ہوا ہی  
آسی کا ہم عصر یعنی چھٹی سانوں صدی عیسوی کا  
بنا ہوا معلوم ہوتا ہی لیکن چونکہ یہ اس چوکی پر  
تھیک نہیں بیٹھتا اس لئے ماننا پڑیگا کہ مذکور کے بعض  
ستونوں کی طرح یہ بت بھی کسی دوسرے مذکور سے لے کر  
اس چوکی پر رکھ دیا گیا ہی۔

ایک دلچسپ یادگار جو کھداوی کے دزدان میں ناگی کا مجسمہ  
اس مذکور کے چبوترے کے قریب ہی برآمد ہوئی  
وہ ناگی کا وہ مجسمہ ہی چوڑی کی مغربی جانب ہے،  
چبوترے اور چوڑی کے درمیانی گوشے میں قائم ہے۔  
یہ مجسمہ، نیچے کی چوڑی سمیت، سات فیٹ چھ، انج  
بلند ہی اور چوتھی یا پانچوں صدی عیسوی کا بنا ہوا  
ہے، اور چونکہ ابھر ان نہیں بلکہ چاروں طرف سے  
مکمل ہی اسلئے اصل میں ضرور کسی ایسی کھلی

اور وہ چوکی بھی جسپر بُدھہ کا کنول والا تخت رکھا ہوا  
ہی سابقہ مندر ہی سے تعلق رکھتی ہی اور مرجوہ  
مندر کی سطح فرش سے کسی قدر نیچے اب تک  
اپنی اصلی جگہ پر موجود ہی ۔

قدیم مندر کی تعمیر ضرر چھٹی یا ساتوین صدی  
عیسیٰ میں عمل پذیر ہوگی ہوگی اس لئے گمان  
غالب ہی کہ مرجوہ عمارت کے ستون میں سے  
وہ دو نیم ستون چوڑمع قطع میں چیلتیا ہال نمبر ۱۸ کے  
ستون سے مشابہ اور بوجہ مشابہت اُسی زمانے کے  
بننے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، سابقہ مندر سے تعلق رکھتے تھے ۔  
باقي ستون میں سے درستون اراۓ عہد کپتا کے بننے ہوئے  
ہیں ۔ یہ ضرر کسی دوسری عمارت سے لئے کئے ہوئے  
اڑ ممکن ہی کہ جن منهدم شدہ عمارتوں کی کرسیاں  
حال ہی میں مشرقی جانب والی پشتی کی دیوار کے  
نیچے آشکار ہوئی ہیں اُنہی عمارتوں میں سے کسی  
کے یہ ستون ہوں ۔ بُدھہ کا وہ مجسمہ چو اس مندر میں  
رکھا ہی سرخی مائل بھروسے رنگ کے ریتلے پتھر کا  
بنا ہوا ہی اڑ اس میں بُدھہ کو کنول کے شگفتہ  
بھول ہر چار زانو بیٹھا ہوا دنہایا ہی ۔ سو اتفاق سے

آن عمارت کا جنکہ آثار اس دیوار کے نیچے برآمد ہوتے  
ہیں، کچھ ذکر کر دیا جائے۔

اس کشادہ رقیے کے تذکرے میں جو ستونہ کلان کے  
کرد راقع ہی اور جس میں پتوہر کی سلوں کا فرش  
لگا ہوا ہی، میں بیان کرچا ہوں کہ یہ سنگی فرش  
ابتداءً اس محافظظ دیوار کے مشرق میں بہت دور تک  
پھیلا ہوا تھا۔ یہ کیفیت پہلی صدی قبل مسیح میں  
قہی اور غالباً اسکے بعد بھی تین سو سال یا اس سے  
کچھ زیادہ زمانے تک اس فرش پر کسی قسم کا  
ملبہ جمع نہیں ہوا۔ لیکن جب مشرقی حصے کی  
عمارتیں بوسیدہ ہوئیں گرفتی شروع ہوئیں تو رفتہ رفتہ  
آن کا ملبہ اس فرش پر جمع ہونے لگا۔ ان قدیم  
منہدمہ) عمارت کے آثار پر اور نئی عمارتیں بذریں اور  
برور ایام تباہ ہو گئیں۔ غرض ساتویں صدی عیسوی  
کے قریب تک شکست و ریخت کا بیہی عالم برابر رہا  
پھر آخر اس ملبے کے اجتماع سے ایک پانچ فیٹ اونچا  
پیله سا بن گیا جس کا طول محافظظ دیوار کے موجودہ  
طول کے برابر تھا۔

مارت نشان ۱۹، ۲۱ و ۲۳ اور نیز سرک نمبر ۲۰ جو  
مارت ۱۹ کے شمال کی طرف راقع ہی سب کی سب

جگہ قالم کیا گیا ہرگا کہ ہر طرف سے بخوبی دیکھا جاسکے۔ اس کے نیچے کبی جانب ایک بڑی چُول ہی جو اپنے اندھے کسی سلیکی چورکی میں بٹھا لی ہوئی تھی۔ لیکن عہدِ وسطی کے اراخیر میں چب مجسمہ کو اس جگہ منتقل کیا گیا جہاں وہ اسوقت قالم ہی تو چورکی کو غیر ضروری سمجھہ کر رہیں چھوڑ دیا گیا اور مجسمہ کی بندیادی کرسی کر پتھر کی خشک چنائی میں چُن دیا گیا۔ بعد میں کسی وقت یہ مجسمہ تھنوں کے اپر سے آٹھ کر در تترے ہو گیا چنانچہ اس کا زیرین حصہ تو اپنی اصلی جگہ اور بالائی حصہ اسکے قریب ہی ذرا فاصلے پر پڑا ہوا ملا ہی۔ مدد کے چہوتے کی چنائی میں بعض نہان اسے پائی جائے، ہیں جن سے کمان ہوتا ہی کہ غالباً اس تصویر کے چواب میں زین کبی مشرقی جانب ناکا یا ناگی کا ایک از بھی مجسمہ قائم تھا۔

وسطیِ رقبے کا بیان ختم کرنیسے قبل مذاسب معلوم ہوتا ہی کہ اس طویل پُشٹے کی دیوار نا جو وسطی میدان کے مشرقی پہلو پر ہنسی ہوئی ہی، اور نیز

وسطی اور مشرقی  
وقبتوں کے درمیان  
پُشٹے کی دیوار

بلند ہر کیا تھا اور گیارہوں صدی عیسوی سے پہلے کی  
بنی ہولی نہیں بلکہ اغلب تریہ ہی کہ ملندر نمبر ۳۵  
کی ہم عصر ہے۔ اس کی تعمیر کے وقت ضرور کچھ  
ملبدہ اسکی مغربی جانب بھی جمع ہوا کیونکہ اسکی  
بنیاد مشرقی میدان کی سطح سے نیچے نر فیٹ سے  
زیاد نہیں چلتی۔ دیوار کے راست میں ایک پختہ  
زینہ ہی جس کے ذریعہ سے روسطی رقبے سے مشرقی میدان  
پر چڑھتے ہیں۔ کچھ زمانے کے بعد جب اس دیوار  
کی مرمت کی گئی تو اس کے آس حصے کے نیچے،  
جو موجودہ زینے کے شمالی جانب ہی، پتھر لکی خشک  
چنائی کرے، اسکے ساتھ مٹی کا پشتہ بنا دینا کافی  
سمجھا گیا لیکن باقی دیوار کو ٹوڑ کر، اور اسکی بنیاد  
کو اور سات فیٹ نیچے لے جا کر، از سرنو بنایا گیا۔

---

غالباً ساتوپن صدی عیسیٰ کی بنی ہرثی ہیں - سڑک صرف نر فیٹ چرزی ہی اور قریباً  $\frac{1}{4}$  کی نسبت (رنگار) تھے مشرق کی جانب بلند ہرثی چلی گئی ہی - اس لئے فرش میں کول کول پتھر لگے ہرلے ہیں جنکی فرسودگی سے اندازہ کیا جاتا ہی کہ یہ سڑک مدتیں تلک مستعمل رہی ہو گی -

عمارت نمبر ۲۳ کا صرف درازہ برامد ہوا ہی جسکی ڈھلیز کے سامنے نصف دائرے کی شکل کا ایک بڑا پتھر چمایا ہوا ہی - عمارت نشان ۱۹ کی موجودہ دیواریں صرف ایک اور در فیٹ کے درمیان بلند ہیں اور انکی خشک اور بھدمی چنانی میں معمولی نیم تراشیدہ سے پتھر لگے ہوئے ہیں - بخلاف اسکے عمارت ۲۱ کی تعمیر میں کوہ ارد سے گری کے بھاری بھاری پتھر استعمال کئے گئے ہیں اور کرسی کے دامن پر بطری آرائش چارzen طرف "زناری گولہ" بنا ہوا ہی چس سے ظاہر ہوتا ہی کہ عمارت مذکور عہد گپتا کی تعمیر ہی -

پشتے کی دیوار جوان عمارت کے اڈر سے گذرثی ہی اس وقت بنائی گئی تھی جب مشرقی رقبہ ملیہ کے اجتماع کے باعث) چودہ فیٹ کے قریب

اور اندرمنی دیوار آسی کی ہم شکل تھی - ان دیواروں کی چنانی صدھض بھدھی تھی اور ان سے صرف بنیادرن کا کام لیا جاتا تھا مگر ان بنیادرن کے نقشے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک اریر ضرر ایک چیتیبا هال بنا ہوا تھا جو اپنی وضع قطع میں بھاجا اور مغاربی ہند کے دیگر مقامات کے آن بڑے بڑے چیتیباروں سے ملتا چلتا تھا جو پہاڑ کاٹ کر بناے گئے ہیں - اگر کوئی نمایاں فرق تھا تو صرف یہ کہ ان پہاڑی چیتیباروں میں قوسی حصے کے سامنے ایک یا زیادہ دررازے ہوتے ہیں اور سانچی کے اس عمارتی چیتیبا میں صرف یہاں پر کی لمبی دیواروں میں ایک ایک دررازہ تھا - اسکی اس خصوصیت کو دیکھ کر غار سدا اس اور ہد مریبا کے دیگر غاری منادر یاد آتے ہیں جو کوہ پرابر میں راقع ہیں -

اس عمارت کا بالائی حصہ زیادہ تر لکڑی کا بنا ہرا تھا اور ایام قدیم ہی میں آگ کی نذر ہو گیا تھا کیدونکہ لکڑیوں کے چند سوختہ اجڑا کے سوا جو اس عمارت کے قدیم کچھ فرش پر دستیاب ہوئے اور کڑا ای نشان بالائی عمارت کے ملبی کا نہیں ملا ۔

اس آتشزدگی کے زمانے کا کچھ پتہ آن ستونوں سے چلتا ہی جو بعد میں اس کرسی پر قائم کئے گئے ۔ یہ

## بَابُ ۸

### جنوبي رقبه

جنوبي سلسلہ عمارت کے آثار میں وہ بڑا مندر سب سے اہم ہی جو نقشہ میں نشان ۴۰ سے تعبیر کیا گیا ہی ازراس حصے کی اور عمارت کی طرح کچھ دنوں قبل تک ملینے میں چھپا ہوا تھا۔ اصل ابتدا میں یہ مندر ایک قوسی چیتیا ہال (Chaitya-hall) تھا اور اس نامنے کا یہ قدیم ترین چیتیا ہی جسکے کچھ آثار اب تک باقی ہیں۔

قدیم عمارت کی اب صرف ایک مستطیل سنگی کرسی رہائی ہی جس کے مشرقی اور مغربی پہلوؤں پر ایک ایک زینہ ہی۔ اس کرسی کی ظاہری وضع قطع سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بالائی عمارت مندر شکل کی تھی یا کیا۔ مگر اسکے وسطی حصے میں، جو بظاهر ٹھوس معلوم ہوتا تھا، کھدائی کرنیسے اسکے اندر در جد اگانہ دیواریں ملینے جنکے درمیانی خلا میں ملینہ بہرا ہوا تھا۔ بیرونی دیوار کے جذبی سرے کا اندرونی رخ ذرا قوسی شکل کی گولائی لئے ہوئے تھا ۲۲۲

بڑے مندرجہ کار اور سادہ پتھر بہر دیگے گئے جو غالباً قدیم عمارت ہی سے لئے گئے تھے - (ان بھرائی کے پتھروں میں ہاتھی کا ایک شکستہ مجسمہ بھی برآمد ہوا جسکی صلعت نہایت اعلیٰ ہی) - ان توسعی سے کرسی کا طول ۱۳۷ فیٹ اور عرض ۹۱ فیٹ ہو گیا - اسکے ساتھ ہی عمارت کا فرش بھی ایک فٹ چار انچ ارٹھ کرنے اسپر چھہ سے آئے فیٹ تک لمبی اور سارے تین تین تین فیٹ چورزی سلوں کا فرش لگا دیا گیا ۔

اس جدید کرسی کے تین جانب یعنی شمالی \* چنوبی اور مغربی پہلوؤں میں مختلف جسامت کے تین برج ہیں اور خیال ہی کہ مشرقی جانب بھی غالباً اس قسم کا برج تھا لیکن اس طرف کوہداںی نہیں کی گئی - ان میں سے شمالی اور مغربی برج تو پہلے کی دیوار کے ہم عصر ہیں مگر چنوبی پہلو کا برج بعد کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی اس لئے کہ اس کا سطحی نقشہ بے ترتیب ہی اور چنانی ہے کہ پہلے کی دیوار کی چنانی کے ساتھ وصل نہیں بلکہ اُس سے علیحدہ ہی ۔ وہ دیواریں چواس برج کے مشرقی اور چنوبی پہلوؤں پر بیرونی جانب بنی ہوئی ہیں اس سے بھی بعد کی تعمیر معلوم ہوتی ہیں ۔

ستون ' دس دس ستون کی ' پانچ قطاروں میں مرتب ہیں لیکن الگی ترتیب میں قدیم عمارت کی بندیا دروں کے نقشے کا مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جس وقت ان ستونوں کی تعمیر عمل میں الگ اس وقت قدیم عمارت کا سطحی نقشہ کسی کریاد نہیں رہا تھا - مگر چونکہ ستونوں پر قدیم براہمی رسم خط میں کچھ کلتی کندا ہیں (۱) اس لئے وہ پہلی صدی قبل مسیح سے بعد کے نہیں ہو سکتے بلکہ ممکن ہی کہ اس سے بھی بہت پہلے کے بنے ہوئے ہوں - ان رجوع میں یہ نتیجہ نکلا ہے کہ قدیم (چیتیا کی) عمارت غالباً عہد موریا میں تعمیر ہوئی تھی ' - چنانچہ عمارت کی طرز ساخت اور نیز اُسکی بندیا دروں اور اصل چٹان کے مابین کسی ملید وغیرہ کی عدم موجودگی سے ہمارے اس خیال کی پوری تائید و تصدیق ہوتی ہی -

ان ستونوں کو قلم کرتے وقت پرانی کرسی کو بڑھا کر بڑا کر لیا گیا ' - وہ اس طرح کہ کرسی کے چاروں طرف ' اس سے کچھ فاصلہ پر، ایک مستحکم پشتہ کی دیوار بنا کر دروں کے درمیانی خلا میں بڑے

(۱) یہ تحریریں ابتدائی نمونے کے رسم خط میں کندا ہیں -

ملینے میں جو عمارت کے چاروں طرف جمع تھا، بہت سے شکستہ ستون دستیاب ہوئے ہیں جو وضع قطع میں سراسر آن ستونوں سے مشابہ ہیں جو اب تک اپنی چمگہ پر قائم ہیں۔ پس یہ قیاس قریب عقل معلوم ہوتا ہی کہ شاید اصل میں یہ شکستہ ستون بھی ترسیح یافتہ گرسی کے اڑپر قائم تھے اور جب بعد کے زمانے کی محافظ دیوار کا بالائی حصہ گرا اور اپنے ساتھ چھہ سات فیٹ پیچھے ٹک کی پتھروں کی بھرتی کرو، جو اس کے عقب میں بھری ہوئی تھی، لے کر نیچے آ رہا تریہ ستون بھی اُسکے ساتھ ہی کر گئی۔ لیکن اس قیاس میں اعتراض کی بھی گنجائش ہی اور وہ یہ ہی کہ ملینے سے ستونوں کے جو سقدر عمود برآمد ہیں وہ سب کے سب بلا استثناء ٹوٹے ہوئے ہیں اور اکثر ٹکرے لمبا ی میں تین چار فیٹ سے زیادہ نہیں۔ پس عجیب نہیں کہ یہ ٹکرے در اصل آن ستونوں کے اڑپر کے حصے ہوں جو اسوقت اپنی چمگہ پر قائم ہیں اور انکے چون نا تراشیدہ حصوں کر ہم نیچے کے سرے خیال کرتے ہیں وہ اصل میں ستونوں کے نامکمل اڑپر کے سرے ہوں۔ اس دوسری صورت کا ذکر میں اسلئے نہیں کیا کہ میں اسکو پقینی یا کم از کم اغلب خیال کرتا ہوں، بلکہ صرف

قدیم کرسی کی توسعی سے دو ستون زینہ جو آسکے  
مشقی اور مغربی پہلوؤں میں بنے ہوئے تھے جدید  
و عمیر میں چھپ گئے اور انکی بجائے پہلتے کی شمالی  
دیوار کے عرض کو المضاعف کر کے آسکے ساتھ ایک  
درہرا زینہ بنا دیا گیا - موضوع سناری (ریاست بھوپال)  
کے مندر میں بھی، جو اسی توسعی کا ہم عصر ہی  
سرے والی دیوار کے ساتھ اسی قسم کا درہرا زینہ  
بنا ہوا ہی -

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اس حال کے هشت پہلو  
ستون، جو سب کے سب پتھر کے بنتے ہوئے ہیں، دس  
دس کی پانچ قطاروں میں مرقب تھے اور یہی  
ترتیب ہم نے نقشے میں بھی دکھائی ہی - جہاں تک  
ان پہچاس ستون کا تعلق ہی اذکی ترتیب میں کلام  
نہیں ہو سکتا، کیونکہ اکثر ستونوں کے شکستہ عمود اپنی  
اصلی جگہ پر موجود ہیں - مگر یہ بھی ممکن ہی کہ  
اصل میں ان ستونوں کی تعداد پہچاس سے بہت زیادہ  
ہو اور ستونوں کی ایک یا زیادہ قطاروں موجودہ سلسلے  
کے پہلوؤں یا سرزوں پر ترقیب دی گئی ہوں -  
فی الحقیقت بادی النظر میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہی  
(کہ انکی تعداد پہچاس سے زیادہ تھی) کیونکہ اس

اسلمی کہ اس سے تابع ہوتا ہی کہ ان چھوٹے ستونوں کی تعمیر اور انکی مرجوہ ترتیب بڑے ستونوں کی شکست و ریخت کے بعد عمل میں آئی تھی - باقی رہی ان ستونوں کی اصلی جالی قیام 'تو اسکی نسبت سخپ قیاس سے کام لیا جاسکتا ہی - ممکن ہی کہ ستون دار ہال کے گرد کوئی برآمدہ بنا ہو جسکی چھت ان ستونوں پر قائم کی گئی ہو - اور یہ بھی ممکن ہی کہ ہال کے جنوبی پہلو پر کسی حاشیہ کی عمارت میں استعمال کئے گئے ہوں - بہر حال کہیں بھی لکائے کئے ہوں اتنا توان کے حصص زیرین کی ناہموار تراش سے صاف ظاہر ہی کہ وہ کسی زیرین منزل کے فرش پر قائم تھے، بالائی منزل پر نہیں تھے -

ایک اور سرال ' جسکی نسبت یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ' یہ ہی کہ یہ ستون دار ہال کبھی مکمل بھی ہوا تھا یا نہیں؟ - بڑے ہشت پہلو ستون ایک دوسرے سے سات سات فیٹ کے فاصلے پر قائم ہیں اور اگر اس فاصلے سے اندازہ کیا جائے تو خیال ہوتا ہی کہ غالباً ان ستونوں کے ادیر لکڑی کی بجائے پتھر کے شہتیر رکھنے مقصود تھے - لیکن سوال اس ستونوں کے نہ تو شہتیروں یا پرکالرن ہی کا کوئی

اسلئے کہ جو شہادت ہمارے پاس موجود ہی اس سے ستونوں کے ٹھہاس سے زیادہ ہرنے کا یقینی ثبوت نہیں ملتا ۔ اور بین تبور کی عدم موجودگی میں نقشہ میں صرف وہی ستون دکھانے مناسب سمجھو گئے جو فی الواقع اپنی جگہ پر قائم اور موجود ہیں ۔

ان بڑے ہشت پہلو ستونوں کے علاوہ (Hall میں) ارز بہت سے چھٹے ستون بھی برامد ہرے ہیں جو قریب قریب الہی کے ہم عصر ہیں ۔ یہ ستون نیچے مریع اور اوپر ہشت پہلو ہیں اور بعض پر براہمی رسم خط میں مختصر ندری (۱) کتبہ بھی کلدہ ہیں ۔ ان میں سے کچھ ستون قدیم کرسی کے مشرقی پہلو پر ایک قطار میں مرتب ہیں لیکن یہ جگہ رہ نہیں ہی جہاں یہ اصل میں قائم کئے گئے تھے کیونکہ کھدائی کرنیس معلوم ہوا ہی کہ ان کے عمودوں کے صاف حصے عمارت کے قدیم ترین (تھے) فرش سے بھی کسی قدر نیچے جاتے ہیں اور بڑے ستونوں کے شکستہ تکڑے انکی بنیادوں میں استعمال کئے گئے ہیں ۔ آخرالذکر واقعہ نہایت اہم ہی

(۱) Donatory inscriptions - ان کتبہ میں صرف نظر گذرانے والے کا نام ارز بعض اوقات ندر کا ذکر ہوتا ہی ( مترجم )

نقشے میں نشان 8 دیا گیا ہی۔ اب اس عمارت کی  
صرف کرسی دو گزی ہی جو شکل میں مربع، سراسر  
ٹھوس بنی ہوئی اور شمالی پہلو پر اسوقت ہوئی چنان  
سے بارہ فیٹ بلند ہی۔ کرسی کے سامنے، مشرقی  
پہلو کے وسط میں، ایک پشنهاد یا دمدمہ سا باہر کو  
نکلا ہوا ہی جس کے نیچے کے سرے پر صرف چند سیڑھیاں  
مرجود ہیں اور باقی سیڑھیاں اور آنکے نیچے کی چنانی  
چینتیا ہال نمبر ۴ کی چنانی سے ملتی جلتی ہی  
مگر فرق یہ ہی کہ اس کرسی کا تمام اندر والی حصہ  
سراسر ٹھوس اور ناتراشیدہ پتھروں سے بھرا ہوا ہی اور  
اس کے اندر بنیادی دیواریں نہیں ہیں۔

چذرِ گنگہم نے اس کرسی کے وسط میں ایک  
عمیق کرہا کھدرا�ا تھا اور اسمیں انکھتر پتھروں کی  
بھواری دیکھ کر، عمارت کا نقشہ دریافت کئے بغیر ہی،  
خیال کر لیا تھا کہ یہ ہوئی کوئی قدیم ستونہ ہوگا۔ لیکن  
جس زمانے کی یہ عمارت بنی ہوئی ہی اُس زمانے  
میں ستونیں کی کرسیاں مربع نہیں ہوتی تھیں  
اور کوئی وجہ نہیں کہ عمارت زیر بحث اس عام رواج  
سے مستثنی ہو۔ میرے خیال میں اس کرسی پر

نشان ملا، نہ کوئی اور عمارتی اجرا دستیاب ہوئے  
اور نہ بالائی فرش ہر چھت کی جلی ہولی لکڑیوں  
ہی کے نشانات پالے گئے۔ یہ سب بانیوں دلالہ کرتی  
ہیں کہ اس درسربی عمارت کی تعمیر ستونوں کے  
قالم کرنے کے بعد مرقوم کردی گئی تھی۔ کچھ  
دنوں کے بعد یعنی ساترین یا آٹھویں صدی عیسیٰ کے  
قریب کرسی کے مشرقی جانب ایک اور مندر تعمیر  
ہوا جس کا دروازہ اور دیواری مغرب کو تھے اور غالباً  
اسی وقت وہ چھوٹے چوکوں سترن بھی، جن کا ذکر اپر آیا  
ہی، اپنی موجودہ چگہ پر نسب کلمہ گئے۔ اس نامے  
مندر کی دیواری کے سامنے تین سیڑھیوں کا زینہ بنایا  
گیا جو قدیم چیتیا کے مشرق میں، بغلی رستے کے اوپر،  
راقع ہی۔ زینہ کے سامنے چند ستونوں کے حصہ  
زیرین قالم تھے جنکو کاٹ کر فرش کے برابر کر دیا گیا کہ  
آمد و رفت میں مزاحم نہ ہوں۔ خود دیواری کی  
اندر کی پیمائش شمالاً جنوبیاً ۲۴ فیٹ اور شرقاً غرباً  
۹ فیٹ ہی۔ اسکے عقب میں مندر کی دیواروں کے  
کچھ نشانات ملے تھے۔

اس رینے میں ایک اور قدیم عمارت وہ ہی جس پر

معمارت نمبر ۸

ایک زائد کمرہ بھی ہی - آمد و رفت کا رسٹہ خانقاہ  
کے کسی پہلو کے درمیانی حجرے میں سے گذرتا ہی  
اور اسکے دونوں پہلوؤں پر بیرونی جانب ایک ایک بُرج  
بلا ہوا ہی - نیچے کی منزل میں پتھر کی خشک  
چنائی ہی مگر بالائی منزل کا اکثر حصہ غالباً لکڑی کا  
بلا ہوا تھا - سب سے پہلے خانقاہ نمبر ۳۶ بندی تھی<sup>۱</sup>  
جہاں رقہ کے رسط سے قریب تر ہی - اسکے بعد نمبر ۳۸  
اور آخر میں نمبر ۳۷ -

اس خانقاہ کی چنانی ناہموار ہی اور بہت خانقاہ نمبر ۳۶  
بے اعتنائی سے کی گئی ہی - صحن کے رسط میں  
جو مربع چہرہ ہی اس پر اینٹ کی دیواری اور چونے  
کی کوئی تین الچ مولیٰ تھے جمالی گئی ہی -  
چہرے کے بیرونی کناروں کے گرد ایک پست سی  
دیوار تھی جس پر بآمدے کے ستون قائم تھے - بالائی  
منزل پر جانیکے لئے شمال مغربی گوشے میں ایک زیله  
بنا ہوا تھا جسکی صرف ایک سیڑھی رہ گئی ہی  
اور وہ بھی کثرت استعمال سے بہت فرسودہ ہو گئی ہی -  
بارش کا پانی صحن میں جمع ہو کر ایک زمین دوز  
نالی کے ذریعے سے باہر چاتا تھا، جسپر پتھر کی

ایک مربع (شکل کا) مندر بنا ہوا تھا جس کی بالائی عمارت غالباً لکڑی کی تھی۔ اس قسم کی عمارتیں ستونوں کیلئے کے منقش پہاڑوں پر کلی مرقعوں میں

نظر آتی ہیں -

جس مقام پر زینے والے دمدمی کا جنوبی پہلو اور کرسی کا مشرقی پہلو آکر ملتے ہیں آس چکہ زمانہ مابعد میں ایک مستطیل قطعہ زمین دیوار بلاکر کہیر لیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ محاط کی دیوار عد وسطی میں تعویز ہوئی ہو گی -

خانقاہیں نمبر ۳۶ - جنوبی رقبے میں چور اور عمارتیں برآمد ہوئی ہیں ۳۸ - ۳۷ وہ تین خانقاہیں نمبر ۳۶، ۳۷ و ۳۸ ہیں - یہ تینوں خانقاہیں قریب قریب ایک ہی نقشے کے مطابق بنی ہوئی ہیں اور یہ روی نقشہ ہی جس سے ہم پہلے بھی ہندوستان کے دیگر مقامات میں آشنا ہوچکے ہیں، یعنی ہر خانقاہ کے وسط میں ایک مربع صحن ہی جس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے حجرے، اور حجروں کے سامنے صحن کے گرد ایک ستون دار برآمدہ ہی اور صحن کے وسط میں ایک چہوتہ ہی - کسی کسی خانقاہ میں باہر کی جانب

خانقاہ نمبر ۳۸

یہ خانقاہ، نمبر ۳۶ سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تعمیر ہوئی تھی۔ اور اسکی چنانی بھی نمبر ۳۶ کی چنانی کی طرح نہایت بہدی اور ناہموار ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ اس جگہ پہلے کوئی اور عمارت بلی ہوئی تھی جسکی پختہ بنیادرن کے کچھ حصے اپنک موجود ہیں۔ علاوه ازین شمالی پہلو کے درمیانی حجرے میں ایک خشتی دیوار بھی بنی ہوئی ہی چو بعد میں اضافہ کیگئی تھی۔ لیکن جو ایتنیں اسکی تعمیر میں لگائی گئیں وہ کسی قدیم عمارت سے لی گئی تھیں۔ اُس مربع چبوترے کی بجائے جو دوسری خانقاہوں میں عموماً ملتا ہی، اس خانقاہ کے صحن میں ایک مربع نشیب ہی جیسا کہ اکثر قدیم رومی مکانات میں پایا جاتا ہی اور نشیب کے گرد چاروں طرف برآمدہ ہی جو کسی قدر بلند کرسی پر قائم ہی۔ بالائی منزل پر ہانے کا زینہ جنوب مغربی گوشے میں پنا ہوا ہی۔

اس عمارت کے اُس پاس کھدائی نہیں کی گئی لیکن خیال ہی کہ نمبر ۳۶ و ۳۷ کی طرح غالباً اسکے سامنے بھی رُمنا یا لحاظہ بنا ہوا ہوا اور چونکہ

سلین پنی ہری تھیں - یہ نالی اُس ناگ رستے کے نیچے سے گذرتی تھی ہو عمارت کے جنوب مغربی گوشے میں بنا ہوا ہی - خانقاہ کا دروازہ مشرقی پہلو میں ہی اور دروازے کے سامنے ایک بد قطع سا احاطہ تھا جو کسی دیوار زن کے آثار اپنک موجود ہیں -

سطعی نقشے کے لحاظ میں یہ خانقاہ مذکورہ بالا خانقاہ کی نسبت زیادہ وسیع اور مکمل ہی اور اسکی چنانچی بھی نسبتہ صاف اور بہتر ہی - ساتوں صدی عیسوی کے بنے ہوئے مردیں ستونوں کی طرح اس خانقاہ کی دیوار زن میں بھی بیرونی جانب کسکے چہرے سے ہوئے ہیں جن سے ظاهر ہوتا ہی کہ یہ عمارت بھی ساتوں صدی عیسوی میں تعمیر ہری ہو گئی - صحن کے وسط میں چر چبوڑہ ہی اُس کے چاروں گوشوں پر پتھر کے چار مربع چوکے لگے ہوئے ہیں چر چنانچی کو مستخدم کرنے کے علاوہ برا آمد سے کے ستونوں کی کرسیوں کا بھی کام دیتے تھے - حصہوں کی جنوبی اور مغربی قطاعوں کے عقب میں بھی چند کمرے بنے ہوئے ہیں جو ذرا غیر معمولی سی بات ہی - مگر کچھ صاف پتہ نہیں چلتا کہ ان کمروں سے خاص کام کیا لیا جاتا تھا ۔



خانقاہ کا دروازہ مغربی جانب ہی اسلئے یہ رمنا بھی  
غالباً مغربی جانب ہی ہوگا ۔

میرت نمبر ۲۲  
یہ عمارت مندر نمبر ۴۰ کے شمال میں واقع اور  
اسوقت قریباً چھوٹی نیت بلند ہی - اسکے چر حصے  
کھدائی کرنیسے آشکار ہوئے ہیں ان سے ظاهر ہوتا ہی  
کہ یہ بھی کسی مندر کی عمارت ہی جو شاید  
مندر نمبر ۴۰ سے مشابہ ہوگا ۔

---

## باب ۹

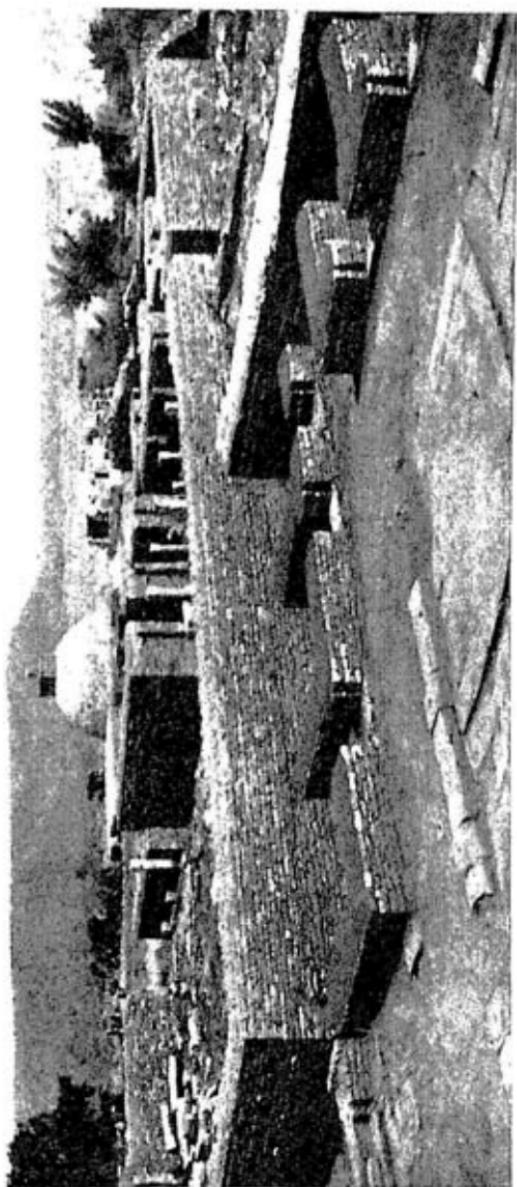
### مشرقي رقبہ

مندر و خانقاہ  
نمبر ۳۵

اب ہم مشرقي رقبہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں  
چنانچہ سب سے بلند حصہ پر مندر اور خانقاہ نمبر ۴۵ راقع  
ہیں ( دیکھر پلیٹ ۱۲ - Plate XII ) - مندر مذکور  
فسوین یا گیارہوں صدی عیسوی کا بنا ہوا ہی  
اس لئے سائی چی کی آن عمارت میں سے ایک ہی جو  
سب کے بعد تعمیر ہوئیں - اس سے در یا تین صدی  
قبل اسی مقام پر ایک اور مندر بنا تھا جس کے  
سامنے ایک کشاد چوکور صحن، صحن کے گرد بھکشوں  
کے رہنے کے لئے ہجرن کے سلسلے اور بیچ میں چند ستون پے  
تیو - اس قدیم مندر کے آثار مابعد کی عمارت سے  
کسی قدر پست سطح پر راقع ہیں اور باسانی ٹھاچانے  
جا سکتے ہیں ۔

بعد کے زمانے کی تعمیر ایک ترہ ( دو منزلہ )  
مندر ہی چو صحن کے مشرقي پہلو میں ایک بلند  
چبوترے کے پیچے حصہ پر راقع ہی اور درسرے وہ ہجرے

PLATE XII.



GENERAL VIEW OF MONASTERIES 45, 47, AND OF STUPA 3, FROM S.E.

سامنے جو برا آمدہ تھا وہ آئے فیٹ سے کچھ زیادہ چرزا اور سطح صحن سے آئے انہی کے قریب ارنھا تھا اور ایک سنگی حاشیہ اُسکو صحن میں جدا کرنا تھا - اس حاشیہ میں ہر اپر برابر فاصلے پر پتھر کے مربع چوکے لگے ہوئے ہیں جنپر برا آمدے کے ستون قائم تھے - ان میں سے ایک ستون صحن کے چنوب مشرقی گوشے میں نمرے کے طور پر دربارہ اپنی اصلی جگہ پر قائم کیا گیا ہے - یہ چھہ فیٹ نو ایک بلند ہے اور اس کے گوشے کسی قدر ترشہ ہوئے ہیں جس سے عمود ہشت پہلو سا<sup>(۱)</sup> ہو گیا ہے - ستون کے عریض پہلوؤں کو آرالشی کندہ کاری سے مزین کرنا مقصود تھا -

قدیم صحن کے سنگی فرش میں پتھر کی مختلف شکل اور پیدالش کی بھاری بھاری بے قبول سلیمان لگی ہوئی ہیں - آن تین ستونوں میں سے جو صحن میں اس فرش کے اوپر بنی ہوئے تھے اور بھیز کرسیوں کے آن کا تعییر سے پیشتر ملہتم ہرچکھ تھے اور بھیز کرسیوں کے آن کا کوئی نہان باقی نہ رہا تھا اور تیسرے ستون پے کا کچھ حصہ معلوم ہوتا ہے کہ نئے مندر کے فرش کی خاطر

---

(۱) یعنی آنہوں پہلویکسان نہیں - کوئے والے چار پہلو نسبت  
تنگ ہیں اور سامنے والے چار پہلو ذرا چڑھتے ہیں (مترجم) -

اور برآمدے جو اس ملدر کے شمالی اور چڑھی پہلوؤں  
پر بنے ہوئے ہیں ۔

باقی رہا حجرز کا رہ سلسلہ جو صحن زیرین کے  
شمالی، چڑھی اور مغربی پہلوؤں پر بنا ہوا ہی، نیز  
آن تین ستودین کی کرسیاں جو اسی صحن میں الگ  
الگ راقع ہیں اور پتھر کا رہ حاشیہ جو حجرز کے سامنے  
والے برآمدے کی حد بندی کرتا ہی، تو یہ سب قدیم  
زمانے سے تعلق رکھتے ہیں ۔

**قدیم ملدر اور خانقاہ** پرانی خانقاہ کے حجرز میں چھوٹے چھوٹے پتھروں  
کی خشک اور صاف ستھری چنانی ہی جو آس زمانے  
میں رائج تھی اور ان کی بنیادیں پورے نو فیٹ نیچے  
لے جا کر خام چٹان پر رکھی گئی ہیں ۔ کونے کے  
حجرے میں داخل ہونیکے لئے عموماً متصلہ حجرے کے  
اندر سے ہو کر جانا پڑتا تھا لیکن اس خانقاہ میں ایسا نہیں  
کیا گیا بلکہ (متصل سلسلوں کے سروں والے) در حجرز  
کے درمیان ایک گلی چھوڑ کر کرنے والے حجرے کا دروازہ  
کی جانب بنا دیا گیا ہی ۔ اسی طرح خانقاہ کے  
دروازے سے صحن میں داخل ہرنے کے لئے بھی مغربی پہلو  
کے بیچ میں ایک اور گلی بنا دی گئی ہی ۔ حجرز کے

مرويٰ تھے سے جو آسکے اپر جمع ہو گئی تھی، اس خیال کی بخوبی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

بظاہر تریہ خیال ہوتا ہی کہ جب اہل بودھ نے اس عمارت کی دربارہ تعمیر شروع کی تو ان کا ۴۵ لا کام یہ ہونا چاہئے تھا کہ تمام پرانے ملٹے کو ایک طرف کر کے جہاں تک ہوتا قدیم عمارت کا مصالحہ ہی استعمال کرے۔ لیکن مذہبی یا دیگر رجھہ کی بنا پر آنہوں نے اس ملٹے کو ہمارا کر کے قدیم فرش سے ڈھائی فیٹ اپر ایک نیا فرش لگانا اور صحن کے مشرق میں از سرتو ایک بالکل جدید مندر بنانے کو دنون طرف چھبرے تعمیر کرنا زیادہ مناسب خیال کیا۔ اس کے ساتھ ہی آنہوں نے صحن کے باقی مالکہ تین پہلوؤں کے پرانے ھجڑوں کی مرمت بھی نئے سرے سے کر دی اور آنکی دیواروں اور چھتوں کو پانچ چھوٹے فیٹ اونچا کرے آنکے سامنے آتا ہی بلند برآمدہ بلا دیا جو نئے صحن کے فرش سے قریباً تین چھوٹے فیٹ اونچا ہو گیا۔

نئے مندر میں صرف ایک عبادتگاہ ہی جسکے اندر موجودہ مندر ایک پیش دالن ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ عبادتگاہ کے اپر ایک خالی شہر (شیخہ) یعنی محرطی ہکل

قصد اگرا دیا گیا تھا۔ اس ستوپے کا نقشہ صلیبی شکل کا ہی اور صلیب کے چاروں سوزوں کے روکاروں پر چند طاق بنے ہوئے ہیں جن میں بلا شبہ کسی زمانے میں بت رکھ دوئے تھے۔ قدیم مندر اور ملحقة ہجردن کے آثار ہر صحن کے مشرقی پہلو پر واقع تھے سراسر عمارت مذکورہ کے نیچے دب چکے ہیں مگر قدیم مندر کے سامنے ہر چبوترہ تھا اُس کا کچھ حصہ موجودہ مندر کے چبوترے کے نیچے ملبدہ دغیرہ ہٹا کر برآمد کیا گیا ہی۔ یہ قدیم چبوترہ اگرچہ از بر والہ چبوترے سے اُسی قدر چھوٹا ہی لیکن بظاہر دونوں ایک ہی طرز پر بنے ہوئے تھے (۱) اور قیاس کیا جاتا ہی کہ غالباً سابقہ مندر کا نقشہ بھی جدید عمارت کے نقشے سے بہت کچھ مشابہ تھا۔

معلوم ہوتا ہی کہ سائنسی کی اور بہت سی عمارت کی طرح یہ قدیم مندر بھی آگ کی نذر ہو گیا تھا اور زمانہ دراز تک اسی بربادی کی حالت میں پڑا رہا۔ چنانچہ اُس سوختہ ملبے سے جس کی کثیر مقدار صحن کے فرش پر ملی ہی، اور نیز مٹی کی اُس

(۱) قدیم چبوترے کے حصہ پالیں پر ”غلطہ اور گولا“ کی آرائش ہی جسپر ”کلول اور تیر“ کی کندہ کاری ہی۔

عبداتگاہ کے چاروں کوئون میں ایک ایک مربع نیم ستون ہی جس کے بالائی نصف حصے کے درون رخ «گلدستہ» کے نمونے کی نہایت خودصررت کندہ کاری سے مزین ہیں۔ «گلدستہ» کے لیپھے ایک ایک کیدوتی مکہ اور اپر پہل پتی کی منبیں کاری اور سب سے اپر "پامٹ(۱)" کی سنجاقی آرائش ہی۔ تاجون پر اپر اپر زان دھاریان بُلی ہوئی ہیں اور انکی تنگ گردنون پر "بُدھی" کے نمونے کی رسمی آرائش ہی۔ تاجون کے اپر ہندوانی وضع کی سادہ بُریکٹیں (brackets) ہیں۔ ان نیم ستونوں کے نقش رنگار کی طرز، سنجاقراشی کے بعض آن قدیم نمونوں سے بہت مشابہ ہی جو بارہ (راقع ریاسھ گوالیار) کے مندر میں پائی جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ نیم ستون آنہوں یا نوں صدی عیسیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور اصل میں اس مندر کے لئے لہیں بنالے گئے تھے۔ اس خہال کی تالید خود ان نیم ستون کی کرورون کی زاہموار تراش سے بھی ہوتی ہی کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اصل میں اللہ کھے حصے دیواروں کی چنانی میں دبے ہوئے تھے۔

(۱) Palmette - کچور کے چھوٹے درخت کے مشابہ ایک آرائش جو یونانی اور دیگر قدیم عمارتوں میں پائی جاتی ہی (متترجم)۔

کا گنبد ہی جس کا بالائی حصہ ضالع ہو چکا ہی - مندر ایک بلند چبوترے کے پیچھے یا شرقی حصہ پر قائم ہی - چبوترے پر چڑھنے کے لئے مغربی پہلو میں بخالہ زینہ ہی - مندر کے تین جانب طراف کاہ یا پردہ کھنا اور آسکے گرد ایک بلند دیوار بنی ہوئی ہی -

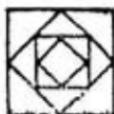
اس زمانے کے درسرے مندروں کی طرح اس مندر کی تعمیر میں بھی بترے بترے پتھر استعمال کی گئی ہیں - یہ پتھر ایک درسرے کے ساتھ اچھی طرح پیرونسس نہیں ہیں اور گر آن کے بھروسی رخ صاف ہیں مگر باقی بلا شبہ کچھ تر اس مندر سے لیا گیا تھا جو اس سے پہلے اس جگہ قائم تھا اور کچھ اور قدیم عمارت سے - لیکن مفت کاری اور آرالشی تصاویر زیادہ تر عہد رسطی کے اول خر کی بنی ہوئی ہیں اور غالباً اسی مندر کی خاطر بنائی گئی تھیں - اس طرح دروازے کے منقش بازر، عبادتگاہ کی منقش چھت اور اسکے بیرونی طاقچوں کی مورتیں، نیز چبوترے اور شکھر کی آرائشی کلددہ کاری سب کی سب مندر کی ہم عصر ہیں - لیکن کوتون کے نیم ستون ( اور غالباً بدھہ کا وہ مجسمہ بھی جو عبادتگاہ میں رکھا ہوا ہی ) قدیم زمانے سے تعلق رکھتے ہیں -

پلے کسی اونچی کرسی پر قائم ہو، یا کرنی اور بڑا مجسمہ تھا جسکی بجائے بعد میں موجودہ صورت کو یہاں رکھ دیا کیا۔ موجودہ مجسمہ جس کرسی پر رکھا ہوا ہی اس پر تھیک نہیں بیٹھتا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اصل میں یہ مجسمہ اس کرسی کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ علاوه برین عبادتگاہ کی عقبی دیوار اور منقش ستونوں کے ایک حصے کر اس چنانی میں پوشیدہ کرنا بھی مقصود نہ تھا جو مجسمے کو قائم رکھنے کی غرض سے اسکے اور دیوار کے درمیانی فاصلے میں کرنی پڑی۔ مگر اس مجسمے کی طرز ساخت سے معلوم ہوتا ہی کہ مذکور سے بہت بیلے کا بذا ہوا ہی اس لئے ممکن ہی کہ اصل میں موجودہ کرسی کے اور ایک اور تین چار فیٹ اونچی کرسی رکھ کر اسکے اور مجسمے کو رکھا کیا ہو اور بعد میں کسی وقت اسکی اونچائی کم کر دی گئی ہو۔

اس تصویر میں بُدھہ کنول کے تخت پر، جس کے نیچے ایک اور شیرزن والا سلطہ اس ہی، بھومی سپرشا وضع میں بیٹھا ہی - کنول کے پتوں کی زبردن قطار پر

عبدالتکاہ کی چھت حسب معمول بتدربیح چھوٹے  
ہونے والے مربع کے نمرے کے مطابق بنی ہولی ہی (۱)  
اڑ چار شہتیروں پر قائم ہی جنکی سرے ستونوں کے  
اڑ پر والی بیوکتوں پر رکھے ہوئے ہیں - شہتیروں کو زیادہ  
مستحکم کرنے کی غرض سے آنے کے نیچے ہر دیوار کے وسط  
میں اسی طرح کی اور بیوکتوں لگادی گئی ہیں۔  
ن بیوکتوں اور شہتیروں کے متعلق دو باتیں بالخصوص  
قابل ذکر ہیں۔ ایک تریہ کہ عقبی دیوار والی بیوکت  
ناممکن حالت میں ہی درسرے یہ کہ اُسکے اپر والے  
شہتیر کی نچلی کور، غالباً شہتیر کے سامنے کسی اور  
چیز کے لئے جگہ بنانے کی غرض سے، قریباً در فیٹ تک  
تھوڑی تھوڑی کٹی ہوئی ہی۔ اب یہ قیاس کچھ  
بے چا نہیں معلوم ہوتا کہ چس چیز کی خاطر اس  
شہتیر کو کاٹا گیا وہ غالباً بدھ کے مجوہ کا ہالہ ہوگا۔  
لیکن یہ سوال ابھی فیصلہ طلب ہی کہ آیا وہ مجوہ  
یہی تھا جو اس وقت مندر میں موجود ہی اور شاید

(۱) اس چھت کا نقشہ یہ ہے :— (متترجم)



تے یہ ستون لئے گئے تھے وہ خود بھی مکمل نہیں  
ہرلئی تھی۔

درازے کی چوکھت پر کٹرت کے ساتھ آرائشی  
کندہ کاری ہی - دھلیز کے پتھر کا رساطی حصہ کسی قدر  
ابھرا ہوا ہی اور آسپر کنول کی بیل بنی ہوئی ہی  
جس کے پھولوں پر پرندے بیٹھے ہیں - کنول کے  
دونوں طرف دھلیز پر آدھے کیڑتی مُکھہ ،  
پھر چھوڑتی چھوڑتی انسانی تصویریں چنکے ہاتھوں میں  
برتن ہیں ، آنکے بعد رسماً طرز کے مطابق بنے ہوئے  
شیر ، اور سرخ پر آبیار کی بھاری بھرکم تصویریں  
بحال میں نہستے بنی ہوئی ہیں - بالیں بازد کا اکٹھ حصہ  
اور سردل ضالع ہو چکے ہیں - لیکن دایان بازد قریب قریب  
صحیح و سالم موجود ہی - چوکھت کے درجنوں جانب  
چر کندہ کاری ہی اسیں ایک حسین عورت ایک درخت  
کے نیچے کھڑی ہوئی دکھائی ہی اور آس کے اوپر ”عربی  
رضع“ کی بیل بنی ہوئی ہی - چوکھت کے دالیں بازد کے  
روکار پر نیچے چار تصویریں ہیں اور آنکے اوپر بالائی حصہ کی  
آرائش چار عمودی پتھریوں میں منقسم ہی - نیچے والے  
مرقع میں بتی تصویر ہوتا (دریائے جمنا) کی ہی جس

قریباً دسوں صدی عیسیٰ کے حروف میں بودہ مذہب کا کلمہ تحریر ہی جو مجسم کی طیاری کے بعد لکھا گیا تھا - سلکھاں کے راست میں کرمی کا ایک حصہ آئے کو بڑا ہوا ہی جس پر لاہ انسانی تصویرین شکستہ حالت میں ہیں - انمیں ایک شخص چاروں شانے پر پڑا ہی اور درسرا فاتحانہ انداز سے اُسکے سیلے پر کھڑا ہی - بالکل اسی قسم کی تصویرین مقام البرا کی غار نمبر ۱۱ میں بددہ کے ایک اور مجسم کی کرمی پربھی بنی ہوئی ہیں جو ساتوں صدی عیسیٰ کی ساخت ہی - میرا خیال ہی کہ ان تصویریں صیں بددہ کی اُس فتح کا اظہار کیا کیا ہی جو اُسکو بردھی درخت کے نیچے مارا کی شیطانی فرجون پر حاصل ہوئی تھی ۔

پیش دالن کے درجن نیم سtron ، عبادتگاہ کے نیم ستوں سے ذرا مختلف ہیں - انکی آرالشی منبت کاری بھدی ہونے کے علاوہ نامکمل حالت میں چہروں کی گئی ہی اور شمالی سtron بیچ سے کٹا ہوا ہی - غالباً اس کو موجودہ جگہ پر قائم کرتے وقت ایسا کیا گیا تھا جس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جس عمارت

جو حصہ اسروقت موجود ہی اُس کے نقش رنگار  
سراسر دالین بازر کے نقش رنگار سے ملتے ہیں -  
فرق صرف یہ ہی کہ نیچے والے مرقع میں بھائی جمنا کے  
گنکا (یعنی دریائے گنکا) کی اور اُسکے راهن، گہریاں کی  
تصویر بندی ہرئی ہی -

باہر کی طرف مندر کی دیواریں بالکل سادہ ہیں -  
صرف شمالی جنوبی اور مشرقی جانب آن کے لیچ میں  
تین طاقچے بنے ہرئے ہیں - جنوبی طاق میں ایک دیوتا  
جو شاید میور دیا راجہ ہی بالین ہاتھ میں کنول کی  
شاخ لئے کنول کے تخت پر بیٹھا ہی، تخت کے نیچے  
دیوتا کا راهن یعنی سور بنا ہوا ہی اور درجن طرف  
ایک ایک پرستار کھتبی ہی - مشرقی طاقچے میں  
بدهہ کی مورت رکھی ہی جس میں پدھہ کو بحال  
استغراق کنول کے تخت پر بیٹھا ہوا دکھایا ہی چر  
در شیرون کے اور قائم ہی، - بدهہ کے درجن طرف ایک  
ایک خادم ہی جسکے دالین ہاتھ میں چوری اور بالین  
میں کنول کی شاخ ہی - شمالی طاقچہ خالی ہی -  
مندر کی دیواریں کے بعض پتھرون پر کچھ نام بھی  
کندہ ہیں جو غالباً سنگتراسون کے نام ہیں - ان میں سے

کے پارٹن کے قریب ایک کچھہ را بنا ہوا ہی چو اُسکی سواری ہی - جمنا کے پیچھے ایک خواص اُسکے سر پر چھتری لگائے کھڑی ہی - جمنا اور خادمہ کے پیچ میں ایک اور چھوٹی تصویر ہی جو شاید کسی بچے کی ہی اور اس سے بھی چھوٹی تصویر لمح کے بالائیں گوشہ میں جمنا کے دائیں پارٹن کے قریب بیٹھی ہوئی نالا کا نظر آتی ہی - جمنا کے سر سے ذرا ازبر کسی نالا کا ازبر کا دھر بنا ہوا ہی اور خادمہ کے سر کے ازبر کنول کا پھرل ہی جس میں بدهہ کی چھوٹی سی تصویر بھومی سپرسا وضع میں بذی ہوئی ہی - ازبر کی عمودی پتھریں میں سب سے الدر والی یعنی بالائی جانب کی پتھری پر مرغولہ نما گلکاری ہی - درسری پتھری میں، جسکر ایک پستہ قد دیور آئھائے ہوئے ہی، 'ہاتھیرن کے ارپر سیمرغ کھترے ہیں ازr آن کی پشت پر سوار بیٹھے ہیں - تیسری پتھری، 'کہ وہ بھی ایک پستہ قد دیور پر قائم ہی، 'تین حصوں میں منقسم ہی اور ہر حصے پر ایک ایک مرد اور دو در عورتوں کی تصویریں بذی ہوئی ہیں - چوتھی پتھری ایک منقش نیم ستون کی شکل کی ہی - بالائیں بازد کا

یہ ہے شمار اجرا آپس میں ایسے گدمت ہو گئے ہیں  
کہ انکی مدد سے شکھر کی بلندی کا صحیح اندازہ  
لکانا اور اسکو اس بلندی تک مرمت کرنا محض  
ناممکن ہی - شکھر کا چر حصہ زمانے کی دستبرہ سے  
بچا ہی اور اپنی جگہ پر قائم ہی وہ ایک تو  
وہ چھوٹا سا کمرا ہی چر عبادت گاہ کی چھت پر واقع  
ہی اور درسرے اسلئے سامنے ایک چھوٹی سی قیروہی کے  
کچھ نشان ہیں جس کا ایک حصہ نیچے والے پیش دالان  
کی چھت پر بنا ہوا تھا ۔

آس بیرونی دیوار میں 'چر طوف گاہ' (پرد کھانا)  
کے گرد واقع ہی 'درخوش تناسب کھڑکیاں بدی هرائی  
ہیں جنہیں پتھر کی بھاری بھاری جالیاں لگی ہیں -  
یہ جالیاں منقش پہلوں اور پری چکریں سے مزین ہیں  
اور انکی چر کھڈریں پر کلول کے پتنے کی رسمی طرز کی  
ملبت کاری ہی ۔

مندر کے سامنے جو بلند چبوترہ ہی اُسلکی فرش  
بلندی میں متعدد قدیم عمارتوں کے پتھر استعمال کئے گئے  
تھے اور ستونہ نمبر ۳ کے بہت سے ٹوٹے ہوئے ستون اور  
کٹھرے کے تکڑے بھی انمیں شامل تھے - چبوترے کی

بعض نامون کے حروف اللہ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ کتبہ، جو دسویں صدی عیسوی کے رسم خط میں لکھ ہوئے ہیں، مندر کی تعمیر سے قبل ان پتھر زن پر کلدہ کلے کئے تھے (۱) -

شہر یا مخرب طبی گنبد جو عبادتگاہ کے ادیر بنا ہوا تھا اُسی محلنی طرز کا تھا جیسے شمالی ہند کے منادر۔ کہ شہر عام طور پر بذالی جاتے ہیں - اسکی چوٹی پر معمولی وضع کا ایک بھاری آملک (۲) ازr اُسکے ادیر کلس بنا ہوا تھا جسکے بہت سے شکستہ تکڑے مندر کے قریب ہی شمال مغربی جانب پرے ہوئے ملے ہیں - علاوہ بڑیں شہر کے بے شمار آرالشی اور عمارتی پتھر بھی ملینہ میں دستیاب ہوئے ہیں - جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ شہر کے بیرونی رخ کی کذہ کاری میں کثیر کے ساتھ آملک کی تصویریں بفی ہوئی تھیں جنکے بیچ میں ایک خاص وضع کے چھینٹیا کندہ قائم لیکن

(۱) یعنی یہ پتھر کسی قدیم عمارت سے لئے کئے ہیں (مترجم) -

(۲) آملک کی کذہ کاری کی شکل کا ایک بہت بوا پتھر جو ہندی منادر کی چوٹی پر قائم کیا جاتا ہی - اسکا روزن کم رہنے سے انثر شہر خود بخود گر جاتے ہیں (مترجم) -

سے بالکل مختلف ہی۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہی کہ  
مندر اور حجروں کی تعمیر بعض نامعلوم اسباب کے باعث  
دفعہ رک گئی تھی اور کچھ عرصہ تک دربارہ شروع  
نہ ہوں کی جا سکی۔

ان حجروں کے برآمدے کی تعداد میں چو ستوں  
استعمال کئے گئے رہ آس قدیم خانقاہ سے لئے گئے تھے جس  
کا ذکر اڑپر ہو چکا ہی اور یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں  
کہ ان میں سے ایک ستوں کے نقش و نگار غیر مکمل حالت  
میں چھوڑ دیے گئے تھے اور ستوں مذکور کرو اس چکہ قائم  
کرتے وقت ان کا اڑپر کا حصہ کات دیا کیا تھا۔ ستوں کی  
کی کرسیاں اور تاج گلستانے کی صورت میں ہیں اور  
درمیاں کے مربع حصوں پر تین تین کیوڑتی ٹکڑے بنے ہوئے  
ہیں چنکی طرز ساختہ عبادتگاہ نیم ستوں کی  
منبت کاری سے بہت مشابہ ہی۔

مندر نمبر ۴۵ کے شمال میں ایک کشادہ جگہ ہی۔  
یہاں سے اُن زبرد میدانوں کا دلفریب منظر دیکھنا چاہئے  
جو دریائے بیس اور بیتوائے کنارے واقع ہیں۔ اگر ریل  
کی لائن کے ساتھ ساتھ نظر درزائی جائے تو سانچی سے  
پانچ چہ میل کے فاصلے پر بھیلسہ کی وجہ بلند اور تنہا

دیواروں پر طاقچوں کے علاوہ بے شمار آبھار، دبار، اور  
کھربے افقی حاشیے بننے ہوئے ہیں جن سے سایہ اور روشنی  
کا انٹرویسہ ہی غیر معین ہوتا ہی جیسا بالعموم  
چالوکی تعمیرات میں پایا جاتا ہی - ہر طاقبے میں ایک  
یا زیادہ مورتیں ہیں جذمیں بعض عشقیہ بھی ہیں - یہ  
مورتیں اُس زمانے کی رسمی طرز کے مطابق بلی ہوئی  
ہیں، اور طاقچوں کے ادپر کی زیبائشی منہج کاری  
میں، جو چھت کے نمونے کی ہی، نیز افقی  
hashiyoں پر کنول کی گلکاری اور دیگر پھول پتی کے کام  
میں بھی رسم کی پابندی دیسی ہی نمایاں ہی  
چیزیں کہ ان تصاویر میں -

مندر کے شمالی اور جنوبی بہادرں میں تین تین  
حجروں کی در قطاروں ہیں جملکے سامنے برآمدے  
بننے ہوئے ہیں - وہ درنوں حجرے جو مندر کے متصل راقع  
ہیں، انکی چوڑکھڑوں کے بازر بالکل اُسی قسم کے نقش  
رنگار سے مزین ہیں جیسے خود مندر کے دروازے پر کنڈہ  
ہیں - علاوہ اذین مندر کے دروازے کی سردل کی طرح  
ان حجروں کی سردلیں بھی زمانہ مابعد کی بنی  
ہوئی ہیں اور انکی طرز ساخت چوڑکھڑوں کی سلفت

خانقاہ نمبر ۴۶

مذکورہ بالا مندر کے جنوب میں عمارت نمبر ۴۶ واقع ہی یہ عمارت غالباً آئینہ یا زین صدی عیسیوی میں تعمیر ہوئی تھی اور اسکی بنیادوں کے نقش سے پایا جاتا ہے کہ یہ ایک چھوٹی سی، مگر غیر معمولی طرز کی، خانقاہ تھی۔ اسکے عرض میں ایک پیش دلان اور اسکے پیچے ایک بڑا مستطیل حال تھا۔ [ دلان عمارت کے تمام عرض میں بنا ہوا تھا یعنی اسکا طول عمارت کے عرض کے برابر تھا ] حال میں پتھر کا فرش تھا جسکے نشان ابتدک موجود ہیں اور اسکے پیچے میں ایک ستونیہ تھا۔ اس حال یا بڑے کمرے کے دونوں جانب کچھ بنیادین ملی ہیں جنکے نقشے سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً آنکے اپر چھوٹے چھوٹے حجروں کے در مسلسل تعمیر کئے گئے تھے۔ لیکن اگر بنیاد کے نقشے سے بالائی عمارت کے نقشے صحیح صحیح اظہار ہوتا ہی تر یقیناً یہ حجراں بہکشوزوں کی رہائش کے لئے بہت ہی چھوٹے ہیں اور ممکن ہی کہ ان میں صرف بست رکھ جاتے ہیں جیسا کہ صوبہ سرحدی میں اہل بودھ کے بعض قدیم مندروں اور اہل چین کی عبادتگاہوں میں اکثر دیکھا گیا ہے۔

یہ خانقاہ پتھر کی چار فیٹ اونچی کوسی پر قائم

پھاڑی نظر آئیگی جو (آجکل لوهانگی کے نام سے مشہور ہی اور) شاہان گپتا کے وقت سے بھیلسرامن یعنی بھیلسہ کے ارک قلعہ کا کام دیتی آئی ہی (دیکھو صفحہ ۶۰ گذشتہ) - بھیلسہ سے قریباً در میل جانب شمال مغرب کوہ ارد سے کروی ہی - اس میں بہت سے برمی مندار (۱) ہیں جو عہد وسطی کے ارالیں میں پھاڑ کر کاٹ کر بنائے گئے تھے - ان منداروں پر بہت سی ابو روان تصویریں بنی ہوئی ہیں اور کچھ کتنی بھی کندہ ہیں -

ان در پھاڑیوں کے مابین ایک وسیع قطعہ زمین ہی جو قدیم شہر زیشا کے کھلتوں سے پتا پڑا ہی - اس مدفون شہر کے ایک حصے پر بیس نگر کا چھوٹا سا گارڈن آباد ہی جس میں ہیلیور درس کی لائی کھوئی ہی - کچھ دن ہوئی اس رقمی میں کھدا ای کی گئی تھی - کھدا ای سے دلچسپی کی بے شمار چیزوں دستیاب ہوئی تھیں جنمیں تے اکثر لائی کے قریب ہی ایک سایبان کے نیچے رکھی ہوئی ہیں -

(۱) یعنی ان منداروں کا بردہ یا جین مذہب والوں سے کروی تعلق نہیں ہی (متترجم) -

ستون دار برآمدہ اور مندر ہی اور آنکے پنجھے ایک دالان اور پانچ ہجرے بنے ہوئے ہیں ۔ اس چوک میں آمد و رفت کا بڑا دروازہ مغربی دالان کے شمالی سرے پر ہی اور ایک اور چھوٹا دروازہ ۔ ( جسکے سامنے در سیڑھی کا زینہ ہی ) ، شمالی برآمدے کے مشرقي سرے پر بھي ہی ۔ اس دروازے سے چھوٹے چوک ( نمبر ۴۶ ) میں داخل ہرتے ہیں جو کسی قدر بلند سطح پر راقع ہی ۔ بڑے صحن کی طرح اس کے بھی تین پہلوں پر ہجرے بنے ہوئے ہیں ۔

یہ خانقاہ نسبت اچھی حالت میں ہی ۔ چھترن کے بعض حصے اور بہت سے ستون ابتدک بدستور اپنی اصلی جگہ پر قائم ہیں ۔ دیواروں کی چنانی بھی اکثر صاف اور باقاعدہ ہی ۔ لیکن چندی پہار کے برآمدے اور کمروں اور چھوٹے صحن کی بعض اندرلیے دیواروں کی چنانی نسبت کھٹیا ہی ۔ ممکن ہی کہ یہ بعد میں اضافہ کئے گئے ہوں ۔ غالباً ان دیواروں اور ستونوں پر استرکاری کی بھی تجویز تھی مگر گچ کا کہیں کوئی نشان نہیں ملتا اس لئے گمان یہ ہی کہ اس تجویز پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔

خانقاہ کے درون صحنوں میں پتھر کی بڑی ۰۲

ہی جسکے مغربی پہلو کے وسط میں ایک زینہ ہی -  
 دیواروں کی اندرونی چنانی نا تراشیدہ پتھروں کی ہی ،  
 صرف رخ پر درجن چائب ترشے ہوئے چوکر پتھر استعمال  
 کئے گئے ہیں - کرسی کے ابڑے دیواروں کے بیرونی جانب ،  
 کسکے چھوٹے دوڑے ہیں -

خانقاہ نمبر ۴۷ و ۴۶ کے سامنے جو حجروں والا صحن ہی  
 اُسکی شمالی اور مغربی دیواروں کے عقب میں ایک اور  
 خانقاہ ہی جو نسبتہ زیادہ وسیع اور شاندار ہی - یہ  
 خانقاہ مندر مذکور کی تعمیر ثانی کے بعد بنائی گئی  
 تھی ، اسلائیہ باہوں صدی عیسوی سے قبل کی تعمیر  
 نہیں ہو سکتی - نقشہ ( پلیٹ ۱۵ ) دیکھنے سے معلوم  
 ہوگا کہ اس خانقاہ میں در چوک ہیں چلکو نقشے میں  
 نشان ۴۶ اور ۴۷ سے تعبیر کیا گیا ہی - بڑا چوک ( نمبر  
 ۴۷ ) مع آن برآمدروں اور حجروں کے جو اسکے تین چائب  
 راقع ہیں ، شمالاً جنپاً ۱۰۳ فیٹ اور شرقاً غرباً ۷۸ فیٹ  
 ہی - اس کے چوبی پہلو پر ایک ستون دار برآمدہ اور  
 برآمدے کے پیچھے دو کمرے ہیں ایک بالکل چھوٹا اور درسرا  
 بہت لانبا مگر تنگ - مغربی جانب صرف ایک سایبان  
 سندھی ستون پر قائم ہی - اور شمال میں سامنے ایک

دیوار اسکے ارپر بنی ہوئی ہی - یہ دیوار سات فیٹ بلند ہی از اسکی چنانی کچھ ایسی مضبوط نہیں ہی - اسکی چنوبی سرے کے قریب بعد میں ایک چھوٹی سی عمارت ( نمبر ۴۹ ) تعمیر کی گئی تھی جسکی صرف کرسی باقی رہ گئی ہی - ایک اور عمارت جو ( اس دیوار کے قریب ) بعد میں طیار ہوئی رہے تو نقشے میں نشان ( ۵۰ ) سے ظاہر کی گئی ہی - اسکی تعمیر کے لئے اہامی کی دیوار کا کچھ حصہ منہدم کرنا پڑا تھا - اب اس عمارت کی صرف دیواریں ، ستونوں کی کرسیاں اور چند سلیکی فرش باقی رہ گئے ہیں ، مگر ان سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عمارت کوئی خانقاہ تھی اور قریب قریب اُسی زمانے میں بنالی گئی تھی جبکہ خانقاہ نمبر ۴۷ تعمیر ہوئی -

اس خانقاہ کے قریب ہی ایک چھوٹا سا مندر ( نمبر ۳۲ ) ہی جو بظاہر اس کے صحن میں بنا ہوا معلم ہوتا ہی - یہ مندر عہد وسطی کے اواخر کی تعمیر ہی از سطح زمین سے آٹھ فیٹ بلند ہی - اسمیں تین چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں جنکے سامنے ایک پیش کمرہ اور وسطی کمرے کے نیچے تھے خانہ ہی - مندر میں داخل ہونے کا دروازہ پیش کمرے کے

سلون ڈ فرش لگا ہوا تھا جو چار سے آٹھ آٹھ انچ تک  
مولی اور ان سلون سے کہیں زیادہ وزنی تھیں جو مندر  
نمبر ۴۰ کے فرش میں یا قدیم ستلوں کے ملحقہ فرش  
میں استعمال کی گئی تھیں - پرے صحن کی فرش  
بندی کے نیچے (کھدائی کرنیسے) قدیم زمانے کے  
بے شمار عمارتی اجرا دستیاب ہر جن میں ایک گیاتالی  
وضع کا ستون بھی تھا - اس سے نیچے، سطح فرش سے  
کوئی تین فیٹ گھرائی پور، کسی قدیم عمارت کا ستگی  
فرش ملا، اس سے فوائج نیچے ایک "کچا" فرش  
تھا اور اس سے بھی در فیٹ تین انچ نیچے ایک اور فرش  
ذکلا جو چونے اور کنکر کا بنا ہوا تھا - یہ سب فرش  
آن قدیم خانقاہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو موجودہ  
عمارت سے قبل اس جگہ تعمیر ہوئی تھیں لیکن چونکہ  
سب سے نیچے رالا فرش عہد گپتا سے قبل کا نہ تھا اس  
لئے کھدائی کو جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا گیا۔

اھاطے یہ رہ طویل دیوار جو عمارت نمبر ۴۹ و ۵۰  
کے بیچ میں ہی اور خانقاہ نمبر ۴۷ کے شمال مشرقی  
گوشے سے آکر ملتی ہی خانقاہ مذکور سے بہت پڑے  
کی تعمیر معلوم ہوتی ہی، اسلئے کہ خانقاہ کی مغربی

اس عمارت کی چار دیواری اور بوجون کی تعمیر میں بڑے بڑے، مختلف جسامت کے پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔ ان میں بعض پتھر گیاہوں یا بارہوں صدی عیسوی کی شکستہ عمارت سے لئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ پتھر دیواروں کے بالائی حصوں میں لئے ہوئے ہیں اسلئے ممکن ہی کہ کسی بعد کی مرمت سے تعلق رکھتے ہوں۔

اس عمارت کے اندر کھدائی کرنیسے وسط کے قریب چند حصے آشکار ہوئے جنکے شمال میں ایک صحن ہی۔ یہ کسی قدیم خانقاہ کے آثار ہیں چو غالباً ساتوں یا آٹھوں صدی عیسوی میں اس جگہ تعمیر ہوئی تھی۔ اس خانقاہ کا فرش، بالائی فرش سے بارہ فیٹ نیچا ہی اور اس کی پتھر کی دیواریں، جنکی چنانچی خشک اور معمولی ہی، اسوقت بھی چھے اور سات فیٹ کے درمیان بلند ہیں۔ اس طرح انکے بالائی حصے سطح زمین سے صرف پانچ چھٹے فیٹ نیچے ہیں۔

مشرقی پہلو میں ہی' - اسکے سامنے ایک اور دروازہ ہی جس سے گذر کر وسطی کمرے میں پہنچتے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہی کہ پہلوؤں کے کمروں میں صرف کھڑکیاں بنائی گئی ہیں اور جو شخص ان کمروں میں داخل ہونا چاہئے اُسکو گھنٹوں کے بل جانا پڑتا ہی -

۳۴۳ نمبر نمبر عمارت دیواروں والی عمارت (نمبر ۴۳) جس کا کچھ حصہ مشرقی سطح مرتفع پر اور کچھ آسکے جلوپ کی طرف پست زمین پر واقع ہی، سانچی کے آخری در تعمیر کی یادگار ہی - یہ عمارت شاہ کلشک کے مشہور و معروف ستونہ واقع پشاور سے بہت مشابہ ہی کیونکہ اسکا سطحی نقشہ صلیب کی شکل کا ہی اور چاروں کوئوں پر چار مدور برج بنے ہوئے ہیں - لیکن چونکہ بالائی عمارت کا کوئی نشان نہیں ملا اسلئے یہ بات مشتبہ ہی کہ کبھی اسپر کوئی ستونہ بھی تھا یا نہیں - عمارت کی موجودہ کیفیت یہ ہی کہ ایک بلند صحن کے گرد پست سی چار دیواری بنی ہوئی ہی اور کہیں کہیں چند اندر رفتی دیواروں کے نشان بھی ملتے ہیں - یہ دیواریں زمانہ ما بعد کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس لئے نقشے میں نہیں دکھائی گئیں -

مکر جاتا تھا - آجکل یہ رستہ ستوپے سے ذرا اور پر  
جدید رستہ میں مل جاتا ہی -

قدیم رستے کے درجنون جانب بہت سی پرانی  
کھنڈرات عمارتوں کے آثار پائی جاتے ہیں جن میں ایک قوسی  
مندر کی شکستہ کرسی بالخصوص قابل ذکر ہے -  
اس مندر کا درازہ مشرقی جانب تھا اور اسکی کوسی  
۶۱ فیٹ لمبی اور ۳۴ فیٹ چھ انج چوتھی ہی -  
باقی آثار بعض چند شکستہ چبوترے ہیں جنکی  
چنانی بعدي اور ناہموار ہی اور بالائی عمارتیں  
بالکل ضائع ہو چکی ہیں - ان میں سے تین چبوترے  
قوسی مندر کے مغرب رشمال المغرب میں واقع ہیں '  
چوتھا اسکے مشرق میں' اور پانچواں قدیم رستے کی  
دوسروی جانب چوتھے چبوترے سے کوئی سور کے شمال کو  
ہی - پانچویں چبوترے سے قریباً اسی گزارپر کی طرف  
و اور چبوترے قریب قریب نظر آتے ہیں - ان کے  
شمال میں شکستہ اینٹوں اور پتھروں کے ملیے کا وسیع  
انبار ہی جس میں عہد رسطی کی ایک خالقاہ کے  
کھلدر مددوں ہیں (جدید رستہ ملبد کے اس تیلے کے  
بلخوں بلچ سے گزرتا ہی) - اسکے قریب ہی مغربی

## بأب ۱۰

### ستویہ نمبر ۲ و دیگر آثار

پہاڑی کی چوڑی پر جس قدر آثار و عمارت  
واقع ہیں ان سب کے حالات بیان ہو چکے۔ اب ہم  
پہاڑی کے اُس مسطع حصے کی طرف جالینکے جسپر  
ستویہ نمبر ۲ بنا ہوا ہی اور پہاڑی کی مسطع چوڑی  
سے قریباً ۳۵۰ کز نیچے پہاڑی کے مغربی پہلو پر راقع  
ہی۔ ستویہ کلان کے مغربی پہائیک کے سامنے،  
چار دیواری کے ساتھ لگا ہوا، ایک پختہ زینہ ہی۔  
اس زینے سے اُتر کر ہم اُس پگدنی کی طرف جاتی ہی۔  
چرفی زماننا ستویہ نمبر ۲ کی طرف جاتی ہی۔  
یہ زینہ اور پگدنی درجنون زمانہ حال کے بنے ہوئے ہیں۔  
قدیم رستہ (جس میں پتھر کی بڑی بڑی سلوں کا  
فرش لگا ہوا تھا) موجودہ پگدنی سے جنوب کو  
راقب تھا اور نسبتہ زیادہ چکردار تھا۔ یہ رستہ ستویہ نمبر ۷  
کے جنوب سے شروع ہو کر پتھر کی ایک قدیم کان کے  
برابر سے (جسکو بعد میں تالاب بنا لیا گیا) گذرنا ہوا  
اد درر تلی چکر کھاتا ہوا ستویہ نمبر ۲ کی جانب

اپنی اپنی جگہ قالم تھے۔ بڑا فرق ان درجن سترین میں یہ ہی کہ ستیہ نمبر ۲ کے چاروں دروازوں میں تھے ایک کے سامنے بھی ترنا یا منقش پھائٹ نہیں ہی۔ لیکن اس کمی کو اس کا فرشی کہہ، جو مسلم موجودہ اور ہمار دلچسپ تصاویر سے آراستہ ہی، بخوبی پورا کر دیتا ہی۔

سنہ ۱۸۲۲ع میں کپتان جانس نے اس سترپے میں کھدائی کر کے اسکو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ لیکن ”تبرکات“ کی دریافت اور ساتھ ہی گندد کی مکمل تباہی، جنرل کنٹھم کے حصے میں الی جب کہ آئھوں نے اس میں سنہ ۱۸۰۱ع میں، دوبارہ کھدائی کی۔ تبرکات کا خانہ سترپے کے تھیک وسط میں ہوتے کی بھائی مرکز سے در فیٹ مغرب کو ہڈا ہوا تھا اور چبوترے کے فرش میں سات فیٹ بلند تھا۔ اس خانے میں سفید پتھر کی ایک (گیارہ انچ لمبی ۹۴ انچ چڑی) اور اتنی ہی (انچی) صندوقچی رکھی ہوئی ملی جس میں سنگ صابوں کی چار ذبیان بند تھیں اور ہر ذبیا میں انسانی ہتھی کے چند ذرا ذرا سے تکرے محفوظ تھے (۱)۔ صندوقچی کے اوپر ایک طرف

(۱) ”دی بیلسہ تریس“، مصنفوہ کنٹھم کے محفوظات ۲۸۵ تا ۲۹۳ پر اس دریافت کا مفصل حال تحریر ہی۔

جانب ایک اور چھوٹا سا تیلہ ہی جسکے ادھر پتھر کا  
ایک بہت بڑا پیداہ رکھا ہوا ہی - اس پیالے کا بیرونی قطر  
آنہ فیٹ آنہ الج ہی اور جنرل کلنکٹم صاحب کا  
خیال ہی کہ اس میں نیڈل (Nettle) کا دہ متبرک  
پودا لگا ہوا تھا جسکی بابت مشہور ہی کہ خرد  
بُدھہ نے اسکی قلم اپنے دانتوں سے کات کر لگالی تھی -  
لیکن میری رائے میں ایسا خیال کرنے کی کولی  
وجہ نہیں، کیونکہ جنرل موصوف کی یہ رائے سانچی  
اور شاچی کرو (جس کا ذکر فاہیان نے کیا ہی)  
ایک سمجھنے پر مبنی ہی، حالانکہ یہ تعیین خود  
غلط ہی - میرا خیال ہی کہ یہ پیالہ غالباً ایک بہت بڑا  
کشکول تھا جس میں اعلیٰ بُودہ نذرانے، چوتھارے،  
وغیرہ قائدیا کرتے تھے -

یہ ستوپہ اپنی جسامت، نقشے اور طرز تعمیر کے  
لحاظ سے، ستوپہ نمبر ۳ کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا  
ہی اور حال کی تجدید و ترمیم کے بعد ستوپہ نمبر ۳  
کی جو شکل صورت نکل آئی ہی اس سے ستوپہ  
نمبر ۲ کا آسوقت کا نقشہ ناظرین کی آنہوں میں  
پھر جائی گا جب اسکی چھتری اور کٹھرے صحیح و سالم

کاسپنگوت (کاشپنگوت)	(۱) کاشپ گوت تمام ہمارتی قبائل کا معلم
۲. مکیم (مذہم)	(۲) مُجِّہم
۳. ہاریتیپوت (ہاریتیپوت)	(۳) ہاریتی پُت
۴. وَصْحَّ-سُوْلِجَّات	(۴) وَصْحَّ-سُوْلِجَّات جَيْعَنْ
	(وَالْمِنْ-سُوْلِجَّات ۱).
۵. مہماناٹ.	(۵) مہما رنایہ
۶. آپ گیر	(۶) آپ گیر
۷. کوڈینی پُت (کوئنہنیپوت)	(۷) کوڈنی پُت
۸. کوئیشکی پُت (کوئیشکیپوت)	(۸) کوئیشکی پُت
۹. گوتی پُت (گوتیپوت)	(۹) گوتی پُت
۱۰. مولکی پُت (مولکیپوت)	(۱۰) مولکی پُت

(فرت نوٹ بسلسلہ صفحہ کدشہ)

جو سانچی اور سُناری سے دستیاب ہوئی ہیں (دیکھو رسالہ  
جنونل رائل ایشیائیک سوسائٹی بابس سنہ ۱۹۰۵ صفحہ ۶۸۳  
و آیندہ، فرگسن صاحب کی تالیف "اندیں اینڈ ایسٹرن  
آرکی ٹیکچر" مطبوعہ سنہ ۱۹۱۰ جلد اول صفحہ ۶۸ -  
کیکر صاحب کی "مہارنس" کا دیباچہ صفحہ XIX)

قدیم براہمی حروف میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کا  
ترجمہ حسب ذیل ہے :—

”رشی کا شپ گوت اور رشی راچہی سری جیت  
معلم سے لے کر تمام معلمون کے (تبرکات)“

سفگ صابون کی چاروں ڈبیوں پر بھی کتبہ تھے۔  
ان سے معلم ہوا کہ ان ڈبیوں میں بودھ مذہب کے  
دوس رشیوں اور مبلغوں کے ”تبرکات“ محفوظ تھے  
جن میں سے بعض تراہل بودھ کی تیسری ”مجلس“  
میں شامل ہوئے تھے جو شہنشاہ اشک کے زمانے میں  
منعقد ہرئی تھی اور باقی آن عقاید کی نشر و تبلیغ  
کے لئے جو اس مجلس میں طے پائے تھے کوہ ہمالہ کے  
علاقے میں بھیجتے گئے تھے (۱)۔ ذیل میں وہ دس نام  
درج کئے جاتے ہیں جو ان ڈبیوں پر کندہ تھے :—

(۱) کتاب ”دیپ رنس“ میں آن چار مبلغوں کے نام  
دی ہوئے ہیں جو کا شپ گوت کوئی پتر کے ہمراہ علاقہ ہماونت  
میں قبیلہ یکھا کو بودھ مذہب کی دعوت دینے کئے تھے۔ وہ نام  
حسب ذیل ہیں :—

مجھم، دَدَ بُھَر، سَهَدَیو اور مُرِلَک دیو۔ الیمن سے خود کا شپ  
گوت اور مجھم اور دَدَ بُھَر کے نام آن ڈبیوں پر لکھے ہوئے ہیں

اس ستوپے کے کٹھروں کے بہت سے شکستہ تترے  
حال کی کھدائی میں زمین سے برآمد ہوئے ہیں ۔ بد  
سب کٹھرے اسی نمونے کے ہیں جیسے ستوپہ کلان اور  
ستوپہ نمبر ۳ کے کٹھرے ہیں ۔ اسلئے انکی ساخت کے  
متعلق کچھ لکھنا غیر ضرری ہی ۔ چھوڑنے کٹھروں کی  
آرائشی ملبت کاری بھی درسرے ستوپوں کے کٹھروں  
کے نقش و نگار سے بہت مشابہ ہی ۔ لیکن بڑے یعنی  
فرشی کٹھرے پر جو ابھران نقش بنے ہوئے ہیں وہ  
نہایت دلچسپ اور ہندوستان میں اس قسم کے کام کی  
راہد مثال ہیں ۔ اسلئے کہ چند مار بعد کے مرتعوں کے  
سوا، جلکا ذکر آگئے کیا جائیگا، ان مرتعوں میں ہندی  
صنعت کی قدیم حالت اور رہ خالص ملکی خصوصیات  
نظر آتی ہیں جو ابتدائی مدارج طے کرنیسے قبل اس  
میں پائی جاتی ہیں ۔ مناظر و راقعات تو انہیں بھی  
بالعموم وہی دکھالے گئے ہیں جو ہم ستوپہ کلان کے  
پہاڑوں کی تصویروں میں دیکھ چکے ہیں لیکن ان کے  
طريق ساخت میں بہت سادگی اور خامی پائی جاتی  
ہی اور تصویروں میں خالص آرائشی خوبصورتی پیدا  
کرنے کا خیال زیادہ رکھا گیا ہی ۔ ان مرتعوں میں بُددھہ  
کی زندگی کے چار اہم راقعات یعنی اُسکی ولادت،

مہاموگلادہ اور شاری پترا جن کے تبرکات ستوریہ نمبر ۳ سے دستیاب ہوئے تھے، کوتم بدھہ کے چیلے اور رفیق قیم لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ستوریہ بھی بدھہ کے زمانے نا بنا ہوا ہی۔ اسی طرح جن مبلغون کے "آثار" ستوریہ نمبر ۲ میں معفوظ تھے ان سب کا یا ان میں سے بعض کا شہنشاہ اشوك کے ہم عصر ہرنے سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ یہ ستوریہ عہد موریا ہی میں تعمیر ہوا تھا۔ بخلاف ازین، چونکہ یہ ممکن نہیں کہ ان سب مبلغون کی وفات ایک ہی رقص میں راقع ہوئی ہر اسلئے ضرور ہی کہ یہ "تبرکات" پہلے کسی اور جگہ دفن ہوئے ہوں اور بعد میں وہاں سے لاکر اس ستارپے میں رکھ دئے گئے ہوں۔ تبرکات کے مدفن کی یہ تبدیلی غالباً عہد سنکا میں ہوئی ہو گی کیونکہ بعض ایسی شہادتیں موجود ہیں جنکی بنا پر رثوں کے ساتھ کہا جاسکتا ہی کہ یہ ستوریہ اسی عہد میں تعمیر ہوا تھا (۱)۔

(۱) جنرل گنٹکھم کی والی ہی کہ اصل میں یہ ستوریہ صرف کاشپ کوت اور رچہی سوی جیسے کے "آثار" کی خاطر بنایا گیا تھا کیونکہ پتھر کی صندوقی پر صرف انہی درجنوں کے نام کندہ ہیں ("دی بویسلہ تریس" صفحہ ۲۹۱)

نہیں کذرے مٹاً ”امی سر ماہی فم انسان“ اور ”انسان چہرہ کہوڑے“ جنکی پشمت پر عورتیں سوار ہیں - یہ فرضی تصویریں ہندی الصل نہیں ہیں بلکہ انکا خیال مغربی ایشیا تھا ہندوستان آیا تھا - نباتی لموں میں کذول، سانچی کے سلگترائٹوں کا منظور نظر ہی - اسکی بعض نقش تر بالکل سادہ ہیں اور بعض نہایت پرتکلف اور پلیچیدہ بنے ہوئے ہیں - پرندوں میں بالخصوص مور، راج هنس، اور سارس نظر آتے ہیں - اور ان نشانات میں جو بودھ مذہب میں خصوصیت کے ساتھ صلبیک سعیجے جاتے ہیں، پہلا، تری رتن یا ترشول، اور ڈھال یا ناگ کی علامات نظر آتی ہیں -

طرز ساخت اور اصطلاحی خصوصیات کے لحاظ سے چو بات ان مرقون میں نہایت عجیب معلوم ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ حیوانی اور انسانی تصویروں میں تر غیر معمولی بعداں اور خامی پائی جاتی ہی مگر آرائشی کام نہایت زرددار اور اعلیٰ درجے کا ہی - ہندوستانی کاریگروں نے آرائشی کنڈہ کاری میں عموماً اور پہول پتی کے کام میں خصوصاً، ہمیشہ ذرق سلیم اور اعلیٰ درجے کی قابلیت کا ثبوت دیا ہی اور اس قابلیت کا بہتیں

حصول معرفت، رمضان اول، اور وفات کے مناظر فوراً شناخت ہر سکھ ہیں کیونکہ یہاں بھی ان واقعات کو آنہ ہیں علامات سے ظاہر کیا ہی چر ہم مابعد کے (یعنی ستونہ کلان کے) مرقعنہ میں دیکھ چکے ہیں۔ پھر یکشی یا محافظتی کی آشنا صورت بھی یہاں مرجوں ہی، کئی پہن والا ناگ بھی دکھائی دیتا ہی اور بے شمار حقیقی اور خیالی چانور بھی نظر آتے ہیں جن میں بعض کوتل ہیں اور بعض پر سوار بیٹھے ہیں۔ یہ چانور اون چانورزون سے بہت مشابہ ہیں جو ستونہ کلان کے پہاڑوں (۱) میں مریع قہوہوں پر بدھ ہوئے ہیں۔ علاوہ برین ہانہی، گھوڑے، بیل، ہرن، ہردار شیر، گھریال، سیمرغ اور بعض ایسے فرضی اور خیالی چانور بھی ان مرقعنہ میں بدھ ہوئے ہیں جو پہلے ہماری نظر سے

(۱) بعض سواروں کی تصویر میں رکابوں کے تسلی بھی نظر آتے ہیں۔ رکاب کے استعمال کی دنیا میں یہ سب سے پہلی مثال ہی اور تمام معلومہ مثالوں میں قریباً پانص سال قدیم تر ہی۔ ایران میں رکاب کا راج سازانی زمانے سے قبل نہیں ہوا۔ پروفسر کالکز کی سند پر مسٹر سیپر کنگ میں اطلاع دیتے ہیں کہ چین میں رکاب کا ذکر کتاب فن شہ میں آیا ہی جو پانچویں چھٹی صدی عیسوی کی تصنیف ہی۔ یونان اور روما کے قدیم لٹریچر میں رکاب کا کہیں نام تک نظر نہیں آتا اور معلم ہوتا ہی کہ یورپ میں غالباً مہد وسطی کے اوائل سے پہلے رکاب نہیں آئی۔

کو قریباً ایک ہی سطح میں رکھا گیا ہی اور اس بات کی عملاً کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ آن میں ( عمق اور فاصلے کے اختلاف سے ) تفارت مکانی کی کیفیت دکھائی جائے ۔ ہر تصویر ایک ابھران سٹھت (Silhouette) یا خاکا سا ہی جسکی زمین کی سطح بالکل علیحدہ ہی اور پیکر سازی کا جو تھوا بہت ہنر کہیں نظر آتا ہی رہ خاکے کی حدود یا اندرولی جزیبات میں کسی قدر گولاں پیدا کرنے تک محدود ہی ۔ تصویریں یہی چھڑی چپٹی اور کاراک سی ہیں اور ( بھرہوت کے اکثر بتون کی طرح ) ابتدائی صنعت کی یقینی علامت یعنی صناع کی حد درجہ کی خام ترجمی ، تصویریں کے پاروں کی بنارت میں نظر آتی ہیں جن کی ساخت میں تشریعی تطابق کا خیال مطلق نہیں رکھا گیا یعنی پاروں کو کچھ پھر سے ہوئے بناؤ کر انکا فراخ ترین پہلو دکھایا گیا ہی ۔

ابتدائی صنعت کی یہی صفات اُن نصف دائرہ کی منیت کاری میں بھی نظر آتی ہیں جو پلیٹ ۱۳ پر ستون نشان (c) کے اوپر اور نیچے اور ستون نشان (d) کے زیریں حصہ میں بلے ہوئے ہیں ۔ لیکن ان ستونوں کے

اظہار چیسا کنول کی آن تصویروں سے ہوتا ہی ہر اس کٹھرے پر بنی ہوئی ہیں ( اور جنکا ایک خوبصورت نمونہ پلیٹ ۱۳ - الف میں دکھایا گیا ہی ) ، ویسا اور کہان نہیں پایا جاتا ۔ برخلاف اسکے انسانی تصویر کے بنائے میں قدیم ہندی صناع ایسے ہوشیار نتھے ، بلکہ ابھر ان تصویروں یا کامل مجسموں کی ساخت میں معمولی دسترس بھی آئیں اُسوقت تک حاصل نہیں ہوئی جبکہ رہ یونانی صنعت کی تعلیم سے فیضیاب فہرئے ۔ اس فیضیابی کے بعد ہر نمایاں ترقی ہندی سنتراشی نے کی اُسکا صحیح اندازہ اس کٹھرے کی ابتدائی سنتراشی کا آن چند تصویروں کے ساتھ مقابله کرنیسے ہوسکیدا ہر بعد میں اسکے مشرقی درازے پر کنڈہ کی گلین ۔ پرانی تصویروں کے در نموئے پلیٹ نمبر ۱۳ (Plate XIII) پر اشکال <sup>a</sup> و <sup>b</sup> میں اور جدید مرقعوں کی در مثالیں اُسی پلیٹ پر اشکال <sup>c</sup> و <sup>d</sup> میں دکھائی گئی ہیں ۔ قدیم تصویروں میں عموماً آرالش بہت زیادہ ہی اڑاگرچہ جس مقصد سے رہ بنائی گئی ہیں اُسکے لئے بہت موزون ہیں تاہم صنعتی نقطہ خیال کے رہ ایک حد تک ابتدائی حالت میں ہیں اور انہیں بھٹ سی خامیاں پائی جاتی ہیں مثلاً : ۔ تمام تصویروں

ہذ کے سلگڑا شون کے بدلائے ہوئے ہیں جو یونانی صنعت اور خیالات سے متاثر ہو چکے تھے اور اس وقت، جبکہ وہیں کی مقامی صنعت ایک ابتدائی مدارج ہی طے کر رہی تھی، ان کی صنعت نسبتہ کمال کے زینے تک پہنچ چکی تھی۔ اگر یہ درست ہی تو یہ قیاس کچھ بے ہا نہ ہوگا کہ ان مرقعون اور قدیم تصویروں کے درمیان غالباً کچھ زیادہ رتفہ نہیں گذرا ہوگا۔

ستوپہ نمبر ۲  
قریب دیگر آثار

ستوپہ نمبر ۲ سے گوشہ شمال و شمال المغرب کی طرف اور پہاڑی کے مغربی پہلو پر ایک مستطیل سلگی چبوترہ بننا ہوا ہی۔ اس چبوترے پر قدیم زمانے میں ایک ستون استادہ تھا جسکے ذاج کا شیر<sup>(۱)</sup> اور عمرہ ۳ چند شکستہ ڈکٹرے چبوترے کے قریب ہی پڑتے ہوئے منہ ہیں۔ عمرہ کا زیرین حصہ ہشت پہلو ہی اور بالالی حصہ شانزدہ پہلو۔ ہر پہاڑ کسی قدر مقعر ہی۔ ستون کی طرز ساختت سے معلوم ہوتا ہی کہ رہ درسری صدی عیسیوی کے قریب نصب کیا گیا تھا۔ چبوترے پر ایک چھوٹی سلگی کثہرے کی چلد پندریان ملین۔ اور

(۱) یہ شیر عجائب خانہ میں ہے۔

بقیہ نقش بالذکل مختلف طرز کے ہیں۔ یہ اُن مناسعوں کے کمال کا نمرٹہ ہیں جو قدرت سے براہ راست اخذ کرتے تھے اور ”ذهنی تصویر“ کی بندشوں سے قریب قریب ازاد ہوچکے تھے۔ یہ نقش نبی آراءش نہیں بلکہ تصویر معلوم ہوتے ہیں۔ پیدکروں کی بذارت علم تشریح الاعضاء کی رُز سے بالذکل صحیح اور درست ہی۔ تصویروں کے انداز اور انکی ترتیب میں نسبتاً آزادی اور بے تکلفی پائی جاتی ہی۔ صنایع نے کیفیت مکانی دکھانے میں کافی مہارت حاصل کر لی ہی اور تصویروں میں باہم ذریبی ربط اور یگانگی پیدا کرنے کی قصداً کوشش کی ہی۔

یہ مابعد کے مرقعے کس وقت اس کٹھرے پر کندہ گئے گئے اور آسرقت قديم تصویروں کو بند ہوئے کس قدر زمانہ کذر چکا تھا، یہ ایک ایسا سوال ہی کہ اس کا صحیح جواب دینا سردست ممکن نہیں۔ البتہ اتنا تر صاف ظاہر ہی کہ یونانی صنعت کا جلتا اثر ان مرقعوں میں پایا جاتا ہی اتنا سائنسچی کے منقش پہاڑکوں یا کٹھروں کی سنتراشی میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ یہ مرقعے غالباً شمال مغربی

ہی ایک ناگی کا چھرٹا سا مجسمہ ہی جو صرف تین  
نیٹ تین انچ بلند ہے ۔ یہ درنوں مجسمہ ایک ہی  
زمانے کے بنے ہوئے ہیں اور درنوں کی طرز ساخت بھی  
یکسان ہی ۔

مذکورہ بالا مجسموں کے علاوہ اس پہاڑی پر دلچسپی  
کی ایک اور چیز گھوڑے کا رد نامکمل مجسمہ ہی جو  
اس نواح میں ڈالگ کی گھوڑی کے نام سے مشہور ہے،  
اور گارڈن سے جنوب مغرب کی طرف پہاڑی کے دامن اور  
بسٹی کے بیچ میں قائم ہی ۔ اسکی ساخت کے زمانے  
کا تعین ذرا دشوار ہی مگر اشتبہ یہ ہی کہ عہد وسطی  
میں بنایا گیا ہوا ۔

د درنوں مستحکم بند، جو سانچی کی پہاڑی کو  
ناگری کی پہاڑی سے اور آخرالذکر کو مغربی پہاڑیوں  
سے ملاتے ہیں، سنه عیسیوی کے إجراء سے قبل کے بنے  
ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ ان کا مقصد غالباً یہ تھا کہ پہاڑی  
کی درسری جانب (پانی رک کر) ایک بہت بڑی  
چھپل بدلائی جائے ۔

آخری یادگاروں چار سلگی ستون ہیں جو ڈائے بلگی  
سے قریباً سو گز شمالی مشرق کی طرف کھرتے ہیں ۔ یہ ستون

اُس سے ذرا شمال کی جانب کسی ستپے کی شکستہ  
کرسی کے آثار پالے جاتے ہیں۔

اب، ختم کتاب سے پیشتر، اُن چند دلچسپ قدیم  
اشیاء کا صجمل حال بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی  
جو سانچی کے قرب ر جرار میں پالی جاتی ہیں۔

سانچی کی پہاڑی کے جذب میں ایک اور چھوٹی  
سی پہاڑی ہی جسکی چوڑی پر موضوع ناگوری آباد  
ہی۔ اس پہاڑی کے دامن سے ذرا اور گارڈن کے شمال مغرب  
میں کسی ناکا کا مجسمہ چٹان پر کھڑا ہی جو غالباً  
کسی اور جگہ سے لایا گیا ہی۔ نیچے کی کرسی شامل  
کر کے یہ مجسمہ سات فیٹ ایک انچ بلند ہی اور سفیدی  
مائیں بھورے رنگ کے پتھر سے بنا ہوا ہی۔ اسکے بالین  
ہاتھ میں صراحی، دلائیں ہاتھ میں شاید دنرل یا  
کروٹی اور چیلز اور سر پر سات پہن ہیں۔ طرز ساخت سے  
ظاہر ہرتا ہی کہ یہ تیسری یا چوتھی صدی عیسوی  
کی صنعت کی یادگار ہی۔ اس مجسمہ کا ایک طرف  
تو ستپہ کلال کے پہاڑکوں پر بلہ ہوئے معافظ یکشاوں سے  
اور درسی طرف عہد گپتا کی مابعد کی مورتوں سے  
 مقابلہ کرنا خاص دلچسپی رکھتا ہی۔ ناکا کے قریب

سانچی کے نواح میں  
دلچسپی کی اراضیوں

## ضد بُدھہ

بُدھہ کی زندگی کے مختصر حالات (۱)  
خصوصاً جہان تک آنکا تعلق سانچھی کی  
تصاویرت ہی

گوتم بُدھہ غالباً سندھ ۵۴ قبیل مسیح میں نیپال  
ترالی کے قدیم شہر کپل وست کے قریب پیدا ہوا اور  
بُدھہ گیا میں پیپل کے درخت کے نیچے گیان یا معرفت  
حاصل کرنے کے بعد بُدھہ بعینی "عارف کامل" کے رتبہ کو  
نہیں - اس سے پہلے وہ بُدھی سترا (یعنی بُدھہ بالقوہ)

(۱) کرن صاحب کی کتاب "مینرل آف بُدھن" میں صفحات ۱۲  
تا ۳۶ پر بُدھہ کی مختصر سوانح عمری نہایت یہ لطف پیدا یے میں  
بیان کی گئی ہی - اور ہر قسم یا واقعی کی تصدیق میں  
قدیم کتابوں کے مفصل حوالہ بھی دکھ ہوئے ہیں - مین  
کرن صاحب کی کتاب سے اور نیز اے - ایس - جیتن کے  
بیش قیمت مضمون سے جو زیر عنوان "بُدھہ" ہیسنٹر صاحب  
کی "انسائیکلو پیدا آف ریلیجن اینڈ ایٹھنس" میں شائع ہوا ہی،  
دل کھول کر مدد لی ہی -

غالباً عہد و سطی میں نصب کئے گئے تھے اور ان عورتوں کی  
بانگار ہیں ہوستی ہو گئی تھیں - انپر کچھ ملبٹ  
کاری بھی ہی چس میں ذیل کے چار منظر دکھائے  
گئے ہیں :-

- (۱) میان بیوی لنگ کی پرچا کر رہے ہیں -
  - (۲) خارند پلنگ پر لیٹا ہی اور بیوی آسکے پاؤں  
دبا رہی ہی -
  - (۳) خارند میدان جنگ میں اپنے دشمن سے لے  
رہا ہی -
  - (۴) چاند اور سورج - (ان سے غالباً یہ ظاہر کرنا  
مقصود ہی کہ جب تک چاند اور سورج قائم  
ہیں، سستی ہو زیوالی عورت کی محبت،  
رفاداری اور خدمت گذاری کی شہرت بھی  
برقرار رہیگی)
- ان میں چوتھوں ڈاک بندگی سے قریب تر واقع ہی  
اس پر ناگری رسم خط میں سنہ ۱۹۴۵ء کا ایک  
کتبہ کندہ ہی جسکے حروف ایسے فرسودہ ہو گئے  
ہیں کہ پڑھنے نہیں جاتے -

---

ختم شد  
بفضلہ تعالیٰ

---

دنیا میں اُس کا ظہور کب اور کس جگہ ہو؟  
 کس نسل اور خاندان سے اُسکا تعلق ہو؟ کرنیٰ عورت  
 اُسکو حمل میں رکھئی؟ اور کس وقت اُسکی والدہ کا  
 الٹوالہ ہو؟ - ان باتوں کا خیال کر کے ہوئے اُسٹے دیکھا  
 کہ ظہور کا مناسب وقت اب آپنچا ہی اور تمام گذشتہ  
بُدھون کی طرح اُسکو بھی ملک جمبو دریپ  
 (= ہندوستان) کے صوبہ مددیا دیش (۱) میں کسی  
 بڑمن یا چھتری کے کھر پیدا ہونا چاہئے چنانچہ اُسے  
 فیصلہ کر لیا کہ کیل رست کے شاکیا قبیلے کا سردار راجہ  
شَدَّهُوْدَن، اُسکا باپ اور (شَدَّهُوْدَن کی رانی) مایا  
 یا مَهَامِيَا اُسکی مان بُنے چر اُسکی پیدائش کے  
 سات دن بعد الٹوالہ کر جائی - پس یہ فیصلہ کر کے  
 وہ تَشِيتا سُرگ سے اتر اور سپلہ کی حالت میں  
مایا رانی کے بطن میں داخل ہوا یعنی مایا نے  
 خواب میں آیندہ بُدھہ کو سفید ہاتھی کی شکل  
 میں آسمان سے اترنے اور اپنی دالیں کروکہ میں داخل  
 ہوتے ہوئے دیکھا (صفحہ ۱۳۷) - صبح کو رانی نے

(۱) مگدھ دیس - صوبہ بہار

تھا - علاوہ بودھی سترا کے گرتم بُدھہ حسب ذیل  
القابوں سے مشہور تھا :-

(۱) شاکیا مَنْدی یعنی شاکیا قبیلے کا رشی

(۲) سِدھارتھ - وہ شخص جسے اپنا مقصد حاصل  
کر لیا ہر -

(۳) تنہا کت - وہ شخص جس نے حقیقت کو  
پالیا ہو (۱)

لیکن بُدھہ ہمیشہ اپنے آپ کو آخری لقب سے  
یاد کیا کرتا یعنی تنہا کت کہتا تھا -

راجہ شَدھوڑُن کے محل میں پیدا ہوئے سے پہلے  
بودھی سترا، تھیتا سرگ میں ظاہر ہوا جہاں دیوتاڑوں  
نے اس سے درخواست کی کہ وہ بنی نرع انسان کا  
نجات دہندا بنکر دنیا میں ظاہر ہو مگر اس  
درخواست کو منظور کرنے سے پہلے بودھی سترا کو  
چند باتوں کا تصفیہ کرنا ضروری تھا، وہ یہ کہ

---

(۱) یا وہ شخص جو آسی طرح آیا جیسے اسکے پیشہ آئی تھے -

محافظ دیوتارُن نے اسکو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ بچے کے بدن پر چھوٹی نشانیوں (انڈینجن انٹریکشن) کے علاوہ بتیس بڑی نشانیاں (مہارینجن - مہا ایکشن) ملا۔ یہی تین چین جنسے آسکی آئندہ عظمت ظاہر ہو رہی تھی۔ پہلا ہوتے ہی لڑکا سیدھا کھڑا ہو گیا، سب طرف رخ کیا اور سات قدم چل کر بولا کہ ”میں دلیا میں سب سے برتھوں“۔

ٹھیک جس وقت شہزادہ پیدا ہوا، آسی وقت آسکی آئندہ پیدوی پیش رہا، یعنی آسکے میلے راہل کی ملن، آسکا سالیس چھندا، آسکا کھوڑا کنٹھا، آسکا ہمچڑی کالد لین اور آسکا عزیز ترین چیلا آنند بھی دلیا میں پیدا ہو گی۔

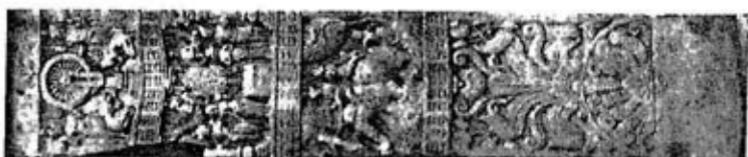
بودھی سترا کی پیدائش پر تینتیس دیوتارُن کی بہشت میں بڑا جشن منایا گیا۔ جب آسیتا رشی کو اس اظہار شادمانی کا اصلی باعث معلوم ہوا تو اس نے پیشین گرائی کی کہ ”یہ بچہ ضرور بدهہ بنیگا“۔ یہی پیشین گرائی ایک نوجوان برهمن کونڈنیا نے بھی کی تھی اگرچہ درسرے برهمن نجومیوں کو شک تھا اور وہ کہتے تھے کہ یا تو یہ لڑکا

یہ عجیب و غریب خواب راجہ کے سامنے بیان کیا جس نے اُسی وقت برهمن نجومیوں کو بلدا کر چراپ کی تعبیر دریافت کی - نجومیوں نے کہا کہ رانی حاملہ ہیں اور آن کے بیان سے ہو لڑکا پیدا ہوا وہ با تو چکار ارتی راجہ یعنی هفت اقلیم کا بادشاہ بنیگا یا بُدھہ کا رتبہ حاصل کریگا -

ایام حمل میں چار آسمانی محافظ بُدھی ستوا اور مایا رانی کی حفاظت کرتے رہے - آخر کار کپل وست کے قریب باغ لمبینی میں یہ بچہ پیدا ہوا (۱) - اسوچت مایا ایک سال کے درخت کے نیچے کھڑی تھی جس کی ایک شاخ خرد بخود نیچے جہک آئی تھی کہ مایا اسکو پنتر کر سہارا لے سکے (صفحہ ۹۰) - پیدائش کے وقت راجہ اندر اور تمام بڑے بڑے دیوتا حاضر تھے - بچہ مان کے دلیں پہلو سے برآمد ہوا اور چار اطراف عالم کے

(۱) اس باغ کی چائی وقوع کا تعین سنہ ۱۸۹۵ء میں آشوب کی ایک لائف کے دریافت ہوتے ہے ہوا - اس لائف پر ایک کتبہ کہنہ ہے جس میں لکھا ہی کہ راجہ آشوب نے یہ لائف اس مقام پر نصب کروائی تھی جہاں گوتم بُدھہ پیدا ہوا تھا -

PLATE XIII.



(a)



(b)



(c)



(d)

STUPA 2: RELIEFS ON THE GROUND BALUSTRADE.

تمام دنیا کا بادشاہ بنیگا یا بددھہ - خرد راجہ کی خواہش  
تعیی کہ بددھہ ہونے کی بجائے اسکا بیٹا ساری دنیا کا  
بادشاہ بنے - چنانچہ اُس نے نجومیوں سے دریافت کیا  
کہ کیا چیز شہزادے کو ترک دنیا پر آمد کریگی -  
نجومیوں نے جواب دیا کہ کسی بوزھے، بیمار، مرد،  
انسان اور تارک الدنیا فقیر کو دیکھنا، اُسرقت ہے راجہ شدھروں  
نے اس بات کی بڑی احتیاط کی کہ ان چاروں میں سے  
کوئی بھی شہزادے کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے پائے  
اور آسکر دنیا اور دنیا کی لذتوں کی طرف مائل ر راغب  
کرنے کی مقدور بہر کوشش کی -

اہل بردھہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ بددھہ کی  
صغر سنسنی میں ایک دن راجہ شدھروں "قلبه رانی" کے  
تھوار میں شہر سے باہر گیا اور شہزادے کو بھی اپنے ساتھ  
لیتا گیا جسکو اُس نے ایک چامن کے درخت کے نیچے  
پلنگ پر لٹایا - جب شہزادے کی آنالائین رغیرہ  
ادھر آدھر ہو گئیں تو رہ اٹھ کر چار زانو ہو بیٹھا اور دھیان  
میں محور گیا - یہ گوتم کا پہلا دھیان تھا - لکھا ہی  
کہ جبتک شہزادہ اس دھیان میں محور رہا درخست کا

سایہ (خلاف عادت) اُس چمک سے نہیں کھسکا اور  
آسی طرح اُس کے ازیر قائم رہا (صفحہ ۱۳۱) ۔

آن آٹے دن کی خانہ جنگیوں کا خاتمه کرنیکی  
غرض سے، جو کولیا اور شاکیا قبائل میں زمانہ دراز  
سے چلی آئی تھیں، سدھارتہ کی شادی، سوہہ سال  
کی عمر میں، کولیا خاندان کے راجہ سپرا بُدھا کی  
بیٹی یشدھرا سے کی گئی۔ روایدن میں مذکور ہی کہ  
سدھارتہ نہایت طاقتور نوجوان تھا، تیر اندازی میں  
اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا اور ہر فن میں ماهر تھا ۔

راجہ شدھوں کو وہ پیشین گولی یاد تھی جو  
شہزادے مستقبل کے متعلق کی گئی تھی۔ آسنے  
شہزادے کیلئے ہر طرح کے عیش و عشرت اور آرام  
و آسائش کے سامان بہم پہنچانے میں کوئی دقیقہ  
فرمودا شت نہ کیا اور برابر کوشش کرتا رہا کہ وہ  
چار منظر کبھی آسکے سامنے نہ آئیں جنکر دیکھ کر شہزادہ  
راهبانہ زندگی اختیار کرنیوالا تھا۔ لیکن (تُندنی بات  
ہو کر رہتی ہی)، بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب



اور سیئے ( راہُر ) کو سوتا چھوڑ کر چپ چاپ محل سے  
نکل گیا - اس وقت سدھارتہ کی عمر ۲۹ سال کی تھی  
اور یہ راقعہ مہا بھینشکرمن ( " - ترک دنیا " ) کے  
نام سے مشہور ہی ( دیکھو صفحہ ۱۲۹ ) -

محل سے نکل کر سدھارتہ اپنے گھر سے کٹتھک پر  
سوار ہوا اور راتون رات کپل وست سے نکل گیا -  
اس سفر میں چند دیوتا بودھی سترا کے ساتھ تھے  
جنہوں نے گھر سے کو ہنہنانے سے باز رکھا اور اُسکے  
سم زمین سے ازیر اپنی ہتھیاریوں پر آٹھائے رکھ کہ شہر کے  
باشدے آن آوازن کو سنکر بیدار نہ ہر جائیں -  
علاوه برین اُسکے ساتھ مارا یعنی شیطان بھی تھا  
جو " تمام دنیا کی بادشاہت " کے وعدے کرنے  
گوتم کو اُسکے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا  
دریا سے انوما کے پار جا کر گوتم نے اپنے زیورات اپنے  
وفادار سالیس کے حوالے کئے - اُسکے بعد تلوار کی ایک  
ہی ضرب سے سر کے بال کاٹ کر پگتی سمیت ازیر  
آسمان کی طرف پہنچ دئے اور کہا کہ اگر بدهہ ہونا  
میرے نصیب میں ہی تریہ بال ازیر ہی رہیں ورنہ

شہزادہ کاڑی مین سوار ہو کر محل کے بافات کی  
 سیر کرنے جاتا تر دیوتا ایسا انتظام کرتے کہ کسی  
 بورھے یا بیمار یا لاش کا ( خیالی ) مدنظر آسکے سامنے  
 آ موجود ہوتا - ان مدناظر سے نوجوان سُدھارتہ بہت  
 مقابر ہوا - اُس نے انکا مطلب دریافت کیا اور جب آسکر  
 بڑھا پے ، بیماری اور مرٹ کی حقیقت معلوم ہوئی  
 تو منفکر رشنا لگا - کچھ دنوں کے بعد چوتھا نظارہ  
 یعنی ایک ناک الدنیا فقیر دکھائی دیا - اس فقیر کی  
 مقدس صورت نے آسکے دلپر اور بھی گھرا اثر کیا  
 اور آسکر یقین ہو گیا کہ دنیاری علاقے کو ترک کر دینے سے  
 وہ بھی آن آفتون اور مصیبتون پر غالب آسکتا ہی  
 جنکا مشاهدة رہ پہلے کر چکا تھا - اُس نے گھر بار چھوڑ کر  
 تنهائی اور گیان دھیان میں عمر بسر کرنے کا تھیدہ کر لیا -  
 اتفاقاً آنھی ایام میں شہزادے نے محل کی خواصون  
 اور خدمتگار عورتوں کو جو خواب غفلت میں مددوш  
 ہڑی سودی تھیں ، ایسی نازیبا حالت میں دیکھا  
 کہ آسکی طبیعت ( عورتوں کی طرف سے ) بالکل  
 متذمّر ہرگئی - اس راقعہ نے آسکے ارادے کو از رہی  
 مستقل کر دیا اور آخر کار ایک شب رہ اپنی بیوی

گیا - متواتر چھ سال تک بودھی سترا یہ ریاضتیں کرتا رہا مگر انعام کار آسکر یقین ہو گیا کہ نور معرفت صرف لافری سے حاصل نہیں ہو سکتا ۱ - چنانچہ آسمی دوبارہ اپنا رہی پرانا طریقہ اختیار کیا اور بہکشروں ( = دریوزہ گروں ) کی زندگی بسر کرنے لگا - اس تبدیلی سے آسکے پانچوں ہمراہی اُس سے منحصرب ہو گئے اور آسکر چھوڑ کر بنارس کے قریب مرغزار آہر میں چلے گئے ۔

ایک دن بودھی سترا پھرتا پھراتا ( صبح کے وقت )

دریا سے نیرنبعنا کے کنارے جانکلا - یہاں ایک دیہاتی لرکی سُجاتا نے آسکر کھانا لا کر دیا ( ۱ ) ( دیکھو صفحہ ۱۱۸ ) کھانا کھانے کے بعد گوتم نے اُس سونیکی تھالی کو جس میں سُجاتا کھانا لائی تھی دریا میں پھیڈلٹ دیا اور کہا کہ اگر میں آج بدهہ ہونے والا ہوں تو یہ تھالی الٹی یعنی دھارے کے مخالف بہہ ورنہ بھار کے رخ چلی جائے ۔ ( خدا کی شان کہ ) تھالی اور کوچزہنہ لگی اور ناگ راجہ کالہ کے محل کے قریب جا کر غرق ہو گئی ۔

( ۱ ) در اصل سُجاتا یہ کھانا اُس درخت پر چوہانے کے لئے الٹی تھی جسکے نیچے گوتم اس وقٹ بیٹھا تھا ۔ سُجاتا نے گوتم کو درخت کا دیوتا سمجھ کر کھانا اُس کے سامنے رکھ دیا ( مترجم )

ذمیحے زمین پر گر چالیں - بال اور ہی چڑھتے چلے گئے  
اور آخر دیوتا آفہیں ایک سرنے کے طشیں میں رکھ کر  
تُریش تُرنسا بہشت میں لیکئے اور وہاں انکی پرسنل  
کرنے لئے ( دیکھو صفحات ۱۰۹ - ۱۱۰ ) ۔

اسکے بعد بودھی ستوا نے اپنا شاہانہ لباس کھٹکی کار  
نام ایک فرشت سے قبديل کیا جو اسکے سامنے شکاری کے  
بھیس میں ظاہر ہوا تھا اور سالیس کو گھبرا دیکھو  
کپل رست کو واپس کیا (۱) اور اسکر حکم دیا کہ  
کپل رست پہنچکر اعلان کر دے کہ شہزادہ تارک الدنیا  
ہو گیا - اسکے بعد وہ تن تنہا ' پا پیادا ' راجنگیر کی طرف  
روانہ ہوا - یہاں راجہ بمعی سارا والله راجنگیر نے شہر سے  
باہر نکلکر بودھی سترا سے ملاقات کی اور اپنا تاج و تخت  
پیش کیا - بودھی سترا نے تخت قبول کر لیسے  
انکار کیا اور بدهہ ہونے کے بعد دربارہ اسکے ملک میں  
آنے کا وعدہ کیا - یہاں سے بودھی سترا شہر گیا کے  
نوجہلک موضع آرولوا ( پالی - آریلا ) میں پہنچا اور  
وہاں پہنچکر ایسی سخت ریاضتیں شرح کیں کہ چند  
ہی روز میں اُسکا جسم لاغری کے انتحالی درجے کو پہنچ  
(۱) بعض دریافتات کے مطابق گھروے نے گوتم سے رخصت  
ہوئے ہی فرم دیدیا ۔

نہایت استقلال کے ساتھ جما ہوا بینہا رہا ۔  
 آئندہ نہ تو آن تیز و تنہ آندریدن کی پرداہ کی جو مارا  
 کے حکم تھے چلنے لگی تھیں ، نہ آن بڑے بڑے پتھروں  
 اور ہتھیداروں تکرا اور نہ جلتی ہوئی بھول اور انگاروں سے  
 خوفزدہ ہوا جنتی بروچہاڑ آسیر کی گئی ۔ یہ پتھر اور  
 انگارے رغیرہ اُس تک پہنچنے سے پہلے ہی بھول بناجاتے تھے  
 اور چونکہ گرفتار کیا کامل یقین تھا (جو  
 بھسٹ جلد اُسکو حاصل ہرنے والی تھی ) آئندہ زمین سے  
 کہا کہ اسکی تصدیق کرو کہ مجھکر اس جگہ بینہم کے  
 حق حاصل ہی ۔ اسپر زمین کی دیوبی پرتوہی کے  
 ایسی مہیب آواز میں تصدیق کی کہ شیطانی فوج کے  
 دل دھل گئے اور وہ نہایت سراسیمگی کی حالت میں  
 فرار ہو گئی ( دیکھر صفحات ۱۴۷-۱۴۸ ) ۔ آنکے بھاگت ہی  
 دیوتا یہ شرر مچاتے ہوئے آ مر جوں ہوئے کہ "شیطان  
 مغلوب اور سدھارتہ غالب ہوا " ۔ اور تھوڑی دیر کے  
 بعد ناک اور جانور بھی گرفتار کی فتح کے قرائے کا  
 ہوئے آپنے ۔

بودھی ستوا نے اپنے دشمن (شیطان) پر غرب

اُسی دن شام کو گوتم، بودھ گیا کے اُس پیپل کے پاس پہنچا جو سکی قسمت میں اُسدن کے بعد سے بودھی درخت (یعنی شجر معرفت) مشہور ہونا لکھا تھا (دیکھو صفحات ۹۲، ۱۱۸ ارجمند) - رستے میں آسکو سو سو سیک (سرتھیا) نامی ایک گھسیارا ملا جس سے اُس نے آئے مٹھی گھاس لی اور پیپل کے نیچے کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر درداہی اور بُرب طرف گھاس کو بچھا دیا - پھر اُس گھاس پر بینہ کمر گوتم نے کہا کہ خواہ میری جلد، میری رُگن اور پتھر اور میری ہڈیاں ایک ایک کرکے گل چالیں، خواہ میرے جسم کا خون بھی خشک ہو جائے مگر میں اس جگہ سے اُسوقت تک نہ آئوںنا چب تلک کہ مجھے کامل معرفت حاصل نہ ہو جائے ۔

اب شیطان کے حملے اور ترغیبات شروع ہوئیں جس نے بودھی سترا کو اپنے مقصود کی تکمیل سے باز رکھنے کے لئے ہر ممکن ترغیب و تشدد تھے کام لیا (دیکھو صفحات ۱۱۸، ۱۴۷ ارجمند) - مارا کی شیطانی فوج کے یہ حملے ایسے خوفناک تھے کہ وہ دیوتا بھی چر بودھی سترا کی خدمت کے لئے آئے ہوئے تھے دھشت زدہ ہو کر بھاگ گئے - صرف تھائیں (یعنی گوتم) ثابت قدم اور اپنی جگہ پر

کی (۱) - اسکے بعد بدهہ کچھ دن تک مچلدا درخت کے نیچے بیٹھا رہا جہاں ناگ راجہ مچلدا نے بدهہ کے اڑپر اپنا پہن پھیلا کر بارش سے اسکی حفاظت کی (دیکھو صفحات ۱۳۲ - ۱۳۳) - اس طویل روز سے کا آخری حصہ راجایتن کے درخت کے نیچے (دیکھو صفحہ ۱۵۱) بسر ہوا جہاں روز سے کے آخری دن گپسا اور بھلوکا نامی در سوداگروں نے جو کی رُتی اور شہد بدهہ کی خدمت میں پیش کیا -

اس نذر کو لینے کے لئے بدهہ کے پاس آسوچت کوئی برتنا نہیں - چنانچہ چار اطراف عالم کے محافظت دیوتا اسکے پاس پتھر کے چار پیالے لیکر حاضر ہوئے - تلاہاگت کے حکم سے ان چاروں پیالوں کا ملکر ایک پیالہ بن گیا اور اس نئے کراماتی پیالے میں بدهہ نے کہا انا لیکر کھایا - سوداگروں نے اپنی عقیدت ملدي کا اظہار کر کے درخواست کی کہ بدهہ انکراچے پیروز میں داخل کر لے - انکی درخواست ملاحظوں کیلئی اور وہ بدهہ کے سب سے پہلے آپا سک ( - دنیادار ) چیلے بلے -

(۱) تبتی روایت کے مطابق مارا کی بیٹیوں نے بودھی درخت کے نیچے آسی وقت بدهہ کو بھالے کی کوشش، کی تھی جب مارا کی شیطانی فوج نے بدهہ پر حملہ کیا تھا - معلوم ہوا ہی کہ سالجی کے سنگتراش اسی تبتی روایت کو معتبر مانتے تھے (دیکھو صفحہ ۱۱۸)

آفتاب کے وقت (۱) فتم پائی اور آسی رات وہ بدهہ یعنی ”عارف کامل“ ہو گیا - رات کے پلے حصے میں آسکر اپنی کوشش پیدائشون کا علم ہوا - دوسرے حصے میں هستی کے تمام موجودہ شعبوں کے حالات منکشف ہوئے - تیسرا حصہ میں سلسلہ عالم و معلم کی حقیقت سے آگاہی ہوئی اور پُرپہنے کے قریب وہ ہر چیز (کبی ماہیت) سے کامل طور پر راقف ہو گیا -

معزت حاصل کرنیکے بعد بُدھہ نے آنچاس دن تک روزہ رکھا - اس طویل زمانے میں آسٹھ مطلقاً کوئی غذا نہیں کھائی اور صرف آسی کھانے پر زندہ رہا جو سُجاتا نے آسکر حوصلہ معرفت سے قبل کھلایا تھا - یہ سات ہفتے بُدھہ نے اس طرح صرف کئی کہ پلے تروہ شجر معرفت کے نیچے یا اس کے قریب بیٹھ کر اپنی آزادی (۲) پر دل

ہی دل میں خوش ہوتا رہا اور کتاب ابھی دھرم پتلک شروع سے آخر تک ختم کی - اسکے بعد چند روز چڑاہے کے برگد کے نیچے گزارے جہاں مارا کی تین بیٹیوں، خواہش، طمع اور شہوت نے آسکر بھاٹے کی کوشش

(۱) بعض لکھاں میں ”طلوع آفتاب کے وقت“ لکھا ہے -

(۲) یعنی تلاسخ کے جنجال سے اسکر اب بُدھہ ہونیک بعد آزادی ہوئی (”مترجم“) -

اس وعظ میں بدهہ نے سامعین کو افراط و تفریط سے بچنے کی نصیحت کی اور کہا کہ نہ تو دنیاری عیش و آرام اور لہو و لعب میں ہمہ تن منہمک ہو اور نہ سخشن ریاضتوں سے اپنے آپ کو ناہق مشقت میں ڈالو ر بلکہ میانہ روی اختیار کرو کہ اسی طریقہ سے معرفت اور نجات حاصل ہو سکتی ہی - اس طریق کی آسلے آئندہ شاخین بتالین : — سچے خیالات ، سچی آرزو ، راستگری ، راست روی ، سچی زندگی ، سچی کوشش ، سچی آگاہی ، اور سچا دھیان - اسکے علاوہ اُس نے چار اور حقیقتوں کی بھی تصویریں کیں یعنی یہ کہ غم کیا چیز ہے ؟ غم کا وجہ کیونکر ہوتا ہے ؟ رفع غم کیا ہے ؟ اور وہ کونسا طریق عمل ہی چو غم سے ( ہمیشہ کیلئے ) بچا سکتا ہے ؟

ان باتوں کے علاوہ بدهہ نے اپنے چند اور خیالات کی بھی تصویریں کیں اور آخر کار وہ آن پانچوں جو گیوں کو اپنا ہم خیال اور پیرو بنانے میں کامیاب ہوا - یہ جو کی جنہوں نے اس نئی تعلیم کا "اجازہ" پایا ، بدهہ مذہب کی جماعت ( شنگھا ) کے ارل ارل راہب بنے ۔

(سوقت بدهہ کی عمر ۳۵ سال کی تھی اور آسلے

راجایتن درخت کے نیچے سے آنکھ بدهہ پھر چڑاٹ  
 کے بگد، کی طرف آیا اور اوسکے نیچے بیٹھ کر غور کرنے  
 لگا کہ جن دقیق اور غامض حقائق کی تھے کوڑہ اسقدر  
 صحبت اور غور و خوض کے بعد پہنچا ہی انکی عام  
 اشاعت اور تبلیغ کی کوشش کہیں محفوظ تضییع اوقات  
 اور سعیں لاملاصل ترنہوکی ۴ - بدهہ کراس حالت میں  
 دیکھ کر بہما اور دوسرے دیرتا اور فرشتے اُسکی خدمت  
 میں حاضر ہوئے اور اسکی محبت اور ہمدردی انسانی  
 کا راستہ دیکھ آس سے عرض کیا کہ وہ لرگیں کو نجات  
 کا رستہ ضرر د کھائے ورنہ تمام نسل انسانی گمراہ و تباہ  
 ہو جائیگی ( دیکھو صفحات ۱۰۳ - ۱۰۴ ) - بدهہ نے  
 دیوتاؤں کی اس درخواست کو مان لیا اور سوچنے لگا کہ  
 سب سے پہلے کس کو اپنے نئے مذہب کی تلقین کرے -  
 بالآخر آس نے فیصلہ کیا کہ اُسکو آن پانچ چوکیوں کی  
 تلاش کرنی چاہیئے جو حصول معرفت سے قبل اسکے  
 رفیق تھے - چنانچہ وہ بنارس کی مرغزار آہو ( اسی پن )  
 کی جانب روانہ ہوا، وہن پہنچ کر آن چوکیوں سے ملا،  
 اور آنکے سامنے اپنا بہلا رعظ بیان کیا یعنی باصطلاح پیردان  
 بدهہ ” مذہبی قانون کے پہتے کو چکر دیا ” ( دیکھو  
 صفحات ۹۳ - ۹۴ )

”آثار“ سانچی میں ستونہ نمبر ۳ کے اندر سے برآمد  
ہوئے ہیں ( دیکھو صفحات ۱۷۰ - ۱۷۱ )

اب بدهہ نے شاہی دربار میں آمد و رفت شروع کی۔ یہاں آسکا نایاب گرمجوشی سے خیر مقدم ہوا اور سانچی میں چند مرقعے ایسے موجود ہیں جنہیں پراسلبجیت والٹے کو شلے اور بعدبی سارا اور اسکا جانشین اجاتسٹر والیان مگدہ اپنے شاہی حشم و خدم کے ساتھ بدهہ کی ملاقات کو جاتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ( صفحات ۱۲۶ - ۱۲۸ - ۱۳۰ )

بدهہ کی ذاتی سکونت کیلئے یا راہبوں کی برادری ( شلکھا ) کے استعمال کیواسطے جو سکارہ بانی اور سردار تھا، بہت سے باغ، چمن اور خانقاہیں بھی بطور نذر وقف کردی گئی تھیں۔ انہیں سے بعض عطیہ بہت مشہور ہیں مثلاً شرارستی کا جیلتارن باغ ( اور خانقاہ ) جسکو ایک شخص انہی پنڈک نامی نے اتنی طلاقی اشرفیوں کے عرض خرید کر بدهہ کی نذر کیا تھا جتنی باغ کی سطح کو ڈھانپ سئی تھیں ( دیکھو صفحہ ۱۲۶ )۔ ریشالی کا آمنہ کا باغ جو امر پالی نام

اپنی عمر کے بقیہ ۴۵ سال مگدھ دیس میں جا بجا سفر کرنے اور اپنے پیروزی کی تعداد بڑھانے میں صرف کئے - برسات کے دن وہ عموماً اُن باغون یا خانقاہوں میں بسر کرتا چورقتاً فرتقاً آسکو نذر دی گئی تھیں ' برسات کے ختم ہوتے ہی وہ اور اُسکے چیلے ملک میں پہلیں جاتے، جا بجا دورہ کرتے، اور لوگوں کو اس پاکیزہ اور اعلیٰ طریق زندگی کی تلقین کیا کرتے ۔

آرلووا کے تین چنیلے آتش پرست سیاسی ' جو کاشیب برادران کے نام سے مشہر ہیں ' بدهہ کے ارلین پیروزی کی فہرست میں شامل ہیں ۔ انکر اپنا ہم خیال بنانے کیلئے تھاگت کو بھس سی کرامتوں دکھانی پڑیں، مثلاً پانی پر چلنا، آتشیں مندر میں اڑھ کو مغلوب کرنا، رغیرہ غیرہ ۔ ان کرامتوں کے دلکش مناظر ( سائچی کے ) مشرقی ہمارا کے بعض مرقعوں میں دکھائے گئے ہیں ( دیکھو صفحات ۱۳۹ تا ۱۴۳ ) ۔

تھرے سے دنیں کے بعد راجگیر کے در مشہور شخص بدهہ کے پیروزی میں داخل ہوئے جو جلد ہی بدهہ کے بھرپور چیلے شمار ہونے لگے ۔ یہ ساری پُترا اور موکلانہ تھے جنکم ۔

بدهہ کے سامنے آیا تر نہایت عاجزی سے اُسلئے قد منون پر  
کر پڑا۔ راجگیر ہی کے ایک پہاڑ پر غار اندر شال  
مین اندر دیوتا نے بدهہ کی زیارت کی جبکہ وہ دھیان  
مین مصروف تھا ( دیکھو صفحہ ۱۷ ) ۔ مگر  
دیش کا راجہ بعدي سارا جسکا پایہ تخت راجگیر تھا  
بدهہ کا معتقد اور زبردست حامی تھا۔ اُسکا بیٹا اچھا سترا  
جواب پتے باپ کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا، اول اول بدهہ  
کا مخالف اور دیودت کا طرفدار رہا، مگر بعد میں وہ  
بھی بدهہ کا پیرو ہو گیا ۔

حضرل معرفت کے دوسرے سال بدهہ، اپنے باپ  
راجہ شدھوں کے اشتیاق و اصرار پر، اپنے رطن  
کپل و سست کو گیا اور اپنی عادت کے مطابق شہر کے  
باہر ایک باغ مین فروکش ہوا۔ یہاں راجہ شدھوں  
اور شاکیا خالدان کے شہزادے اُس سے ملاقات کرنے  
آئے۔ باپ سنتے کے رُبڑھونے پر یہ سوال دریش ہوا  
کہ بیٹا باپ کو پڑھ سلام کرسے یا باپ سنتے کو۔ اس سوال  
کو بدهہ نے اپنی کرامت سے اس طرح حل کیا کہ وہ  
ہوا مین متعلق ہو گیا اور تھل تھل کر اپنے مذہب کا

ٹوالف نے بدهہ کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ اور راجگیر کی بالسداری جو خود راجہ بعیی سارا نے بدهہ کو آسوچت دی تھی جب وہ معرفت حاصل کرنے کے بعد پہل راجگیر میں آیا (دیکھو صفحہ ۱۲۸) ۔ اس پانس بازی کو بعد میں بدهہ نے اپنا پسندیدہ مسکن بنایا اور چو زمانہ بدهہ نے اس میں یا اسکے قرب و جوار میں گذارا اُس زمانے کے بہت سے راقعات اہل بودہ کی کتابوں میں مذکور ہیں مثلاً یہ راجگیر ہی کا راقعہ ہی کہ بدهہ کے بد باطن رشتہدار دیوبوت نے تین مرتبہ بدهہ کی جان لینے کی کوشش کی ۔ پہلے تو اُس نے چند اجرتی قاتلوں کے ذریعے سے بدهہ کو قتل کرانا چاہا ۔ پھر ایک بڑی بھاری چنان اُسکی طرف لڑکا دی اور آخر کار ایک دیوانہ ہاتھی اُسپر چھڑرا دیا ۔ آخر الذکر واقعہ سانچی کی ایک مررت میں دکھایا گیا ہی جو عہد وسطی کی بنی ہوئی ہی (دیکھو صفحہ ۱۶۳ - فتنوٹ نمبرا)

یہ بیان کرنے کی قر ضرورت ہی نہیں کہ دیوبوت کو ہر کوشش میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ قاتلوں پر بدهہ کا رعب غالب آ کیا اور وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے ، لڑکتی ہوئی چنان رستے ہی میں رک گلی اور ہاتھی جب

دکھائی (صفحہ ۱۲۸) یعنی آسمان پر مشرق سے مغرب تک  
اُسٹے ایک وسیع سڑک بنائی اور آپ اُس سڑک پر جا یہنچا۔  
اُسکے اوپر کے دھر سے پانی کی ندیاں بہنے لگیں اور نیچے  
کے دھر سے آگ کے شعلے نکلنے لگیں۔ اُسکا تمام بدن  
نور کا پُنلا بن گیا اور سنہری رoshni کی شاعروں سے  
عالیٰ بقعة نور ہر گیا۔ اس حالت میں اُسٹے خلقت کے  
اُس هجوم کو ہر نیچے جمع ہو گیا تھا مخاطب کیا  
اور آنہن حقیقت اور حوصلہ معرفت کا رستہ بتایا۔  
اس کرامت کے بعد بُدھہ اپنے پیوروں کی نظریں سے  
غایب ہو گر ۳۳ دیوتاروں کے بہشت میں کیا کہ اپنی مان  
اور دیگر دیوتاروں کو ابھی دھرم کی تلقین کرے  
اور کامل تین ماہ اُس بہشت میں رہنے کے بعد  
ایک زمرہ کی سیزہی سے، ہر شکرانے بنوائی تھی  
زمین پر آترا۔ اسوقت برهما اور اندر اُسکے جلو میں تھے۔  
برہما دالیں جانب ایک طلاقی زندہ سے اتر رہا تھا اور  
اندر بالیں جانب بلوریں زندہ سے (دیکھر صفحہ ۱۲۰)۔  
بُدھہ کا مقام نزول سَنَشیدہ یا سَنَسَہ کے نام سے  
مشہور ہی۔

بُدھہ کی رفات آسی (۸۰) سال کی عمر میں

وعظ کہنے لگا ( دیکھو صفحات ۱۲۲ و ۱۳۶ ) - یہ دیکھو  
 راجہ نے بُدھہ کے سامنے قدرت کی اور بُرگد کے درختوں کا  
 باعث آسکی نذر کیا - اسکے بعد شایا قبیلے کے بہت سے  
 آدمی بُدھہ کے مذہب میں داخل ہوئے جن میں  
 آنند ( جو بعد میں آمکا عزیز ترین چیلہ بنا ) ، آنوردهہ ،  
 بھدیا ، بھگر ، کبیل اور بُدھہ کا بد باطن رشتہدار دیوبادت  
 بہت مشہور ہیں - آخرالذکر یعنی دیوبادت بعد میں  
 بُدھہ مہب کا یہودا ثابت ہوا ۔

ذیل کے چھہ تیر تھک ، جو ملحدانہ فرقوں کے سرگزروں  
 تھے ، بُدھہ کے سخت ترین مخالفوں میں شمار کئے  
 جاتے ہیں : — پورن کسپ ، متھلی گوسال ،  
 آجیت کیس کمبلن ، پنکہ کچھایں ، نگلٹھ نات پٹھ  
 اور سنجے بلیٹھی پٹت - انمیں آخرالذکر شاری بُترا  
 اور موگلانا کا آستاد بھی رہ چکا تھا - یہ ملحد ( سو قس )  
 راجہ پرانچیت کے دربار میں رہتے تھے چنانچہ انکو  
 نیچا دکھانے کیلئے بُدھہ شراسی پہنچا اور گذشتہ  
 بُدھوں کی رسم کے مطابق انہی سب سے بڑی کرامت

ادھر آنکلا - بُدھہ نے سُبھدر کو فوراً اپنے پس بلاوايا  
 اور اُسکر اپنے مذہب کے اصول سے آکا کیا - چنانچہ  
 سُبھدر اُسکا پیدر ہو گیا اور یہ آخری شخص تھا  
 جو بُدھہ کی زندگی میں اُسکی مذہب میں داخل ہوا -  
 مرنے سے ذرا بیٹے بُدھہ نے تمام حاضرین کو مخاطب کر کے  
 پڑھا کہ اُسکے بھالیوں (یعنی راهبین) میں کوئی  
 ایسا شخص ہی جسکو اُسکے بُدھہ ہونے میں یا اُسکے  
 دھرم اور جماعت رہبان سے متعلق کچھ شک ہو؟  
 اور جب اُسلئے دیکھا کہ کسی کر کوئی شک و شبه نہیں  
 ہی تو یہ کہتے ہوئے آنسے رخصت ہوا کہ "ہر مرکب چیز  
 کے لئے زوال لازمی ہی - پس نجات حاصل کرنیکے لئے  
 دل و جان سے کوشش کرو" -

بُدھہ کے مرتے ہی زمین میں بھوپھال آئے اور آسمان  
 پر بادل کی خوفناک گرج سنائی ہی - اس راقعہ کی  
 خبر شہر کوئی نگر میں پھیپھی کئی - رہان کے مَلا  
 اُسی وقت سال کے باعث میں آئی پھرے اور متواتر چھوٹے دن  
 تک چلوس اور باجے کے ساتھ بُدھہ کی لاش کی  
 تعظیم و تکریم کا اظہار کرتے رہے (دیکھو صفحہ ۱۳۶) -  
 ساتویں دن قبیلے کے آئے سردار لاش کو انہا کر شہر نے

واقع ہوئی (۱) اُسکی موت کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ پارا کے ایک تھنہیں سے چند نامی نے بُدھہ کی دعوت کی۔ ضیافت کے سامان میں خنزیر کا خشک گوشٹ بھی تھا جو بُدھہ تو ایسا پسلد آیا کہ رہ انتقال سے زیادہ کہا کیا اور بیمار ہو گیا۔ بُدھہ اُسوقت کو رسی نگر (کسیا) چارہا تھا۔ اُسنے محسوس کیا کہ اُسکا آخری رقت آپنچا۔ چنانچہ اُسنے شہر کے نزدیک ایک باغیچے میں سال کے در درختوں کے بیچ میں اپنی چاربائی بچھوائی اور شمال کی طرف سر کر کے اسپر دالین کرت، شیر کی طرح ایک ٹانگ پر درسری ٹانگ رکھ کر، لیت کیا (دیدھو صفحات ۹۴ و ۱۶۶)۔ اُس کی زندگی کے آخری لمحے اپنے عزیز چیلے آندہ اور دیگر راہبوں کو نصیحت اور ہدایت کرنے میں صرف ہوئے اور اُسنے آنہیں تاکید کی کہ اُسکے بعد جماعت رہبان کے قواعد و ضوابط کی پابندی اور پیری نہایت دیانتداری سے کرتے رہیں۔

**اُسوقت سُبھدر نامی ایک ملععد سیاح پھرتا پھرواتا**

(۱) اُکٹھر فلیت کے حساب سے بُدھہ کی وفات کی تاریخ ۱۳ اکتوبر سنہ ۴۸۳ قبل مسیح ہے۔

کوئی نگر کے ملا "آثار" تقسیم کرنے پر رضامند نہیں ہیں  
 تو وہ اپنی اینی فوجوں لے کر کوئی نگر کا محاصرہ کرنے کے  
 لئے آپنے لیکن قرآن نامی ایک برمٰن نے بیچ میں  
 پڑ کر تصفیہ کروادیا اور اس طرح لڑائی ٹل گئی - قرآن کی  
 تجویز کے مطابق آثار کو آنہ مساريٰ حصر میں  
 تقسیم کر لیا گیا اور اس کے معارضے میں قرآن کروہ برتون  
 دیا گیا جس میں "آثار" مذکور پہلے رکھ ہوئے تھے -  
 اس تقسیم کے بعد پہلی بن کے موریائی قبیلے کا قائد  
 "آثار" کا حصہ مانگئے آیا - مگر چونکہ تمام حصے تقسیم  
 ہو چکے تھے اسلائے وہ چلتا کے کوئی ہی جمع کر کے لے گیا  
 اور اہل موریا نے ان کوئلہن پر ایک عالیشان ستونہ  
 تعمیر کر دیا - رہ رہ آنہ حصے جو قرآن نے تقسیم کئے  
 تھے، آندر بھی ستون پر تعمیر ہوئے تھے مگر آنے میں سے  
 سات ستونوں کو شہنشاہ اشوك نے کھدرا کر آنکے "آثار"  
 دوبارہ تقسیم کئے اور اپنی سلطنت میں بے شمار ستون پر  
 پہنوا کر آن میں "یہ آثار" دفن کروائی - کہتے ہیں  
 کہ صرف رامگرام کا ستون ( دیکھو صفحہ ۱۰۲ ) ،  
 جسکی حفاظت ناکار لوگ کیا کوتے، اس تباہی سے  
 بچکر اپنی قدیم حالت میں محفوظ رہا \*

باہر مکت بندہن مندر میں لیگئے رہا اسپر پانسو تھاں  
کپڑے کے لپٹے گئے اور لوٹے کے تابوت میں رکھر  
لاش کو چتا پر رکھ دیا گیا۔ لیدن کاشپ، راہبوں کی  
ایک جماعت کے ساتھ، کرسی نگر کی طرف لپکا ہوا  
آ رہا تھا، اور جب تک وہ موقع پر نہ پہنچا، چنانے  
آگ نہ پکڑی۔ آخر جب کاشپ موقع پر پہنچ گیا  
اور لاش کی تعظیم و تکریم کی رسم ادا کرچکا تو خود بخود  
شعیل پھر آئے اور آک جب اپنا کام کرچکی تو بارش کے  
ایک کراماتی چھینٹ سے خود ہی بجھ گئی۔

لاش کے جل چکنے کے بعد جو راکھ اور سرختنہ ہڈیاں  
رہیں انپر کوسی نگر کے ملازُن نے قبضہ کر لیا۔ مگر  
چند روز کے بعد سات اور دعویدار پیدا ہو گئے جنہوں نے  
مطلوبہ کہا کہ آنہیں بھی آن ”آثار“ یا ”تبرکات“  
میں سے حصہ ملنا چاہئے۔ ان مدعاوین کے نام حسب  
ذیل قیمے:— اچاتسٹر شاہ مگدھ، ریشالی کے کچھوڑی،  
کپل وسٹ کے شاکیا، آلا کڈھ کے بولی، رامگرام کے کولیا،  
ویتها دریپ کا ایک برهمن اور پارا کے ملازُونگ۔ (صفحات  
۱۰۷ (۱۴۶) ان ساتوں دعویداروں نے جب دیکھا کہ

## فهرست اصطلاحات

---

<b>Monuments.</b>	آثار - عمارت
<b>Relics.</b>	آثار - " تبرکات "
<b>Ordain.</b>	اجازه دینا
<b>Heraldic.</b>	آرمائی
<b>In relief.</b>	ابهراں - مثبت
<b>Architectural members.</b>	اجزاء عمارتی
<b>Achæmenians.</b>	اخمينی یا هخامنشی بادشاہان ایران
<b>Elevation.</b>	ارتفاع - ارتفاعی نقشه
<b>Meditation.</b>	استغراق - دھیان
<b>Contemplation.</b>	(شوري - مغربی ايشیا کا اصلي جگہ پر
<b>Assyrian.</b>	
<b>In situ.</b>	اصلي جگہ پر
<b>Technique.</b>	اصطلاحی خوبیان و فنون
<b>One in six (gradient).</b>	+ کی نسبت (رفتار)
<b>Rubble.</b>	انہر پتھر (چھوٹ)
<b>Stereotyped.</b>	ایک خاص نمونے کی نقل (جس میں جدت نہر)
<b>Monolith.</b>	ایک ڈال پتھر کا ستون - (ایک پارچہ ستون)
<b>Bactria.</b>	باختر



Cult image.	پرستش کا بُت - مذہبی مجسمہ
Capital.	پرکالہ - سرسٹون - تاج سٹرون
Medallions.	بری چکر - تمغے
Buttress.	پشنہ
Retaining wall.	پشتی گی دیوار - مدافعت دیوار
Plate	پلیٹ - تصویر - نقشہ
Floral decoration. Floral design.	پرول پتی کام یا آرائش
Ante-chamber.	پیش دالان - پیش گمراہ
Size.	پیمائش - جسامت - قد و قام
Map. Survey Map.	پیمائشی نقشہ
Wheel.	پہیا - چرخ
Crowning ornament (of a pillar).	تاج سٹرون - تاج پرکالہ
Relic Chamber.	"تبرکات" کا خانہ
Logical thought.	تخیل کی معقولیت
Redaction.	تدریس
Composition.	ترتیب - ترکیب
Dressed.	توشمی ہوتے (پنہو وغیرہ)
Anatomical accuracy.	تشريحی لطابق
Proportion.	تناسب

Door-jamb.	بازہ (چڑکھ کا)
Hermika railing.	بالائی یا ہرمیکی یا چوئی کا کنہرہ
Superstructure.	بالائی عمارت - بنائی فرقانی
Intercourse.	باہمی ربط ضبط - مراسم - تعلقات
"Leaf and dart."	"برگ و پیکان"
Bracket.	بریکٹ - گھورتی - مررنی - نوڈی
Aisles.	بغالی رستے - پہلروں کے کمرے
Foundation.	پنداد
Buddhist Creed.	بودھ مذہب کا کلمہ
Core. Filling.	بھروسہ - بھروسی - عمارت کی اندرینی چنانی یا بھروسی
Monk.	بھائشو - راہب
Nun.	بھکشنی - راہبہ
Natural.	بے تکلف - بلا تصنیع - فطرتی
Naïveté.	بے ساختہ بُن - دلفریب (فطرتی) سادگی
Conventionalism.	پابندی (سم
Stone envelope. Stone casing.	پتوہ کی غلافی چنانی - سنگی دروار
Cross-bar.	پٹری
Band.	پٹی یا پٹری
Elaborate.	پر تکلف - وسیع
Procession path.	پردہ نہا - پردہ شنا - طرف گاہ - مطاف

Kerb-stone.	حاشیہ کا پتھر
Subsidiary building.	حاشیہ کی عمارت
Cells.	حجرے
Logical beauty, (senso of).	حسن کا صدیقہ امتیاز
Enlightenment.	حصول معرفت - سبودھی
Excavation.	حفریات - کھدائی
Attendant, devotee, worshipper.	خادم - پرستار - بھگت - یاتری
Individuality.	خامن رفع - انفرادی حیثیت
Mental abstraction.	خام توجہی (بعض جزئیات میں انہماں اور بعض سے بے توجہی جس سے کام میں خامی (ہے جائے)
Characteristic.	خصوصیت
Features.	خط رخال - خصوصیات
Fluted. } Ribbed. }	خیارہدار - ڈریہدار - دھاری دار - کمرکی
Corridor.	دلائیں (ستوندار)
"Bead and lozenge" ornament.	"دانہرلز" کی آرائش
Underpinning.	دیوار کے نیچے تیک کی چنانی
Prostration.	ۃ لندوت
Cable ornament.	ۃ روپی کے نمونے کی آرائش
Portico.	کیوڑھی
Genius.	ذہن و ذکارت - دل و دماغ

Symmetry.	توازن
Enlargement.	توسیع
Pilgrims.	ہزاری - زائرین
Bell-shaped.	جرس نما - گھنٹہ نما
Details.	جزئیات
Polish.	چلا
Persepolitan.	جمشیدی - پرسی پولسی
Ascetic.	جوکی - زاہد
Cross-legged.	چار رانو - آلتی بالتی مارے
Landing ( of a staircase).	چاند
Royal umbrella.	چتر شاهی
Volute.	چکر
Spiral.	چکردار
Fly-whisk.	چڑی
Court.	چوک
Squared.	چوکر بند ہوتے ( پتھر (غیرہ) )
Tenon.	چوہل
Minor antiquities.	چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء
Demi-gods.	چھوٹے دیوتا
Kerb.	حاشیہ

Griffin.	سینورخ
Leogryph.	
Spirit.	شان - معنی - مطلب
"Tree of Life."	شجر زندگی
Spire (of a temple).	شکھر - صخره طی گندد
Seallop ornament.	مناف نما آرالش
In the fore-ground.	صدر مین - سامنے - نیچے
Cruciform.	صلیب کی شکل کا
Art.	صنعت - فن - (فن سنگتراشی)
Niche.	طاق - طاقچہ
Style.	طرز - طرز ساخت (تعمیر، تصویر، غیرہ)
Ivory carver.	عاج کار - هانہی دانت کا کام کرنے والا
Sanctum.	میادات گاہ
Arabesque.	عربی وضع کی پیل یا گلکاری
Gift.	عطیہ - نذر
Donation.	
In the back-ground.	عقب مین - پلیجھ - اریئر - (تصویر رنگی اصطلاح مین) آسمان یا زمین
Anatomy.	علم تشريح الاعضاء
Depth (in sculpture).	عمق - گذاشتی
Technique.	عملی دستکاری - مخصوص الفن ارت

Memory picture.	" ذہنی تصویر " - " حافظہ کی تصویر "
Course (of masonry).	ردہ
Script.	رسم خط - حروف
Conventional treatment.	رسمی طرز ساختہ یا نرتیب
Form and colour.	رنگ اور ہلیت - صورت رلوں
Torus moulding all round.	زنانی گولا
Saddle.	زین لما نشیب
Stair.	زینہ
Stairway.	
Stairway railing.	زینے کا کنہرہ
Moulding.	ساز - آرائشی ساز - حاشیہ
Light and Shade.	حیدہ اور روشی
Pillar.	ستون - لانہ
Column.	
Base of a pillar.	ستون کا حصہ زیرین یا حصہ پالین
Door-lintel.	مردل
Plan.	سطحی نقہ
Seleukids.	سلجوچی
Architrave, stone.	سلگی شہتیر - دروازے کے اور کا منقش شہتیر وغیرہ
Steps.	سیڑھوں

Base of plinth.	گرسی کا دامن
Pedestal.	گرسی یا چونی ( ستون کی )
Abacus.	گرسی ( تاج ستون کی ) - سربراہ - بینکا
Begging bowl.	کشکول
Carving, sculpture.	کنده کاری - مینیسٹ کاری - سنگل راشی
Offsets.	کسکے - کمگر - حاشیہ - کسکا پانچاب میدن مستعمل
Footings.	ہن -
Lotus and dart.	کنول اور تیر
Led horse.	کرتل گھوڑا
Remains, Ruins.	کھنڈرات - بقیات - آثار
Chemical analysis.	کیمیاگری امتحان یا تجزیہ
Necking.	گردن پرکالہ - گردن تاج - گردنہ
Flower vase.	گلدنستہ - گلدان
Apse.	کروں کمرا - قوسی حصہ -
Torus moulding.	کولا
Cyma recta.	کولا غلطہ
Panel.	لرج
Defaced inscription.	منی ہوئی سی تحریر - فرسودہ گتبہ
Image.	مجسمہ
Figure.	مورتی - تصویر
Statue.	مورت
Group.	مجموعہ - مجمع

Shaft.	عمود ستوں
Vertical.	عمودی
Medieval age.	عہد وسطی - درز وسطی - قرون وسطی
Early medieval.	عہد وسطی کے اغاز
Late medieval.	عہد وسطی کے اواخر
Casing.	غلاف
Cyma-reversa.	غلطہ گولا
Extraneous.	غیر ملکی - خارجی - بیرونی
Perspective.	فاصلے کا اظہار
Wedge.	فانہ - چھینکی - پیش
Formative arts.	فن صورت گری - فن پیکر سازی
Ground balustrade. " railing.	فروشی کنہرہ
Index.	فهرست
Inspiration.	فیض - فیضان
Divine peace.	قدوسی سکون
Altar.	قربانکا
Apsidal.	قوسی - مخدراہی
Cornice.	کارنس
Chippings.	کتلیں (پاہر کی)
Plinth.	گرسی (عمارت کی)

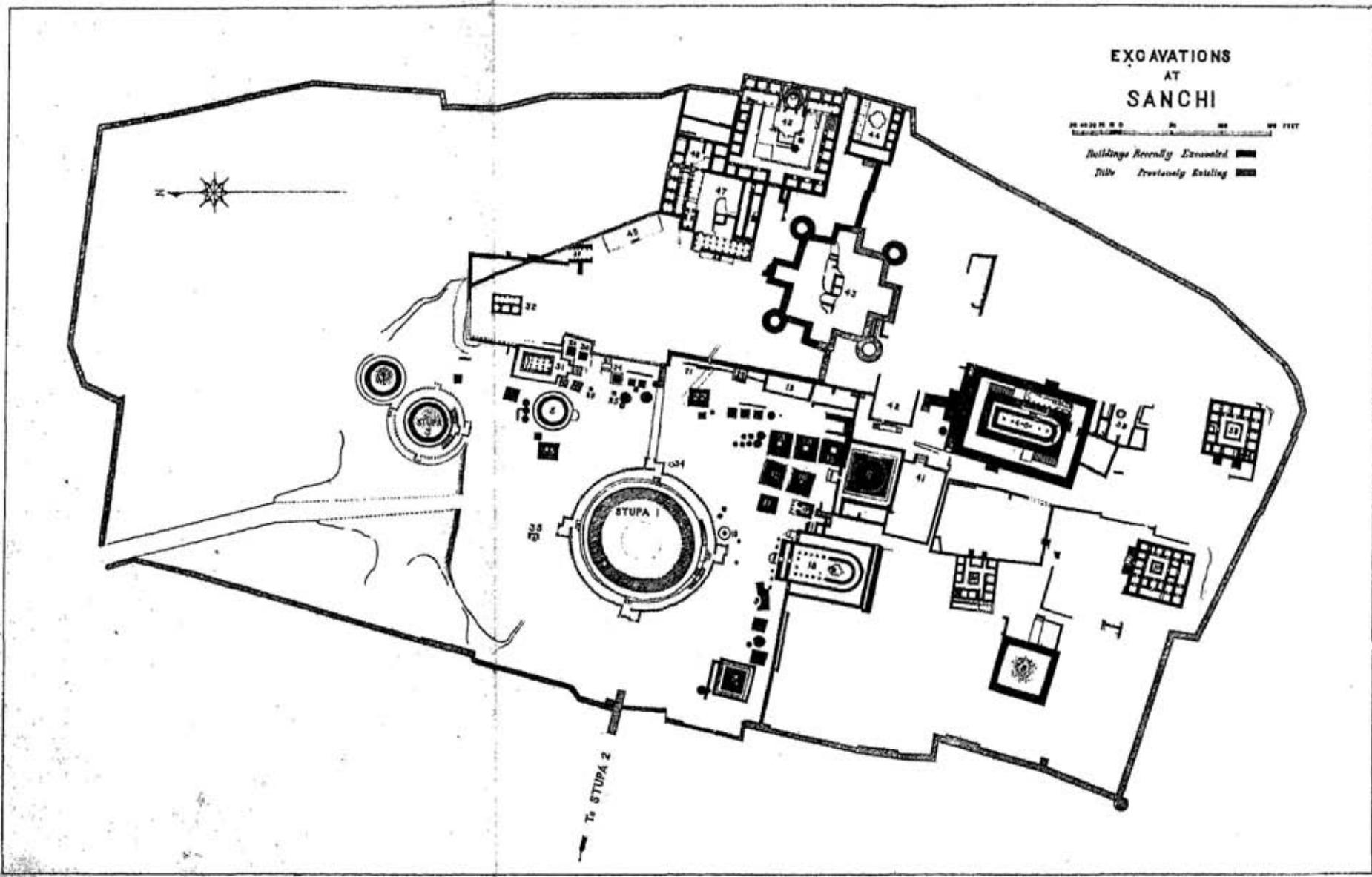
Renaissance.	"نشأة الثانية"
Pilaster.	{ نیم ستون (ایسا ستون جسکا کچھ حصہ چنانی میں پوشیدہ ہر)
Thunderbolt.	وَجْر - عصا - کبڑ
Nave.	وسطی کمرا
Attitude.	وضع - حالت
Halo.	ہالہ
Hellenistic influence.	یونانی اثر

---

Concave.	مجوف - مکعر
Convex.	محدب
Spire (of a temple).	مخروطی گنبد - اهوازی برج - شہر
Satrap.	مرربان
Relief.	مرقع - تصویر - نقش
Classical character.	مسلسل طرز - یونانی طرز - قدیم طرز
Colouristic treatment.	مصورانہ رنگ - رنگین تصویر کا سائز
Fluted side (of a pillar).	مقفریہلہ (ستون کا)
Statue in the round.	مکبل مجسمہ - ایسا مجسمہ جو { هر طرف سے مکبل ہو
Debris.	ملبہ (افلاڈہ)
Edicts.	منادرات
Temple.	مندر - عبادتگاہ
Shrine.	
Chapel.	
Coping.	منڈیر
Coping stone.	منڈیر کا پتھر - (داب کا پتھر)
Scene.	منظار - نظارة - تصویر
General view.	منظار عمومی
"Frontality."	"موجہت" - " "
Rubble.	ناتراشیدہ پتھر
Offering.	نذر - نذرانہ
Donatory inscription.	"نذری" کتبہ



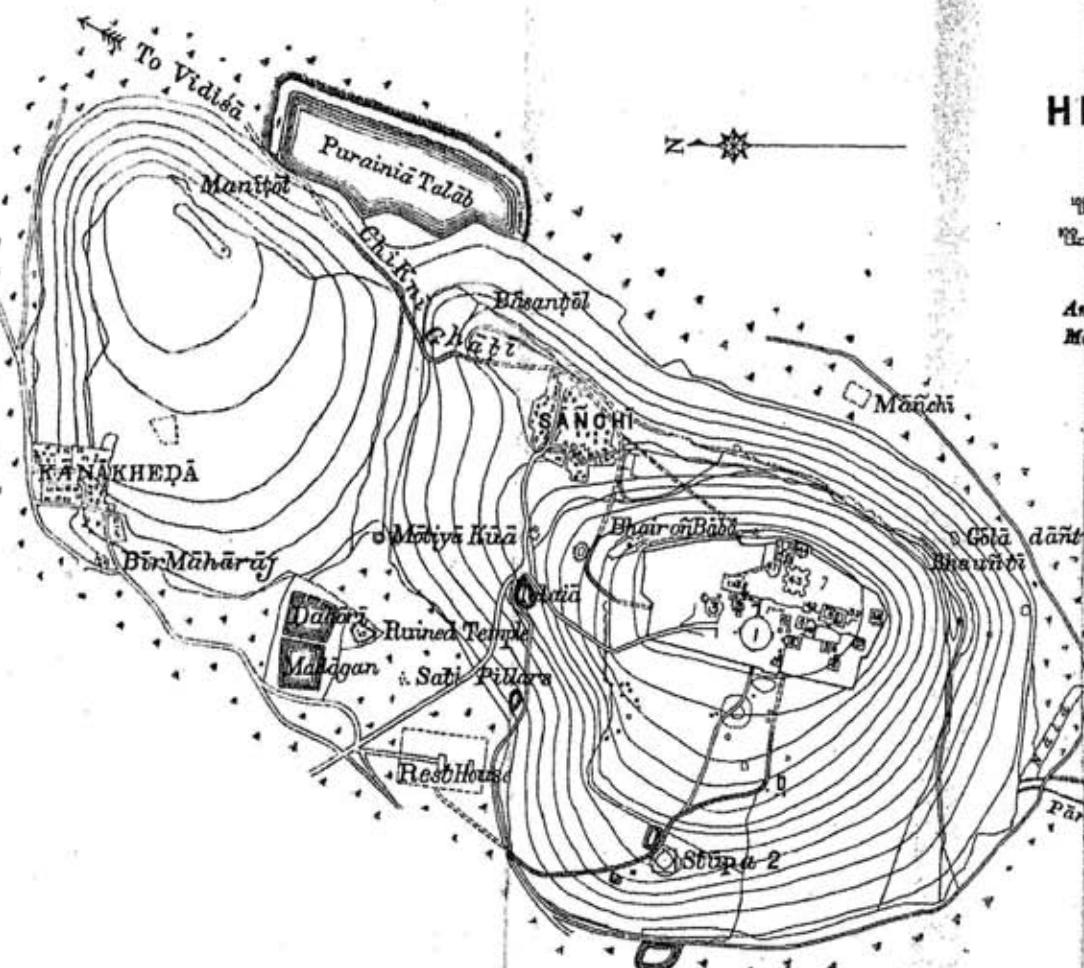


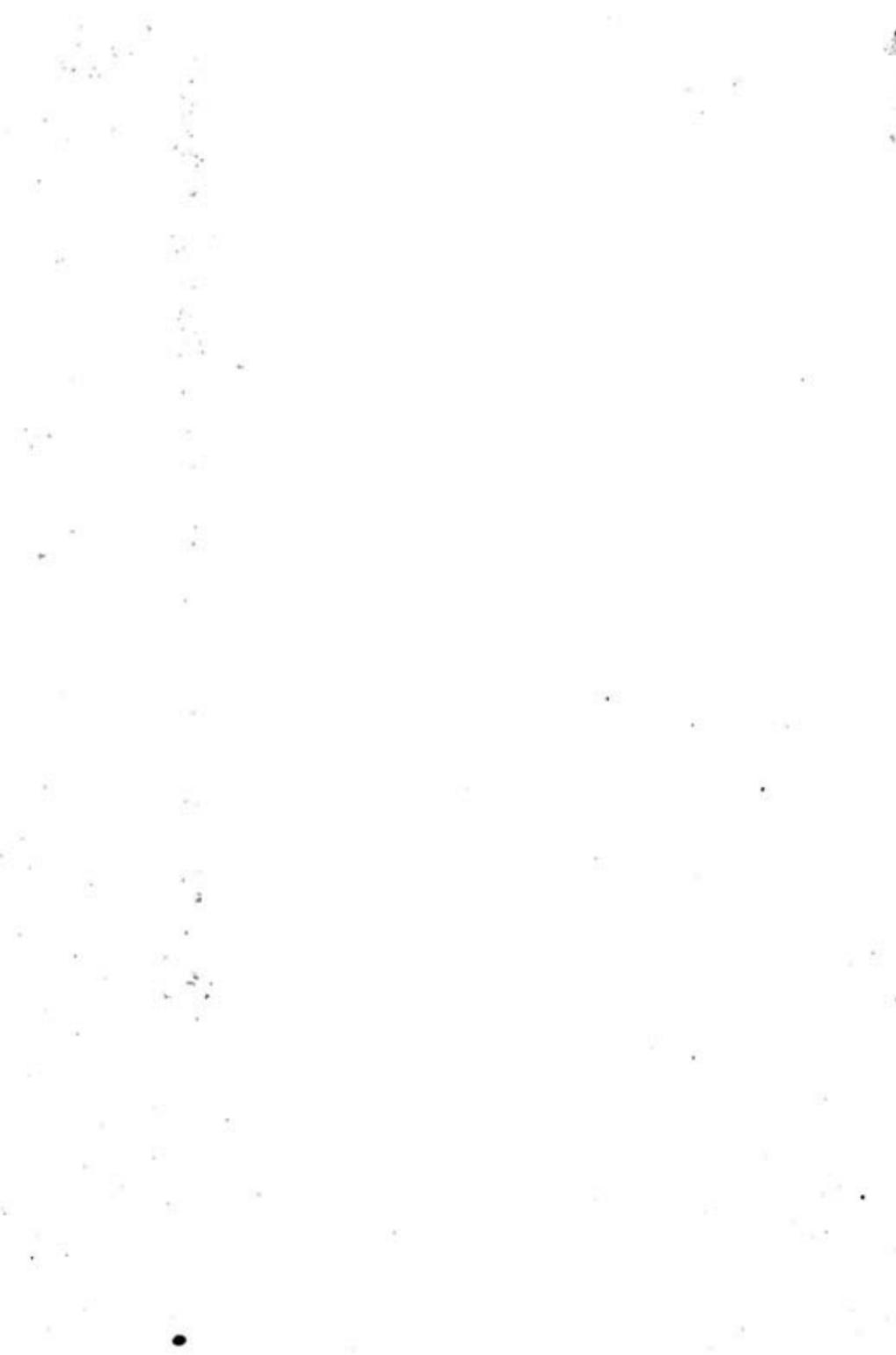


THE  
HILL OF SANCHI  
AND ITS ENVIRONS

Scale 0 100 200 300 400 yards  
0 100 200 300 400 metres

Ancient roads - - - - -  
Modern " - - - - -







~~West N.C.  
Balcony~~

**Central Archaeological Library,**

NEW DELHI.

22661

Call No. 913.05/ 109/M.R.

Author— Marshall Sir  
John M. M. H. Keraulam.

Title— A Guide to Sanchi.

Borrower No.	Date of Issue	Date of Return
47		

*"A book that is shut is but a block"*

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY  
GOVT. OF INDIA  
Department of Archaeology  
NEW DELHI.

Please help us to keep the book  
clean and moving.